تاریخ قربانی

ابوالحقائق غلام مرتضی ساقی مجددی

نام کتاب قربانی

مصنف ابوالحقائق علامہ غلام مرتضیٰ ساقی مجددی

اشاعت باراول، باردوم جنوری ۲۰۰۵ئ

بارسوم

کمپوزنگ ساقی کمپوزنگ سنٹر گوجرانوالہ، قاری محمد امتیاز ساقی مجددی

03466049748

صفحات

ہدیہ



ملنے کے پتے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔اما بعد!

قربانی زندہ قوموں کا شعار ہے،قربانی سے طاقتوری کا اظہار بھی ہوتا ہے اور بہادری کا بھی۔تاریخ کے اوراق گواہ ہیں کہ جس قوم نے قربانی دینا سیکھ لیا وہ دنیا کی طاقتور اور بہادر ترین قوم کہلانے لگی اور سب اس قوم کی تحسین کرنے لگے۔

قربانی......قربانی دینے والوں کو پستی کی بجائے بلندی عطا کردیتی ہے کمزوری چھین کر شہزوری دیتی ہے۔گمنامی کے اندھیروں سے نجات دے کر ناموری کی تابانیوں سے ہمکنار کرتی ہے۔دور فرقت میں جلنے والوں کو پیغام وصل سناتی ہے قربانی،سخاوت کا باعث بھی ہے اور سعادت کا بھی۔عظمت کا سبب بھی ہے اور رفعت کا بھی۔صفحات کائنات بتاتے ہیں کہ خوشگوار اور لازوال زندگی اسی قوم کا مقدر بنی جس نے مرنا اور قربان ہونا سیکھ لیا۔

جو دیکھی ہسٹری میں نے تو یہ مجھ کو یقین آیا
جسے مرنا نہیں آیا اسے جینا نہیں آیا

اس بات پہ یقین نہ آئے تو مہندی کی بناوٹ پر غور کرلیں کہ اس نے محبوب کے تلووں کے بوسے کے لیے کیسے کیسے صبر آزما،انگیز اور حوصلہ شکن مراحل کو طے کیا...... کتنے دکھ

اور مصائب جھیلے...... کتنی تکلیفوں سے دوچار ہونا پڑا...... بقول شاعر

کٹی، کچلی گئی، پس کر، چھنی، بھیگی، گندھی مہندی
جب اتنے دکھ سہے، پھر جا کر قدموں سے لگی مہندی

وصل یار معمولی چیز نہیں، زہے نصیب کہ یہ حاصل ہو۔

محبوب کے قدموں کا بوسہ اتنا مشکل اور ہمت طلب ہے تو زلف یار کا بوسہ کس قدر آزمائشوں اور امتحانوں کا حامل ہوگا؟

یہ تو کنگھی ہی بتا سکتی ہے کہ اس نے کونسی کٹھن منزلوں کو سر کیا تب کہیں جا کر زلف محبوب کا وصل نصیب ہوا۔ پنجابی کا شاعر کہتا ہے:

جد تک عاجز، کنگھی وانگوں آرے ہیٹھ نہ آوے
یار سجن دیاں زلفاں تائیں، کیونکر انگ لگاوے

اسی طرح مٹی بھی کمہاروں کا ظلم وتشدد برداشت کرتی ہے۔ مصائب اور تکالیف جھیلتی ہے۔ حتی کہ ایک عرصہ تک آگ کے شعلوں کی تپش برداشت کرتی ہے، پھر کہیں جا کر پیالے کی شکل نصیب ہوتی ہے اور محبوب کے ہونٹوں سے مس ہونے کا موقع نصیب ہوتا ہے۔ یہ جان فروشیاں، وفا شعاریاں اور تسلیم ورضا مندیاں صرف محبوب اور مطلوب کی رضا، قرب اور وصل حاصل کرنے کی خاطر ادا کی جارہی ہیں...... قربانی دینے والا اپنی جان داؤ پر لگا کر، اپنی خوشیاں اور آرزومندیاں دوسروں کی جھولی میں ڈال دیتا ہے اور اس انتظار میں رہتا ہے کہ کبھی تو اس کا محبوب اس کی طرف نظر محبت سے دیکھے گا اور یوں اس کے سارے غم اور دکھ کافور ہوجائیں گے۔ ایک عربی شاعر

نے کیا خوب کہا

نفس المحب علی الآلام صابرة

لعل متلفها یوما یداویها

یعنی محب صرف اسی لیے اتنے جانکاہ صدمے برداشت کرتا ہے کہ کبھی تو اس کا محبوب اپنے دکھی اور زخمی محب اور عاشق کے زخموں پر مرہم رکھے گا۔

محبوب کا ایک دفعہ دیکھ لینا ہی سارے غموں اور دکھوں کا علاج ہوتا ہے اور محبوب کی خوشی یقیناً کسی قربانی کے بعد ہی نصیب ہوتی ہے۔

کائنات کا ذرہ ذرہ اس بات کی گواہی دے رہا ہے کہ قربانی کے بغیر زندگی ناممکن ہے۔قربانی اور جانثاری سے بظاہر حیات دنیوی ختم ہوتی دکھائی دیتی ہے، لیکن اس کے عوض حیات ابدی وسرمدی مل جاتی ہے۔ایک تن آور، سرسبز وشاداب درخت کو کاٹ دیا جاتا ہے، اس کی گھنی اور ٹھنڈی چھاؤں سے محرومی کا احساس ہوتا تو ہے، لیکن وہ درخت بزبان حال پکار رہا ہوتا ہے کہ اے افسوس کناں! غم نہ کر میرا کٹنا بے کار اور بے مقصد نہیں ہے، بلکہ میری یہ موت دوسروں کی حیات کا سامان ہوگی میں ڈوبنے والوں کے لیے کشتی بن جاؤں گا، گھروں کی حفاظت کے لیے دروازے اور کھڑکیاں بن جاؤں گا، آرام وراحت کے لیے میز اور کرسیاں بن جاؤں گا، اور ایک زمانہ اس سے مستفید ہوتا رہے گا۔

ایک دانہ کو جب مٹی میں دبا دیا جاتا ہے بظاہر وہ ختم ہوتا نظر آتا ہے، لیکن حقیقت میں وہ بھی کہہ رہا ہوتا ہے: مجھے بے نشان سمجھنے والو! میں مٹا نہیں، تمہارے

ہاتھوں مٹی میں اس لیے مل رہا ہوں کہ تمہارے گھروں کو دانوں سے بھر دوں، میں خاک میں مل کر گل وگلزار بن جاؤں گا اور تمہاری زندگی کو خوشگوار بنا دونگا۔

ے مٹا دے اپنی ہستی کو گر کوئی مرتبہ

چاہئیے

دانہ خاک میں مل کر گل وگلزار ہوتا ہے

حقیقت یہ ہے جو قربان ہوتا ہے وہ صرف نظروں سے اوجھل ہوتا ہے مگر حقیقت میں پوری قوم کو زندگی بخش جاتا ہے اور پورے معاشرے میں اس کی جاں فروشی کے اثرات مرتب ہوتے ہیں فرمان خداوندی ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات...... الآیہ (البقرہ ۱۵۴) میں اسی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ سچ ہے کہ

ے بے نشانوں کا نشاں مٹتا نہیں

مٹتے مٹتے نام ہو ہی جائے گا

اور

ے شہید اک مقصد اعلیٰ کی خاطر دے کے

قربانی

نوید زندگی لاتے ہیں بہر نوع انسانی

مندرجہ بالا حقائق سے روز روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ زندگی اسی قوم اور اسی معاشرے کو ملتی ہے جو مرنا اور قربان ہونا سیکھ لیتے ہیں، جنہیں مرنا، مٹنا اور قربان ہونا نہیں آتا وہ حقیقی زندگی سے کوسوں دور رہتے ہیں

ے نامی کوئی بغیر مشقت نہیں ہوا

سو بار جب عقیق کٹا تب نگیں ہوا

یہی وجہ ہے کہ قربانی کا تصور ہر قوم اور ہر دور میں مختلف انداز واطوار سے موجود رہا ہے، لیکن چونکہ اسلام دین فطرت اور ترجمان حقیقت ہے۔ دیگر امور کی طرح اسلام کا تصور قربانی بھی تمام ادیان واقوام سے جدا اور منفرد ہے۔ اسلام اطاعت وفرمانبرداری کا علمبردار ہے، وہ اہل اسلام کو اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی، دین اسلام کی بالادستی اور عظمت رسالت کی رفعت وپاسبانی کے لیے وقت، مال وطن اور اولاد کی قربانی کی ترغیب دیتا ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ، رسول اکرم ﷺ اور دین اسلام اگر جان کی قربانی کا مطالبہ کریں تو مسلمانوں کو اس سے بھی قطعاً دریغ نہیں کرنا چاہیئے۔ سب کچھ قربان کر کے بھی یہی نعرہ لگانا چاہیئے:

ے کیا پیش کریں تم کو کیا چیز ہماری ہے

یہ دل بھی تمہارا ہے یہ جان بھی تمہاری ہے

مسلمان کو جذبۂ قربانی وجانثاری سے ہر وقت سرشار رہنا چاہیئے، اسلام نے اسے مختلف مواقع فراہم کیے ہیں۔ جن میں ایک موقع عیدالاضحیٰ کا ہے۔ اہل اسلام حکم اسلامی پر لبیک کہتے ہوئے اپنے جذبات کا خوب اظہار کرتے ہیں اور قربانی کا ایک بہترین منظر عید قربان کے موقع پر جانوروں کو ذبح کر کے پیش کیا جاتا ہے۔

سطور ذیل میں اقوام سابقہ کی قربانیوں کا ذکر اور اسلامی قربانی کی تاریخی اور شرعی حیثیت کے متعلق گفتگو مطلوب ہے۔ چونکہ قربانی شعائر اسلام میں سے ہے اور

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عظیم یادگار ہونے کے علاوہ ہمارے آقا سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کا مبارک طریقہ بھی ہے۔ اس لیئے عید قربان کے موقع پر اہل اسلام جگہ جگہ آپ کی یاد مناتے ہیں اور اپنے محبوب سرور عالم ﷺ کی سنت کو دہراتے ہیں۔ چونکہ ہر سال اس مبارک عمل سے تبرک و تعلق کی سعادت نصیب ہوتی ہے، اس لیے ضروری ہے کہ اس کے فضائل، مسائل اور آداب سے مکمل آگاہی حاصل ہو، تاکہ بارگاہ خداوندی میں سرخروئی مل سکے۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ عوام الناس آداب قربانی سے کما حقہ سبکدوش نہیں ہو پاتے، اس لیے عاجز نے عوام کی اصلاح کے لیے عام فہم انداز میں قربانی کی تاریخ، فضائل، مسائل اور اس کے آداب واحکام کو مختصر اور جامع انداز میں جمع کرنے کی حقیر سی سعی کی ہے۔ اس کتاب کے متعدد ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔ کوشش کے باوجود گذشتہ اشاعتوں میں کچھ فنی اور پروف ریڈنگ کی اغلاط رہ گئی تھیں، جن کی تصحیح ضروری تھی۔ اس لیے موجودہ ایڈیشن میں اصلاح کی ہر ممکن کوشش کی گئی ہے اور اب اس کتاب کو نئی آب وتاب کے ساتھ پیش کیا جارہا ہے۔ احادیث کی مزید تخریج، بعض ضروری مسائل کا اضافہ اور کچھ ترمیم واصلاح بھی کردی گئی ہے۔ اس اشاعت میں قربانی کے تین ایام پر مخالفین کی تازہ تحقیق کو بھی شامل کردیا گیا ہے تاکہ چوتھے دن قربانی کرنے پر دلائل دینے والوں کو آئینہ دکھایا جاسکے۔ اور عوام الناس اصل حقیقت کو جان سکیں۔ پوری کوشش کے باوجود اغلاط کا رہ جانا ایک فطری امر ہے لٰہذا قارئین سے التماس ہے کہ نشاندہی فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ ان ارید الا الاصلاح ماستطعت وما توفیقی الا باللہ

خیر اندیش:

ابوالحقائق غلام مرتضی ساقی مجددی

03007422469

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب نمبر ا

تاریخ قربانی

قربانی کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنی کہ خود انسان کی، یہی وجہ ہے کہ ہر قوم اور ہر معاشرے نے اپنے اپنے مذہبی عقائد ونظریات کے مطابق اسے اپنائے رکھا۔ قربانی کا تصور بلا امتیاز تمام مذاہب میں موجود رہا ہے۔لیکن اس قربانی کی نوعیت کیا رہی ہے؟۔اس کے متعلق تفصیلاً بیان کرنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔تاہم مختلف قربانیوں کے متعلق مختصر بیان پیش خدمت ہیں۔

سب سے پہلی قربانی

تاریخ انسانی میں سب سے پہلی قربانی انسان اول، حضرت ابوالبشر، سیدنا آدم علیہ السلام کے دونوں بیٹوں نے پیش کی تھی۔ان میں سے ایک کی قربانی مقبول ہوئی اور دوسرے کی مردود۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

واتل علیھم نبأ ابنی اٰدم بالحق اذ قربا قربانا فتقبل من احدھما

ولم یتقبل من الاٰخر قال لاقتلنک قال انما یتقبل اللہ من المتقین (المآئدہ، ۲۷)

ترجمہ: اور آپ انہیں آدم کے دونوں بیٹوں کی خبر ٹھیک پڑھ سنایئے! جب دونوں نے قربانی دی تو ایک سے قبول کی گئی اور دوسرے سے قبول نہ کی گئی۔ (اس دوسرے نے) کہا قسم ہے میں تمہیں قتل کر ڈالوں گا۔ (پہلے نے) کہا (تو بلا وجہ مجھ سے ناراض ہوتا ہے) اللہ صرف پرہیزگاروں کی طرف سے قبول فرماتا ہے۔

اس قربانی کی تفصیل کچھ یوں ہے:

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین کی طرف روانہ فرمایا۔ افزائش نسل کا سلسلہ چلا۔ انتظام یوں کیا گیا کہ حضرت حوا سلام اللہ علیہا کے ہاں ایک حمل سے دو بچے (لڑکا اور لڑکی) پیدا ہوتے تھے۔ صرف حضرت شیث علیہ السلام تنہا پیدا ہوئے، وہ بھی حضرت ہابیل کے بدلے میں۔ آپ کے ہاں سب سے پہلے پیدا ہونے والے جوڑے کا نام قابیل اور اقلیمہ ہے۔ بعض کے نزدیک یہ جوڑا جنت میں پیدا ہوا تھا۔ اس کے بعد دو سال کے وقفہ سے جو جوڑا متولد ہوا، اس کا نام ہابیل اور لیوذا ہے۔ جبکہ آخری جوڑے کا نام ابو المغیث اور ام المغیث ہے۔ حضرت آدم⊕ کی صلبی اولاد کی تعداد اکتالیس بیٹے اور بیٹیاں ہیں جبکہ آپ کی وفات کے وقت آپ کے بیٹوں اور پوتوں کی تعداد چالیس ہزار تک پہنچ چکی تھی۔

نکاح کا طریقہ یوں تھا کہ ایک جوڑے کا لڑکا اور دوسرے جوڑے کی لڑکی کو ملا کر ازدواجی رشتہ قائم کر دیا جاتا۔ حضرت آدم⊕ نے جب پہلے دونوں جوڑوں کے تعلق زوجیت کو استوار کرنے کا ارادہ فرمایا، تو خدا تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی کہ قابیل

کا نکاح لیوذا سے اور ہابیل کا نکاح اقلیمہ سے کر دو۔ حضرت آدؑ نے یہ فیصلہ دونوں صاحبزادوں کو سنایا۔ حضرت ہابیل نے تو دل وجان سے تسلیم کیا، لیکن قابیل اکڑ گیا۔ کہنے لگا کہ میں نکاح کروں گا، تو صرف اپنے ساتھ پیدا ہونے والی لڑکی، اقلیمہ سے ہی کروں گا۔ کیونکہ وہ نہایت خوبصورت ہے۔ حضرت آدؑ نے لاکھ سمجھایا کہ بیٹا! یہ میری بات نہیں بلکہ حکم خداندی ہے، اسے مت ٹالو! مگر قابیل انکار کرتا رہا۔ بلکہ کہنے لگا یہ خدا کا حکم نہیں ہے، آپ اپنی رائے اور مرضی سے ایسا کر رہے ہیں، لٰہذا میں آپ کے حکم کو نہیں مانوں گا۔ اس پر حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ چلو اس طرح کرو کہ اپنی اپنی قربانی بارگاہ ربوبیت میں پیش کرو، جس کی قربانی مقبول ہوگئی، وہ اقلیمہ سے شادی کا حقدار ہوگا۔ حضرت ہابیل نے اس فرمان کو راضی خوشی قبول کیا۔ لیکن قابیل نے صرف کاروائی اور خانہ پری کے طور پر مثبت اشارہ کیا اور دل میں یہ رکھا کہ میری قربانی مقبول ہو یا مردود، میں ہر حال میں اقلیمہ سے ہی شادی کر کے رہوں گا۔ چنانچہ دونوں اٹھے اور اپنی اپنی قربانی پیش کرنے چل دیئے۔ حضرت ہابیل بھیڑ، بکریوں کے مالک تھے اور قابیل کھیتی باڑی کرتا تھا۔ ہابیل، اللہ کے حکم پر راضی تھے۔ اس لیے انہوں نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے ایک نفیس ترین دنبہ اور اس کے ساتھ دودھ اور مکھن بھی پیش کیا۔ چونکہ قابیل کے دل میں نفسانی خواہشات اور شیطانی اثرات نے ڈیرہ جما رکھا تھا، اسے خدا کی رضا ہر گز مطلوب نہ تھی اور وہ یہی چاہتا تھا کہ میری قربانی قبول نہ بھی ہو پھر بھی اقلیمہ ہی میرے نکاح میں آئے گی۔ چنانچہ اس نے نہایت ردی اور گھٹیا قسم کی گندم پیش کی۔ دونوں کی چیزوں کو ایک پہاڑ پر رکھا گیا...... آسمان سے

آگ اتری اور ہابیل کی قربانی کو جلا گئی۔ یہ آگ کا جلانا، اس بات کی دلیل تھی کہ حضرت ہابیل کی قربانی مقبول ہے اور قابیل کی قربانی مردود ہے......(اس دور میں قربانی کے قبول ہونے کی ایک یہی علامت ہوا کرتی تھی) جب قابیل نے یہ منظر دیکھا تو بجائے سمجھنے کے، الٹا حسد کی آگ میں جلنے لگا اور حضرت ہابیل سے کہنے لگا کہ میں تجھے قتل کردوں گا۔ حضرت ہابیل نے فرمایا کہ بھائی! اس میں میرا کیا قصور ہے؟......کسی کی قربانی قبول کرنا یا رد کرنا خدا کا کام ہے۔ لہٰذا تم اس برے ارادے سے باز آجاؤ، ورنہ بہت خسارا اٹھاؤ گے......لیکن قابیل کی شیطنت کو چین نہ آیا اور صرف نسوانی حسن کے لالچ میں آکر اس نے اپنے سگے بھائی کو قتل کردیا اور دوزخیوں میں سے ہوگیا۔ یوں یہ روئے زمین پر پہلا قاتل تھا اور یہ پہلی قربانی تھی جو خدا کی بارگاہ میں پیش کی گئی۔ (تفسیر قرطبی ج ۳ ص ۱۳۴ جز ۶ ئ، تفسیر خازن ج ۱ ص ۴۵۵، تفسیر مظہری ج ۳ ص ۷۸، تفسیر کبیر ج ۱۱ ص ۲۰۴، ۲۰۳ وغیرہ)

چونکہ روئے زمین پر قتل کا موجد قابیل ہے، اس لیے جو آدمی بھی کسی کو ظلماً قتل کرتا ہے، تو اس کا گناہ جہاں اس قاتل کو ہوتا ہے، وہاں ایک حصہ قابیل کے نامہ اعمال میں بھی درج ہوتا ہے۔ چنانچہ روایت ہے:

قال النبی ﷺ لا تقتل نفس ظلماً الا کان علی ابن اٰدم الاول کفل من دمھا و ذلک لانہ اول من سنّ القتل۔

(بخاری ج ۱ ص ۱۷۱، ج ۲ ص ۱۰۸۸، مسلم ج ۲ ص ۶۰، مشکوٰۃ ص ۳۳)

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس جان کو بطور ظلم قتل کیا جاتا ہے تو حضرت

آدم کے پہلے بیٹے (قابیل) کے حصے میں اس کا خون ہوتا ہے کیونکہ اس نے قتل کے طریقہ کا آغاز کیا تھا۔

دور جاہلیت کی چند قربانیاں:

قدیم زمانہ میں ایک وقت ایسا بھی آیا کہ لوگ بیجوں کی بوائی کے موسم میں زمین میں بیج ڈالنے سے قبل انسانی جان کو قربان کرتے تا کہ وہ فصل حاصل کر سکیں۔ یہ قربانی کسی معمولی شخص کی نہیں ہوتی تھی بلکہ اس کے لیے کسی ایسے نوجوان مرد یا عورت کو منتخب کیا جاتا تھا جس نے خصوصی نگہداشت میں تربیت پائی ہو، اور وہ حسن و جمال میں بھی نمایاں ہو۔ (ماہنامہ دعوت تنظیم الاسلام گوجرانوالہ ص ۲۴۔۲۵ شمارہ مئی ۱۹۹۵ئ)

اس طرح ایران، پاک وہند، یونان، روم، عرب، افریقہ، قدیم امریکہ میں قربانی کا عام رواج تھا اور یہ قربانیاں رضائے الٰہی، کفارہ معاصی، ازالہ غضب اصنام اور شاعر کے ملکہ شعر گوئی کی افزائش وغیرہ کے لیے دی جاتی تھیں۔

(اردو دائرہ معارف اسلامیہ ج ۷ ص ۹۲۰)

اہل فارس کی قربانیاں

۱......ایران میں آریہ لوگوں کی سکونت تھی، یہ لوگ عناصر طبعی، اجرام فلکی اور قدرتی طاقتوں کی پرستش کرتے تھے۔آگ کی پوجا اور پرستش تو عام ہوتی تھی، اسی کے لیے قربانیاں دی جاتی تھیں۔ (ملخصاً ہسٹی آف پرشیا ص ۳۹۷)

۲......ساسانی خاندان کے مختلف لوگوں نے علیحدہ علیحدہ آتشکدے بنا رکھے تھے، جن میں آذرگشنسپ یا آتس شاہی کا آتشکدہ جو آذربائیجان میں واقع تھا......شاہان

ساسانی تکلیف ومصیبت کے وقت اس آتش کدے کی زیارت کے لیے جایا کرتے تھے اور وہاں نہایت فیاضی کے ساتھ زرومال کے چڑھاوے چڑھاتے تھے اور زمین وغلام اس کے لیے وقف کرتے تھے۔(بعہد ساسانیاں خلاصہ ص ۲۱۸)

۳......آریہ اصنام پرست تھے اور ان کے دیوتا فطری قوتیں تھیں یا وہ اشخاص جوان قوتوں کا پیکر سمجھے جاتے تھے۔ابتداء میں نہ بت بنائے جاتے تھے اور نہ ان کے لیے بت خانے تعمیر کئے جاتے۔دیوتاؤں کی بڑی پوجا یہ تھی کہ ان کے لیے قربانیاں دی جاتیں۔عام طور پر اناج اور دودھ کی قربانیاں پیش کی جاتی تھیں۔

گوشت ان دیوتاؤں کی قربان گاہ پر جلایا جاتا۔پجاری خود بھی اسے کھاتے تھے اور اس کا بہترین حصہ پروہت (مذہبی کاموں کو باقاعدہ کرنے یا کرانے والے) کو دیا جاتا ہے۔سب سے مرغوب ترین قربانی ''سومہ'' تھی۔یہ ایک شراب ہے، جو ایک پہاڑی بوٹی سے کشید کی جاتی ہے۔وہ اپنے دیوتاؤں کو بہت عالی شان اور طاقت ور سمجھتے اور جب تک وہ ''سومہ'' (شراب) پیتے رہتے وہ فنا اور موت سے بلند تر تھے۔قربانی دینے والے یہ خیال کرتے کہ جن دیوتاؤں کے لیے انہوں نے قربانیاں دی ہیں وہ انہیں اس کے عوض بڑے بڑے انعامات سے بہرہ ور کر کے مالا مال کر دیں گے۔

(ورلڈ سول لائزیشن ص ۸۱)

۴......اسی طرح وشنو (VISHNU) آریوں کے تین بڑے دیوتاؤں میں سے ایک تھا۔کیونکہ یہ جنگ کے خلاف تھا، اس لیے اس کے لیے جانوروں کی قربانی نہیں

جاتی تھی بلکہ پھولوں کے ہار پیش کئے جاتے تھے۔ ملخصاً۔ (ورلڈ سول لائزیشن ص ۸۷)

ہندو مذہب میں قربانی

ہندوؤں کے مختلف وید ہیں جن میں ایک ''رگ وید'' ہے۔ اس کے آخری منتر میں ہے کہ سب سے قدیم آدمی کو دیوتاؤں نے بطور قربانی ذبح کیا تھا۔۔۔ قربانی، پہلے بھی ان کی پوجا کا اہم عنصر تھی، لیکن اب اس کی اہمیت سو گنا بڑھ گئی، ساماوید، یجروید، اتھروید، رگ وید کے بعض منظوم اور بعض نثری حصوں کو الگ کر دیا گیا۔ انہیں قربانی کے وقت پڑھا جاتا...... دیوتاؤں کی خوشنودی کا انحصار قربانی پر تھا اور قربانیکی مقبولیت کا انحصار برہمنوں پر۔ کیونکہ صرف وہی لوگ صحیح طور پر قربانی کی رسم ادا کر سکتے تھے، ورنہ اگر وہ خود قربانی دیتے اور اس میں ذرا سی غلطی بھی سرزد ہو جاتی تو اس قربانی سے، قربانی دینے والوں کو الٹا نقصان پہنچتا۔

(انسائیکلو پیڈیا آف لیونگ فیتھ ص ۲۱۹، ۲۲۰ بحوالہ رگ وید ص ۹، ۱۰)

ہندو لوگ اپنی ماتا دیوی (درگا، دیوتا کی بیوی) کو بدشکل، بوڑھی اور ساحرہ کے روپ میں نمایاں کرتے ہیں اور باور کریا جاتا ہے کہ بڑا دیوتا نکما اور بے کار ہے لہٰذا اس کی تخلیقی قوت مجسم بن کر اس کی بیوی درگا میں منتقل ہو گئی ہے، لہٰذا اسی کی پوجا کرنی چاہیئے۔ تو اس کی پوجا کے وقت جانوروں کی قربانی دی جاتی ہے۔ قدیم زمانہ میں زندہ انسانوں کو بھی اس کی قربان گاہ پر بھینٹ چڑھایا جاتا تھا۔

(ملخصاً، انسائیکلو پیڈیا آف لیونگ فیتھ ص ۲۳۲)

واضح رہے کہ درگا اور پاراوتی سیوا (دیوتا کی بیوی کے دو نام ہیں) کے لیے جانوروں کی قربانی کا اب بھی رواج ہے۔ قربانی پیش کرنے والا قربانی کا خون درگا کو پیش کرتا ہے، گوشت کا پسندیدہ ٹکڑا برہمن (وید کا عالم، پنڈت) لے اڑتا ہے اور باقی قربانی دینے والا خود کھاتا ہے یا دوسرے پجاریوں کو بھی کھانے کی دعوت دیتا ہے۔

عبرانیوں کی قربانیاں

عبرانی لوگ بھی بڑے جوش وخروش سے قربانیاں پیش کرتے تھے۔

چنانچہ دائرہ معارف اسلامیہ میں ہے:

عبرانیوں میں شکریئے، کفارے اور حمد الٰہی کے لیے، لڑکے کے تولد ختنہ، شادی بیاہ، مہمانداری، فتح مندی، زمین کے جوتنے، کنویں یا عمارت کی بنیاد رکھنے اور باہمی معاہدات وغیرہ کے موقع پر قربانی ہوا کرتی تھی۔

(اردو دائرہ معارف اسلامیہ ج ۷ ص ۹۲۰)

اہل یونان کی قربانی

اہل یونان دیوتاؤں کے مندروں میں بڑے قیمتی نذرانے پیش کرتے تھے اور اپنی منقولہ وغیر منقولہ (مال ودولت اور زر وزمین) جائیدادیں ان کے نام وقف کررکھی تھیں۔ جب کوئی خاص مشکل پیش آتی تو انسانی قربانی سے بھی دریغ نہ کیا جاتا۔ چنانچہ ''ایگا میمنون'' نے محض ''دیوی آرٹومس'' کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اپنی جوان سال بیٹی ''اینی گنیا'' کو اس کی قربان گاہ پر بھینٹ چڑھا دیا۔

اہل چین کی قربانی

شانگ خاندان کے دور حکومت میں چین کے لوگ مختلف مظاہر فطرت کی پوجا کرتے تھے۔ زمین، دریا، ہوائیں اور سمتیں، مشرق ومغرب وغیرہ ان کے معبود تھے اور ان معبودان باطلہ کے لیے قربانیاں دیتے تھے۔ عام طور پر جانوروں کا گوشت جلادیا جاتا۔ شراب بھی ان کی پسندیدہ قربانی تھی ...... دیوتاؤں کی قربان گاہ پر انسانی قربانی کا بھی عام رواج تھا ...... عام طور پر جنگی قیدیوں کو بھینٹ چڑھایا جاتا۔ بسا اوقات فوجی مہمیں صرف اسی مقصد کے لیے بیرون ملک بھیجی جاتیں کہ وہ غیر چینیوں کو قید کر کے لے آئیں اور ان کو قربانی کے طور پر اپنے معبودوں کے لیے ذبح کیا جائے۔

اہل مصر کی قربانی

مصری لوگوں کا معمول یہ تھا کہ دریائے نیل جب خشک ہو جاتا تو وہ حسن کی پیکر ایک کنواری دوشیزہ کو اس کی بھینٹ چڑھاتے تو وہ جاری ہو جاتا۔ ورنہ خشک ہی رہتا۔ مصری لوگوں کی تمام تر پیداوار کا دارومدار اسی دریا پر تھا اس لیے وہ اسے خشک ہوتا نہیں دیکھ سکتے تھے اور انہوں نے بزعم خود اس کا علاج اسی میں سمجھا کہ ایک حسین وجمیل نوجوان لڑکی کو اس پر قربان کر دیا جائے۔ تاکہ اپنی فصل کی پیداوار کو قائم رکھا جا سکے۔ جب امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اس علاقے کو فتح کیا اور آپ کو اس علاقے کا گورنر بنایا گیا تو مصری باشندوں نے فاتح مصر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو اپنے اس طریقہ کار سے آگاہ

کیا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا:

اسلام ایسی غلط رسومات کو مٹانے آیا ہے، ہم یہ غیر شرعی کام ہرگز برداشت نہیں کر سکتے۔ چنانچہ آپ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بذریعہ خط صورت حال سے باخبر کیا اور عرض کیا ہماری رہنمائی کی جائے کہ ہم اس ظالمانہ اور قاتلانہ کام سے کیسے جان چھڑا سکتے ہیں؟ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے بھیجے ہوئے قاصد کو ایک خط عنائت فرمایا، جو آپ نے دریائے نیل کے نام لکھا تھا، جس کا مضمون یہ تھا کہ:

من عبداللہ عمر بن الخطاب امیر المؤمنین الی نیل مصر اما بعد! فان کنت تجری من قبلک فلا تجر، وان کان اللہ یجریک فاسأل الواحد القھار ان یجریک۔ (تاریخ الخلفاء ص ۱۲۷)

عمر کی طرف سے دریائے نیل کے نام

اما بعد!...... "اے دریا! اگر تو خود بخود جاری ہوا کرتا تھا تو پھر بالکل جاری نہ ہو، ہمیں تیرے پانی کی کوئی ضرورت نہیں اور اگر تجھے اللہ تعالیٰ نے جاری فرمایا تو میں اس واحد اور قہار سے عرض گذار ہوں کہ وہ تجھے جاری فرمادے۔

آپ نے قاصد کو فرمایا کہ اس خط کو دریائے نیل میں دفن کر دینا۔ چنانچہ آپ کی ہدایت کے مطابق خط کو دریا کی ریت میں دفن کر دیا گیا۔ اب خدا کی شان اور عظمت عبادالرحمٰن کا اظہار یوں ہوا کہ جونہی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا خط خشک دریا میں دفن کیا گیا، وہ فوراً جاری ہو گیا اور اسی وقت اس قدر تموّج و تلاطم خیزی سے جاری

ہوا کہ سولہ ہاتھ اوپر آ گیا اور آج تک خشک نہیں ہوا۔ (کتاب العظمۃ لابی الشیخ ج ۴ص ۱۴۲۴، کتاب الکرامات ص ۱۱۹ وکرامات اولیاء اللہ عزوجل مع شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ ج ۲ص ۲۴۰، ۱۴۰ اللالکائی، فتوح مصر ص ۱۰۴ الابن عبدالحکم، تخریج احادیث العقائد ص ۱۴، حسن المحاضرہ ج ۲ص ۳۵۳ للسیوطی، البدایۃ والنہایۃ ج ۲ ص ۲۷، دوسرا نسخہ ج ا ص ۱۳۹۸ دارابن حزم لابن کثیر، حجۃ اللہ علی العالمین ج ۲ ص ۸۶۱، تاریخ الخلفاء ص ۱۲۷، الریاض النضرہ ص ، تکریم المومنین ص ۵۸، ازنواب صدیق حسن بھوپالوی غیر مقلد، جمال الاولیآء ص ۷۰، از اشرفعلی تھانوی دیوبندی)

دعوت غوروفکر

اس واقعہ سے اس بات کا بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ جب صحابہ کرام کی عظمت وشان کا یہ عالم ہے تو پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آقا ومولیٰ، پوری کائنات کے ملجا وماوٰی بلکہ تمام انبیآء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سردار وتاجدار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وشان، رفعت ومقام اور قدرت واختیار کا عالم کیا ہوگا؟......

؎ چاہیں تو اشاروں سے اپنے کایہ ہی پلٹ دیں دنیا کی

یہ شان ہے خدمتگاروں کی، سرکار کا عالم کیا ہوگا

ابراہیمی دور کی قربانیاں

کان الناس علی عہد ابراہیم یذبحون الذبائح ثم یحرقونہا۔

(دائرۃ المعارف القرن العشرین ج ۷ ص ۷۳۶)

ترجمہ: زمانہ ابراہیمی میں لوگ قربانیاں ذبح کر کے انہیں جلا دیتے تھے۔

نمرود کی قربانی

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب نمرودیوں کو سمجھایا اور احکام خداوندی کی طرف بلایا، تو وہ لوگ آپ کی بات ماننے کی بجائے آپ کے دشمن ہوگئے اور آپ کو جلانے کا ناپاک ارادہ کر بیٹھے۔ انہوں نے اپنے ارادے کو عملی جامہ پہناتے ہوئے آپ کو شعلہ فشاں آگ میں جھونک دیا۔ لیکن قدرت نے آگ کو آپ پر گل وگلزار بنا دیا اور آپ اس سے صحیح وسالم باہر تشریف لے آئے۔ نمرود نے جب یہ منظر دیکھا تو کہنے لگا: میں نے آپ کے رب کی قدرت وعظمت کا جو مظاہرہ دیکھا ہے اس کے پیش نظر میں اس کی بارگاہ میں قربانی پیش کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

جب تک تو اپنے دین پر قائم ہے، میرا خدا تیری قربانی قبول نہیں فرمائے گا۔

نمرود نے اپنے باطل دین کو تو نہ چھوڑا لیکن چار ہزار گائیوں کی قربانی پیش کر دی۔

(الکامل فی التاریخ ج ۱ ص ۱۰۰ لابن اثیر)

مشرکین کی قربانیاں

مشرکین عرب کی قربانی کے کئی طریقے تھے۔

۱......اپنے بتوں کے ناموں پر جانور ذبح کرتے اور ذبح کرتے وقت یوں کہتے:

بسم اللات، بسم المنات......وغیرہ۔ (عامہ کتب تفسیر)

۲......انہوں نے اپنے بت کعبے میں نصب کر رکھے تھے اور کعبہ کے اردگرد چند اور

پتھر سجا رکھے تھے۔ ان کے پاس اپنے بتوں کا تقرب بطور عبادت حاصل کرنے کے لیے جانوروں کو ذبح کرتے، ان جانوروں کے خون اور گوشت بھی ان پر رکھ چھوڑتے، اور خیال کرتے کہ جب تک ایسا نہ کیا جائے ہماری قربانی مقبول نہیں۔

(تفسیر کبیر ج ۱۱ ص ۱۳۵ و دیگر)

قرآن مجید میں ان کے اس عمل کا ذکر متعدد مقامات پر موجود ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وما ذبح علی النصب......الآیہ (المائدہ، ۳)

یعنی جو جانور، نصب کئے گئے پتھروں پر ذبح کئے جائیں، وہ بھی حرام ہیں۔

۳......کفار مکہ فصلوں اور مویشیوں کو دو حصوں میں تقسیم کرتے، ایک حصہ اللہ تعالیٰ کے لیے اور ایک حصہ اپنے شریکوں اور بتوں کے لیے الگ کرتے، پھر اس میں دیکھتے اگر اللہ تعالیٰ کے حصہ کا پھل زیادہ ہوتا یا جانور موٹا تازہ ہوتا، تو اسے بتوں کی طرف منتقل کر دیتے اور اگر بتوں کا حصہ اچھا ہوتا، تو اسے اللہ تعالیٰ کی طرف منتقل نہ کرتے۔ اللہ تعالیٰ کے حصے کو غریبوں، مسکینوں اور مہمانوں کے لیے خرچ کرتے، جب کہ بتوں اور شریکوں کے حصہ کو صرف ان کے پجاریوں پر صرف کرتے تھے۔ اس کے اس عمل کا ذکر درج ذیل آیت قرآنی میں کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وجعلوا للہ مماذرا من الحرث والا نعام نصیباً فقالوا ھذا للہ بزعمھم وھذا لشر کآئنا فما کان لشر کآئھم فلا یصل الی اللہ وما کان للہ فھو یصل الی شر کائھم سآء ما یحکمون (الانعام، ۱۳۶)

یعنی انہوں نے اللہ کی پیدا کی ہوئی کھیتوں اور مویشیوں میں سے ایک حصہ اللہ کے لیے مقرر کرلیا اور بزعم خویش یہ کہا کہ یہ اللہ کے لیے ہے اور یہ ہمارے شرکاء کے لیے ہے، سو جو حصہ ان کے شرکاء کے لیے ہے، وہ اللہ کی طرف نہیں پہنچتا، اور جو حصہ اللہ کے لیے ہے، وہ ان کے شرکاء کی طرف پہنچ جاتا ہے، یہ لوگ کیسا برا فیصلہ کرتے ہیں۔

واضح رہے کہ بعض کم فہم، بے عقل اور لاشعور لوگ اپنے خبث باطن کی وجہ سے مشرکین مکہ کی ان باتوں کو اہلسنّت کے خلاف استعمال کرتے ہیں اور جھوٹا شور وغل کرتے ہیں حالانکہ مشرکوں اور سنی مسلمانوں کے عقائد واعمال میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔جس کی تفصیل کتب اہلسنّت میں موجود ہے۔

مشرکین کی دو مشہور قربانیاں

فرع وعتیرہ کفار مکہ کی دو مشہور قربانیاں تھیں۔جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱......فرع: اونٹنی کا وہ پہلا بچہ جنہیں کفار اپنے معبودوں کے لیے ذبح کرتے تھے۔

۲......عتیرہ: وہ جانور جسے کفار، رجب کے پہلے عشرہ میں اپنے باطل معبودوں کے لیے ذبح کرتے تھے، اس کو ''رجبیہ'' بھی کہتے تھے۔

(مسلم ج ۲ ص ۱۵۹، ۱۶۰ مع نووی، ابوداؤد ج ۲ ص ۳۵، مشکوٰۃ ص ۱۲۹ مع حاشیہ)

اسلام کے ماننے والوں کو ابتدائی دور میں اس فرع اور عتیرہ کی رخصت دی گئی تھی، لیکن شرط یہ تھی کہ وہ جانور اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے، اسے خود بھی کھانا جائز اور دوسروں کو کھلانا بھی درست تھا احادیث مبارکہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ بعد میں اس قربانی

سے روک دیا گیا تھا۔

جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قال رسول اللہ ﷺ لا فرع ولا عتیرۃ۔

(ابوداؤد ج ۲ ص ۳۵، مسلم ج ۲ ص ۱۵۹، واللفظ لہ، مشکوٰۃ ص ۱۲۹)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فرع اور عتیرہ کوئی چیز نہیں۔

جمہور علماء کا مسلک یہی ہے کہ منع کی احادیث، جواز کی احادیث کی ناسخ ہیں، اب یہ عمل منسوخ ہو چکا ہے۔

(مشکوٰۃ ص ۱۲۹، عمدۃ القاری ج ۲۱ ص ۷۹، مرقاۃ ج ۳ ص ۳۱۵، نووی بر مسلم ج ۲ ص ۱۶۰)

ہر امت کے لیے قربانی

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ولکل امۃ جعلنا منسکا لیذکروا اسم اللہ علی ما رزقھم من بھیمۃ الانعام (الحج، ۳۴)

ترجمہ: اور ہر امت کے لیے ہم نے مقرر فرمائی ہے ایک قربانی تا کہ وہ ذکر کریں اللہ تعالیٰ کا اسم (پاک)، ان بے زبان جانوروں پر، ذبح کے وقت، جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمائے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ جتنی بھی ہدایت یافتہ امتیں گزریں ہیں، ان کی طرف جو نبی (علیہ السلام) اور رسول (علیہ السلام) تشریف لاتے تھے۔ ان کے وسیلے سے امتوں تک یہ

حکم پہنچتا رہا ہے کہ ذکر خداوندی کے لیے جانوروں کی قربانی پیش کرو۔

حضرت نوح علیہ السلام کی قربانی

حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں بھی قربانی کا عام رواج تھا چنانچہ محمد فرید وجدی لکھتے ہیں: وبنی نوح مذبحاً قرب فیہ الی اللہ حیوانات کثیرۃ

(دائرۃ المعارف القرن العشرین ج ۷ ص ۷۳۶)

ترجمہ: حضرت نوح علیہ السلام نے ایک ذبح خانہ (کمیلہ) بنا رکھا تھا جس میں آپ خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں جانور قربانی کیا کرتے تھے۔

حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کی قربانی

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تقریباً پوری مبارک زندگی ابتلاء وامتحان میں گزری۔ اور آپ نے آزمائش کی بڑی بڑی کٹھن اور دشوار گزار وادیوں کو عبور کیا......

رضائے خداوندی کے پیش نظر اعزہ واقارب، خاندان اور برادری سے قطع تعلق کیا اور وقت کے سب سے بڑے جابر بادشاہ نمرود کے ساتھ مقابلہ ومباحثہ کیا۔

نتیجتاً اعلان حق کی پاداش میں آتشکدۂ نمرود میں جھونک دیئے گئے۔ بعد ازیں آپ وطن مالوف بابل کو چھوڑ کر ملک شام کو سدھار گئے، مگر قدم قدم پر صبر ورضا، تحمل و بردباری کا اظہار فرمایا۔ ثابت قدمی، خندہ پیشانی اور جوانمردی سے ان کا سامنا کیا۔

آخر کار ایک وقت ایسا بھی آیا کہ

بڑھاپے کی تمناؤں کا مرکز، دعاؤں اور آرزوؤں کا ثمر، نور نظر اور سرور قلب

وجگر، اکلوتے بیٹے کی گردن پر چھری چلانے کا بھی حکم مل گیا جس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ آپ نے ملک شام پہنچ کر بارگاہ ربوبیت میں پوری الحاح وزاری کے ساتھ یہ دعا مانگی: رب ھب لی من الصالحین (الصّافات، ۱۰۰)

میرے رب! مجھے ایک نیک بچہ عطا فرمادے

اللہ تعالیٰ نے دعائے ابراہیمی کو شرف قبول عطا فرمایا اور بشارت سنادی کہ اے ابراہیم! ہم تجھے ایسا بیٹا عنایت کریں گے جو حلم وحوصلے کا پیکر ہوگا۔

قرآن مجید میں ہے: فبشرناہ بغلام حلیم۔ (الصّافات، ۱۰۱)

پس ہم نے انہیں حلیم بیٹے کی خوشخبری دی۔

یہ بشارت اس وقت پوری ہوئی جب آپ کی عمر مبارک تقریباً چھیاسی (۸۶) سال تک پہنچ چکی تھی۔ بڑھاپے کے عالم میں اس بیٹے کا ملنا کوئی کم خوشی نہیں رکھتا تھا۔

مگر حضرت اسماعیل علیہ السلام جب اپنی عمر کے تیرہ چودہ سال کو پہنچے تو ایک رات حضرت ابراہیم علیہ السلام سو رہے تھے، اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا اے ابراہیم! میری راہ میں اپنے بیٹے کو قربان کردو۔ خواب سے جب بیدار ہوئے تو غور وفکر کرنے لگے کہ یہ حکم کیسا ہے؟ اور کس کی طرف سے ہے؟ رحمان کی طرف سے ہے یا شیطان کی طرف ہے۔ سارا دن اسی سوچ وبچار میں گزر گیا۔ پھر رات آگئی، بستر پر محوخواب ہوئے تو پھر وہی منظر ہے، وہی مطالبہ ہے، ابراہیم! اپنے بیٹے کو میرے راستے میں قربان کردو۔ دوسری صبح بیدار ہوئے، کافی سوچ وبچار کے بعد اس نتیجے پر پہنچے کہ یہ حکم شیطان کی طرف سے نہیں رب رحمان کی طرف سے ہی ہے۔ میرا اللہ مجھ

سے میرے بیٹے کی قربانی کا مطالبہ کررہا ہے۔اور رؤیا الانبیآء وحی (بخاری ج ۱ص ۲۵) انبیاء کرام کا خواب بھی وحی الٰہی ہوتا ہے۔جب تیسری رات بھی یہ مطالبہ ہوا تو پھر کیا تھا۔فداکاری، جان نثاری اور وفاکیشی کے پیکر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام فوراً اپنے لخت جگر اور نور نظر کو فرمان الٰہی کے مطابق قربان کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔وہ جانتے تھے کہ اگر ایک بچہ دے کر مولا کریم کی رضا حاصل ہو جائے تو یہ سودا سستا ہے۔لہٰذا دونوں باپ بیٹا صبح سویرے ہی گھر سے روانہ ہو گئے۔ابھی راہ میں جا رہے تھے کہ ابلیس نے دیکھ لیا......آگ بگولہ ہو گیا۔سٹپٹا گیا۔اور کہنے لگا آج تک ابراہیم نے ہر میدان میں مجھے نقصان اور خسارہ ہی دیا اور مجھے زخم پہ زخم لگایا ہے۔آج اگر اس کا بنا بنایا کھیل بگاڑ کر نہ رکھ دوں، تو میرا نام بھی ابلیس نہیں۔بڑی ہمت اور حوصلہ کر کے دوڑتا ہوا آپ کے گھر پہنچا۔حضرت ہاجرہ سے پوچھنے لگا۔آپ کے شوہر کدھر ہیں اور ننھا اسماعیل بھی دکھائی نہیں دے رہا؟۔آپ نے فرمایا: دونوں باپ بیٹا سیر و تفریح کے لیے باہر گئے ہیں۔جلدی سے اٹھو اور اپنے بیٹے کو ذبح ہونے سے بچا لو ورنہ چند لمحوں کے بعد تجھے اسماعیل نہیں، اس کی مردہ لاش ملے گی۔پھر تم سدا پچھتاتی رہو گی۔آپ نے فرمایا: حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے بیٹے سے بڑا پیار ہے۔بھلا وہ اسے ذبح کیسے کر سکتے ہیں؟۔نکلو یہاں سے کذاب! تم ابلیس معلوم ہوتے ہو۔ابلیس کے منہ سے نکل گیا کہ ان کا خیال ہے کہ انہیں یہ حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔

حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے جب یہ الفاظ سنے تو پھر فرمایا: ظالم!۔جب خدا کا یہی حکم ہے تو پھر تو کون ہے درمیان میں آنے والا؟ ایک انہیں، اس جیسے ہزاروں

اسماعیل بھی ہوں، تو ہم اپنے معبود حقیقی کے اشارے پر قربان کر دیں گے۔ ماں کا دل بہت نرم ہوتا ہے، اس لیے یہاں ابلیس کو کامل یقین تھا کہ کامیاب ہو جاؤں گا اور ابراہیم کو اس امتحان میں ناکام کر دونگا، لیکن اسے منہ کی کھانی پڑی۔ ناکام ہو کر پلٹا۔ ایک اور حیلہ تلاش کیا۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پاس آگیا اور انہیں بہکانے کی کوشش کی۔ لیکن وہاں پر بھی ذلت اور شرمندگی اٹھانا پڑی۔ اس کے ناپاک عزائم کو زبردست ٹھیس پہنچی۔ لیکن ظالم نے ہمت نہ ہاری۔ ٹوٹا ہوا دل تھام کر ایک آخری حملہ بھی کر دیا۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے الجھ پڑا۔

اے ابراہیم! اتنے دانا اور عقلمند ہو کر بھی بچے کو ذبح کرنے چلے ہو۔ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے اور بھی بڑے طریقے ہیں۔ بڑھاپے میں ایک بچہ ملا۔ وہ بھی اتنا حسین و جمیل جسے دیکھ کر چاند بھی شرما جاتا ہے۔ اس کو ذبح کر رہے ہو۔ ابراہیم! ہوش کرو۔ تمہاری نسل مٹ جائے گی۔ تمہارا نام لینے والا کوئی نہ رہے گا۔ اور یہ جو خواب خواب کی رٹ لگا رکھی ہے ضروری نہیں کہ یہ حکم خداوندی ہی ہو، وسوسہ شیطانی بھی ہو سکتا ہے۔ لہٰذا بیٹے کو بچا لو! اسے ذبح کرنے سے باز آجاؤ۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ الفاظ سنے تو فوراً بھانپ گئے کہ یہ ابلیس ہی ہو سکتا ہے۔ اسی وقت ایک فرشتہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا یہ شیطان ہے، اسے کنکریاں ماریں!۔ آپ نے فوراً زمین سے سات کنکریاں اٹھائیں اور اسے دے ماریں۔ اور تین دفعہ ایسا ہی سلوک کیا۔ ایک دفعہ جمرہ عقبہ پر دوسری مرتبہ جمرہ وسطیٰ پر اور تیسری

مرتبہ جمرہ کبریٰ پر۔ اللہ تعالیٰ کو آپ کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ قیامت تک حج کے لیے آنے والوں کو حکم دے دیا کہ مجھے ابراہیمی ادا اپنا کے دکھاؤ۔ جہاں اس نے کنکریاں ماریں، تم بھی وہاں کنکریاں مارو آج ان تینوں مقامات پر بڑے بڑے تین نشانات موجود ہیں اور وہاں پر حجاج کرام رمی جمار کر کے ابراہیمی سنت کو تازہ کرتے ہیں۔

شیطان کی فریب کاریاں نہ تو حضرت ہاجرہ پر اثر انداز ہوئیں، نہ حضرت اسماعیل کے قدموں کو متزلزل کر سکیں اور نہ ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مبارک ارادے کو بدل سکیں۔ دونوں باپ بیٹا جا رہے ہیں۔ بیٹا باپ کے پیچھے پیچھے ہے۔ ایک بار بھی نہیں پوچھا کہ ابا جان! کہیں یہ ابلیس درست تو نہیں کہتا؟ کیا پروگرام ہے آپ کا؟ الولد سر لابیہ، بیٹا باپ کا مظہر ہوتا ہے۔ آپ کی صحبت نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو جذبہ تسلیم و رضا اور ذوق جاں فروشی سے خوب آشنا کر دیا تھا...... بقول اقبال

یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی

جب دونوں باپ بیٹا، مقام منیٰ کی پہاڑی کے قریب پہنچے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے نور نظر کو حقیقت حال سے آگاہ کیا...... یبنیّ انی اریٰ فی المنام انی اذبحک اے میرے بیٹے! میں نے خواب میں خود کو تجھے ذبح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

فانظر ماذا تری (الصّآفات، ۱۰۲) اب بتا تیری رضا کیا ہے؟

بیٹا جو کہ تسلیم و رضا کا پیکر تھا، باپ کی بات سن کر عرض گزار ہوا:

یٰآبت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شآء اللہ من الصابرین (ایضاً)

میرے پدر بزرگوار! کرڈالیئے جو آپ کو حکم دیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ نے چاہا تو آپ مجھے صبر والوں سے پائیں گے۔

مزید عرض کیا ابا جان! ذبح کرنے سے قبل مجھے اچھی طرح باندھ لیں کہیں ایسا نہ ہو کہ میں بے خبری میں اپنے اعضاء ہلا بیٹھوں اور آپ کے جسم مقدس اور پاکیزہ لباس پر میرے خون کے چھینٹے نہ پڑجائیں، اس لیے اپنے کپڑے سمیٹ لیں، کہیں اسے دیکھ کر میری ماں پریشان نہ ہو جائے۔ چھری کو اچھی طرح تیز فرمالیں اور تیزی سے میرے حلق کو کاٹ دیں تا کہ مجھ پر آسانی ہو جائے، کیونکہ موت ایک شدید چیز ہے۔ اور میری امی کو میرا سلام عرض کرنا اور اگر ہو سکے تو، میری قمیض میری والدہ کو لوٹا دینا تا کہ وہ اس سے اپنے زخمی دل کو سکون پہنچا سکیں۔ بیٹے کی یہ ہمت افزا اور قابل تحسین و مسرت وصیتیں سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام خوشی سے پھولے نہ سمائے۔ بیٹے کو دعائیں دینے لگے اور فرمایا:

نعم العون انت یا بنیّ علیٰ امر اللہ (تفسیر کبیر جز ۲۵ ص ۱۵۸)

بیٹا!......تو نے یہ الفاظ کہہ کر خدا کا حکم پورا کرنے میں میری بہت خوب مدد کردی۔ کامیابی کی منزل تک پہنچنے میں تو میرا بہترین مددگار ثابت ہوا ہے۔ فرط محبت میں آکر آپ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کا منہ چوم لیا، اس حال میں کہ آپ نے ان کو باندھا تھا، دونوں کی آنکھوں سے (خوشی کے) آنسو جاری تھے، جب چھری کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کے نازک حلق پر رکھا، تو حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فوراً ایک اور عرض

داشت پیش کی: ابا جان!...... آپ میرے چہرے پر کپڑا ڈال لیں کہیں آپ کا ہاتھ میری محبت کی وجہ سے رک نہ جائے اور میں مقام مقبولیت سے محروم رہ جاؤں۔ بیٹا اپنی دردناک وصیتیں پیش کر چکا اور باپ نے جب انہیں پورا کرنے کا مکمل یقین دلایا تو...... بقول حفیظ جالندھری:

ہوئے اب ہر طرح تیار دونوں باپ اور بیٹا
چھری اس نے سنبھالی تو یہ جھٹ قدموں میں آلیٹا

بچھاڑا اور گھٹنا سینہء معصوم پر رکھا
چھری پتھر پر رگڑی ہاتھ کو حلقوم پر رکھا

زمین سہمی پڑی تھی آسمان ساکن تھا بے چارہ
نہ اس سے پیشتر دیکھا تھا حیرت کا یہ نظارہ

چشم فلک نے ایسا منظر نہ کبھی دیکھا تھا اور نہ دیکھے گی۔ باپ نے تیزی سے معصوم بیٹے کی نازک گردن پر چھری پھیرنا شروع کی۔ کہ یکلخت عالم بالا سے صدائیں آنے لگیں:

بس!...... بس!...... یاآبراہیم (۱۰۴) قد صدّقت الرؤیا (الصّٰفّٰت، ۱۰۵)

ترجمہ: اے ابراہیم! (بس ہاتھ روک لو) بیشک تو نے خواب کو سچ کر دکھایا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس پکار کو سنا۔ جب نظر اٹھائی تو سامنے دنبہ موجود تھا۔ آپ پہاڑی سے اترے اور میدان منیٰ میں آکر اس دنبہ کو ذبح فرمادیا۔ اور رہتی دنیا تک اپنی حسین یادگار قائم فرمادی۔

واضح رہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بدلے میں وہ دنبہ بھیجا گیا تھا جو

حضرت ہابیل نے قربانی کیا تھا۔ جب کہ بعض کے نزدیک وہ دنبہ پیش کیا گیا جو چالیس سال تک جنت میں چرتا رہا تھا۔ (تفسیر خازن ج ۴ ص ۲۲، تفسیر روح المعانی ج ۱۲ جزء ۲۳ ص ۱۳۱، تفسیر کبیر جزء ۲۵ ص ۱۵۳ تا ۱۵۸، تفسیر قرطبی ج ۸ جزء ۱۵ ص ۱۰۲)

حضرت سلیمان علیہ السلام کی قربانی

حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ میرا گھر بیت المقدس تعمیر کرو۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے دور مبارک میں اس کی تعمیر کا سلسلہ شروع کیا لیکن وہ اس کو مکمل نہ کر سکے۔ عمر کا آخری حصہ تھا اور انہیں اس کے متعلق زبردست احساس اور فکر تھی کہ میں خانہ خدا کی تکمیل نہیں کر سکا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی ارشاد فرمایا: تم پریشان نہ ہو! میں تیرے بیٹے سلیمان سے اس کی تعمیر مکمل کرونگا......سو آپ کی وفات حسرت آیات کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام کو یہ امر سونپا گیا۔ آپ نے اس کی تعمیر کو تکمیل کی منزل تک پہنچایا۔ جب تعمیر مکمل ہو گئی تو

قرب القرابین و ذبح الذبائح و جمع بنی اسرآئیل (مجمع الزوائد ج ۴ ص ۱۰)

ترجمہ: اس وقت بنی اسرائیل کو جمع کیا، جانور ذبح کیے گئے اور خدا کی بارگاہ میں (شکرانے کے طور پر) قربانیاں پیش کی گئیں۔

ظ......جب ہیکل سلیمانی تیار کی گئی تو اس وقت بھی قربانی پیش کی گئی تھی اور یہ قربانی پیش کرنے والے حضرت سلیمان علیہ السلام تھے۔ دائرہ معارف میں ہے:

حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب ہیکل تیار کی تو قربانیوں کی تعداد لاکھوں تک پہنچی......(اردو دائرہ معارف اسلامیہ ج ۷ ص ۹۲۰)

بنواسرائیل کی قربانی

بنواسرائیل کے لیے اللہ تعالیٰ نے مالِ غنیمت کو حلال نہیں کیا تھا......اس لیے وہ لوگ جب کوئی جنگ یا جہاد کرتے تو مفتوحہ علاقوں سے حاصل ہونے والا مال ودولت سیم وزر اور جانور وغیرہ ایک جگہ پر لاکر رکھ دیئے جاتے۔اور اسی طرح جب کوئی شخص قربانی دینا چاہتا تھا تو اس کا طریقہ کار بھی یوں تھا کہ وہ نفیس ترین گندم یا محبوب ترین دنبہ وغیرہ کسی کمرے میں لاکر رکھ دیتے،جس کا چھت کھلا ہوتا،اس وقت کے نبی علیہ السلام کمرے کے اندر تشریف فرما ہوتے اور بنی اسرائیل کمرے سے باہر اردگرد کھڑے ہوتے،وہ نبی علیہ السلام خدا سے ہم کلام ہوتے اور دعا والتجاء فرماتے۔خدا تعالیٰ ان کی دعا کو قبول فرماتا اور آسمان سے آگ اترتی،جس میں دھواں وغیرہ نہیں ہوتا تھا، صرف کڑک کی آواز سنائی دیتی،وہ آگ اس مالِ غنیمت یا قربانی اور گندم کے ڈھیر کو جلا کر راکھ بنادیتی۔آگ کا اس قربانی کو جلانا،یہ قبولیت کی علامت ہوتی تھی اور اگر آگ اس قربانی کو نہ جلاتی تو یہ عدم قبولیت کی نشانی ہوا کرتی تھی۔

(تفسیر کبیر ج۹ص۱۲۱،تفسیر خازن ج۱ص۳۱۱،تفسیر مظہری ج۲ص۱۸۸)

نوٹ:یہ مضمون بخاری ج۱ص۴۴۰اور مسلم ج۲ص۸۵ مع النووی پر بھی موجود ہے۔

یاد رہے حضور اکرم ﷺ کی برکت وتوسل سے اہل اسلام پر مالِ غنیمت کو حلال کر دیا گیا۔جیسا کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قال رسول اللہ ﷺ۔۔۔احلت لی الغنائم ولم تحل لاحد قبلی۔

(بخاری ج ۱ ص ۶۲، مسلم ج ۱ ص ۱۹۹ واللفظ لہ)

میرے لیے مال غنیمت کو حلال کر دیا گیا اور مجھ سے قبل وہ کسی کے لیے حلال نہیں تھا۔

مزید دیکھیئے! بخاری جلد اول ص ۴۴۰ کتاب الجہاد باب قول النبی ﷺ احلت لکم الغنائم۔۔۔ الخ، مسلم جلد ثانی ص ۸۵، کتاب الجہاد والسیر، باب تحلیل الغنائم لھذہ الامۃ خاصۃ۔ مع النووی۔

یہودیوں کی قربانی

یہودیوں کے ہاں قربانیوں کی کئی قسمیں تھیں مگر اہم اور عام مروج یہ پانچ طریقے تھے: سوختی قربانی، نذر کی قربانی، سلامتی کا ذبیحہ، خطا کی قربانی، جرم کی قربانی۔

انہوں نے ہر شخص کے لیے ایک قربانی کو مخصوص کر رکھا تھا۔ مثلاً:

شاہی قربانی کے لیے بیل، عام قربانی کے لیے بھیڑ اور بکری، غریب آدمی کے لیے فاختہ یا جوان کبوتر اور مفلس کے لیے جو کی روٹی۔ یہ قربانیاں مسیح کے عرفان کے مختلف درجوں کو ظاہر کرتی ہیں۔ (ماہنامہ دعوت تنظیم الاسلام گوجرانوالہ شمارہ مئی ۱۹۹۵ء)

حضرت عبدا ✸ رضی اللہ عنہ کی قربانی

عرب کے عام باشندے، اپنی قربانی بتوں کے نام پر کرتے تھے۔ لیکن حضور ﷺ کے سلسلہ نسب سے تعلق رکھنے والے افراد و احباب چونکہ مومن و موحد اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین پر قائم تھے اس لیے ان کی قربانی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے نام پر ہوتی۔ جیسا کہ کتب سیر و تواریخ میں موجود ہے کہ:

حضرت عبدا ✵ نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے انہیں دس بیٹے عطا کئے وہ سب جواں ہمت اور صحت مند ہوئے تو میں ایک بیٹے کو راہ خدا میں قربان کردوں گا۔ خدا کا کرنا ایسے ہی ہوا کہ حضرت عبدا ✵ کو گوھر مراد حاصل ہو گیا۔ جب سب سے چھوٹے بیٹے حضرت عبداللہ کی عمر تقریباً اٹھارہ بیس سال کی ہو گئی تو آپ نے اپنے تمام بیٹوں کو بلایا اور اپنی مانی ہوئی نذر کا قصہ سنایا۔ سب بیٹوں نے عرض کیا ہماری جانیں حاضر ہیں۔ جسے آپ چاہتے ہیں قربان کرلیں۔ چنانچہ آپ خوشی خوشی اٹھے اور بیت اللہ شریف میں فال نکالنے والے آدمی کے پاس چلے گئے۔ تاکہ وہ فال نکالے اور جس کے نام قرعہ نکلے اسے راہ خدا میں قربان کردیا جائے۔ اتفاق سے قرعہ فال حضور ﷺ کے والد گرامی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے نام نکلا۔ حضرت عبداللہ سب سے پیارے بھی تھے اور حسن وجمال کے پیکر بھی، لیکن آپ کے دل میں ذرا نرمی پیدا نہ ہوئی کیونکہ معاملہ حضرت عبدا ✵ اور خدا تعالیٰ کا تھا۔ چنانچہ حضرت عبدا ✵ نے چھری پکڑ لی، آستینیں چڑھا لیں اور حضرت عبداللہ کو ذبح کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔ جونہی سرداران قریش کو معلوم ہوا وہ دوڑے دوڑے آئے اور کہنے لگے عبدا ✵ !۔ یہ کیا کرنے لگے ہو۔ اپنے نور نظر، لخت جگر اور چاند سے زیادہ حسین بیٹے کو ذبح کرنے لگے ہو۔ نہیں نہیں۔ ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے۔ آپ نے فرمایا یہ معاملہ میرا اور میرے پروردگار کا ہے۔ تم کون ہو اس میں دخل دینے والے؟۔ انہوں نے منت، سماجت شروع کردی۔ آخر کار بات یہ طے ہوئی کہ حجاز کی سجاح نامی عرافہ کے پاس جاؤ وہ جو فیصلہ کرے گی اس کو سب تسلیم کریں گے۔ چنانچہ اس نے ایک دن

کی مہلت کے بعد قریش سے پوچھا: تمہارے ہاں مقتول کی دیت کیا ہے......؟ انہوں نے کہا دس اونٹ۔ تو وہ کہنے لگی: تم واپس چلے جاؤ۔ ایک طرف دس اونٹ کھڑے کر دینا اور دوسری طرف عبداللہ۔ پھر فال نکالنا۔ اگر قرعہ اونٹوں کے نام نکلا تو ان کو ذبح کر دینا تمہاری منت پوری ہو جائے گی۔ اگر قرعہ عبداللہ کے نام نکلا، تو پھر دس دس اونٹ بڑھاتے جانا۔ جب اونٹوں کے نام قرعہ نکلے گا تو انہیں ذبح کر دینا تمہاری نذر پوری ہو جائے گی۔ چنانچہ قافلہ یہ فیصلہ لے کر واپس مکہ پہنچ گیا اور عرافہ کی ہدایت کے مطابق قرعہ نکالنے کا سلسلہ شروع کر دیا، قرعہ حضرت عبداللہ کے نام نہ نکلا، تو وہ دس دس، اونٹ بڑھاتے رہے۔ حتی کہ سو اونٹوں تک پہنچے۔ اس وقت قرعہ اندازی کی گئی تو قرعہ اونٹوں کے نام نکلا۔ حضرت عبدا ٭ نے فرمایا تین بار قرعہ اندازی کرو۔ اگر تینوں بار قرعہ، اونٹوں کے نام نکلا تو تسلیم کروں گا، ورنہ نہیں، کائنات عالم کی خوش نصیبی کہ تینوں بار قرعہ اونٹوں کے نام نکلا۔ چنانچہ وہ سو اونٹ ذبح کر دیئے گئے اور اذان عام دے دیا گیا کہ ان کے گوشت کو جو چاہے جتنا چاہے لے جائے، کسی کو روکا نہ جائے یہاں تک کہ کسی گوشت خور پرندے اور درندے کو بھی ان کا گوشت کھانے سے منع نہ کیا جائے۔ (سیرۃ نبویہ لابن کثیر ج ۱ ص ۱۷۴، ۱۷۵، البدیۃ والنہایۃ ج ۱ ص ۳۸۹ دار ابن حزم، سیرۃ نبویہ لابن ہشام ص ۱۸۸ تا ۱۹۲، سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۳۶، شرح مواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۹۰ تا ۹۶، کشف الغمہ ج ۱ ص ۲۹۳، تفسیر کبیر ج ۲۶ ص ۱۵۳ وغیرہ)

حضرت عبداللہ کی قربانی کا ذکر زبان رسالت پر

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک اعرابی (دیہاتی) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

بارگاہ میں حاضر ہوا تو اس نے ان الفاظ سے سلام کیا:

السلام علیک یا ابن الذبیحین۔

(سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۳۶، شرح مواہب الدنیہ ج ۱ ص ۹۷، کشف الغمہ ج ۱ ص ۲۹۲، تفسیر کبیر ج ۲۶ ص ۱۵۳)

ترجمہ: اے دو ذبیحوں کے بیٹے! آپ پر سلام ہو۔

حضور ﷺ اس کا یہ سلام سن کر مسکرائے اور کوئی اعتراض نہ کیا، تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، حضور! وہ دو ذبیح کون ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ایک حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں اور دوسرے میرے والد ماجد حضرت عبداللہ ہیں، کیونکہ انہیں بھی اللہ کی رضا کے لیے قربان کرنے کا ارادہ کیا گیا تھا تو سو اونٹ آپ کے بدلے میں ذبح کئے گئے لہٰذا وہ بھی ذبیح اللہ ہیں۔

ظ...... حضور ﷺ خود بھی کبھی کبھی فرمایا کرتے تھے:

انا ابن الذبیحین (تفسیر کبیر ج ۲۶ ص ۱۵۳، سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۳۶)

ترجمہ: میں (خدا کے نام پر قربان ہونے والے) دو ذبیحوں کا بیٹا ہوں۔

دعوت فکر:

مقام غور و فکر ہے کہ سرور عالم ﷺ کتنے ناز سے اپنی نسبت اپنے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی طرف فرما رہے ہیں کہ دنیا والو! ۔ دیکھ لو! ۔ میں اسی ہستی کا بیٹا ہوں جسے ذبیح اللہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ اس انداز اور اسلوب سے یہ بات روز روشن کی طرح نکھر کر سامنے آجاتی ہے کہ آپ کے دادا جان حضرت سیدنا عبدا ✵

اور والد ماجد حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہما موحد اور خدا پرست تھے اور یہ قربانی خدا کے نام پر ہوئی تھی۔ اگر یہ قربانی بتوں یا باطل معبودوں کے نام پر ہوتی تو حضور ﷺ اس قربانی کا ذکر اس انداز سے ہرگز نہ فرماتے۔

ان نادانوں کو خدا کے غضب سے ڈرنا چاہیئے جو حضور ﷺ کے آباء واجداد کو سرے سے مسلمان اور موحد ہی نہیں مانتے بلکہ الٹا کافر اور مشرک گردانتے ہیں۔ (معاذ اللہ)

حالانکہ دیگر دلائل سے قطع نظر آپ کے والد کا نام عبداللہ (اللہ کا بندہ) اس بات پر پختہ دلیل ہے کہ وہ اللہ کو ماننے والے تھے، ورنہ یہ اسلامی نام ہرگز نہ رکھتے۔ اور کتنی تعجب خیز ہے یہ بات کہ ساری دنیا کو دولت ایمان تقسیم کرنے والے آقا ﷺ کے والدین اس نعمت عظمیٰ سے محروم رہ جائیں۔ حالانکہ اسلام، ایمان، جنت اور خدا کی رحمت تو ان کے گھر کی چیزیں ہیں۔

ے اہل گلشن کے لیے بھی ہے باب گلشن

بند

اس قدر کم ظرف باغبان دیکھا نہیں کوئی

ظظظظظ

باب نمبر ۲

اسلام کا تصور قربانی

واضح رہے کہ اسلام کا تصور قربانی سب اقوام سے عمدہ، پاکیزہ، اعلیٰ اور افضل ہے۔ اسلام کے نزدیک قربانی کا مقصد عیش وطرب، خواہشات نفسانی کی تکمیل اور محض جانور کا خون بہانا نہیں، بلکہ اسلام نے اپنے متعلقین و منسلکین کو قربانی کی صورت میں رضائے خدا وخوشنودیٔ مصطفیٰ (عزوجل وعلیہ التحیۃ الثنائ) کے حصول کا بہترین طریقہ اور نفیس ترین سلیقہ سکھادیا اور اسلام وبانی اسلام ﷺ پر اپنا تن، من، دھن نثار کرنے کا عمدہ ذریعہ بتادیا جس کے واسطے سے مسلمانوں کے دلوں میں خداعزوجل کی عظمت اور حبیب خدا ﷺ کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ خلوص اور ایثار کا جذبہ موجزن ہوتا ہے۔ مخلوق پروری، بندہ نوازی، غمگساری اور ہمدردی کا ولولہ بیدار ہوتا ہے قربانی کا مقصد خدا کو منانا، سنت نبوی کو اپنانا، طریقہ ابراہیمی کو بجالانا اور شیطانی قوتوں کو خائب وخاسر بنانا ہے۔

قربانی حکم خداوندی ہے

درج ذیل آیات بینات میں قربانی کی حقیقت پر واضح ارشادات موجود ہیں۔

ظ......ارشاد باری تعالیٰ ہے

لکل امۃ جعلنا منسک لیذکروا اسم اللہ علیٰ ما رزقھم من بھیمۃ الانعام (الحج، ۳۴)

ترجمہ: ہم نے ہر امت کے لیے قربانی مقرر کی تاکہ وہ ان جانوروں کو اللہ کا نام لے کر ذبح کریں جو انہیں اللہ عزوجل کی طرف عنائت ہوئے ہیں۔

اس آیت مبارک میں واضح طور پر فرمایا دیا گیا کہ قربانی کا مقصد عیش وعشرت نہیں، اللہ

کا ذکر وعبادت ہے۔اور یہی مقصد، امت محمدیہ کے علاوہ تمام امتوں کو باور کرایا گیا۔

ظ......دوسرے مقام پر اللہ رب العزت نے اپنے آخری نبی، حضرت رسول مکرم ﷺ سے ارشاد فرمایا:

قل ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین

(الانعام،۱۶۲)

ترجمہ:(محبوب!) کہہ دو میری نماز میری قربانی اور میری زندگی اور میری وفات (سب) اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، جو تمام جہانوں کا پرودگار ہے۔

ظ......ایک اور مقام پر اپنے محبوب ﷺ کو یوں حکم فرمایا:

فصل لربک وانحر (الکوثر،۲)

ترجمہ: سو اپنے رب کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔

درجہ بالا آیات مبارکہ میں ارشاد ہوا کہ قربانی صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔اب سوال پیدا ہوتا تھا کہ کیا خدا تعالیٰ کو قربانی کے جانوروں کے گوشت، پوست، کھال اور بال کی حاجت ہے......؟ تو اس کا جواب درج ذیل آیت میں ارشاد فرمایا:

لن ینال اللہ لحومها ولا دمآئها ولکن یناله التقویٰ منکم (الحج،۳۷)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کو ان (جانوروں) کے گوشت اور خون نہیں پہنچتے، البتہ تمہاری طرف سے اس کی بارگاہ میں تقویٰ پہنچتا ہے۔

اس آیت مبارکہ میں تقویٰ کا ذکر کر کے اشارہ فرمادیا کہ قربانی کے بارے میں تمہارا خلوص اور تقویٰ دیکھا جائے گا۔ دل میں خلوص اور عمل میں تقویٰ کا رنگ جتنا زیادہ ہوگا، بارگاہ ربوبیت میں قبولیت کا شرف اتنا ہی زیادہ نصیب ہوگا۔ لہٰذا خلوص اور تقویٰ کے متعلق ہر ممکن کوشش کروتا کہ شرف قبول حاصل ہو۔

ظ......قربانی کے گوشت کے حوالے سے یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ اس کا گوشت صرف اپنے تک محدود نہ رکھا جائے بلکہ ان مسکینوں کو بھی کھلایا جائے جو قناعت کی چادر اوڑھے گھروں میں بیٹھے رہتے ہیں۔ وہ نہ کسی سے اپنا حال کہتے ہیں اور نہ کسی کے سامنے اپنا ہاتھ پھیلاتے ہیں اور ان سائلوں کو بھی نوازا جائے جو تمہارے پاس مانگنے آتے ہیں۔ اسی لیے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فکلوا منها واطعموا القانع والمعتر (الحج،۳۶)

ترجمہ: تو ان (قربانیوں) سے خود بھی کھاؤ اور قناعت کرنے والے فقیر اور بھیک مانگنے والے محتاجوں کو بھی کھلاو۔

قربانی سنتِ ابراہیمی ہے

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کا واقعہ بیان کرنے کے بعد فرمایا: وترکنا علیه فی الآخرین (الصافّات،۱۰۸)

ترجمہ: یعنی ہم نے اس یادگار کو بعد والوں میں بھی رکھا ہے۔

احادیث مبارکہ میں قربانی کو اس حوالے سے بھی متعارف کرایا گیا ہے کہ یہ

سنت ابراہیمی ہے۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قال اصحاب رسول اللہ ﷺ یا رسول اللہ ماھذہ الاضاحی؟ قال سنۃ ابیکم ابراہیم۔ (سنن ابن ماجہ ص ۲۳۳، مسند احمد ج ۴ ص ۳۶۸، الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۱۵۴، مشکوٰۃ ص ۱۲۹)

ترجمہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور اکرم ﷺ سے قربانی کے متعلق عرض کیا: یارسول اللہ! یہ قربانیاں کیا ہیں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہیں۔

گویا ارشاد فرمایا گیا ہے کہ ہم قربانی کی صورت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یادگار قائم کئے ہوئے ہیں۔

ضروری وضاحت:

اس حدیث پاک سے روز روشن کی طرح واضح ہو رہا ہے کہ اسلا بزرگوں کی یادگاریں ختم کرانے نہیں آیا بلکہ انہیں قائم رکھنے کے لیے آیا ہے۔ لہٰذا اپنے نیک بزرگوں کی یادیں منانی چاہیئں۔ وہ لوگ جو خوف خدا اور شرم نبی سے عاری ہو کر بزرگوں کی یادیں منانے والے مسلمانوں پر کفر وشرک اور بدعت وگمراہی کے فتوے جڑتے ہیں انہیں اس فتویٰ بازی کے ذوق سے باز آجانا چاہیئے، کیونکہ اسلامی معمولات کا اکثر وبیشتر حصہ کسی نہ کسی نبی (علیہ السلام)، رسول یا صحابی (رضی اللہ عنہ) کی یاد سے ہی وابستہ ہے۔ لہٰذا ان یادوں کو منانا شرک نہیں، عشق ہے، بدعت نہیں، سراسر محبت ہے۔

دوسری بات یہ بھی قابل غور ہے کہ عربی میں لفظ ''اب'' صرف حقیقی باپ کے

لیے نہیں بولا جاتا بلکہ اس کا استعمال دادا، چچا اور کسی بڑے بزرگ کے لیے بھی ہوتا ہے۔ جیسا کہ اس حدیث پاک میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مسلمانوں کا "اب" (باپ) کہا گیا۔ حالانکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام مسلمانوں کے حقیقی باپ نہیں بلکہ اکابر اور بزرگوں میں سے ہیں۔ اس پر قرآن وحدیث کے متعدد شواہد موجود ہیں۔

قربانی سنت مصطفوی ہے

قربانی جہاں ابراہیمی یادگار ہے، وہاں سنت حبیب پروردگار بھی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

اقام رسول اللہ ﷺ بالمدینۃ عشر سنین یضحی

(جامع ترمذی ج ۱ ص ۱۸۲ واللفظ لہٗ، مسند احمد ج ۲ ص ۳۸، مشکوٰۃ ص ۱۲۹)

رسول اکرم ﷺ مدینہ طیبہ میں دس سال قربانی کرتے رہے۔

ظ...... سیدنا براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے قربانی والے دن ارشاد فرمایا:

ان اول ما نبدأ بہ فی یومنا ھذا ان نصلی ثم نرجع فننحر من فعلہ فقد اصاب سنتنا (بخاری ج ۲ ص ۸۳۲ واللفظ لہٗ، مسلم ج ۲ ص ۱۵۴، مشکوٰۃ ص ۱۲۶)

ہم اپنے آج کے دن کی ابتداء یوں کریں گے کہ نماز پڑھیں گے پھر واپس آ کر قربانی دیں گے، پس جس نے یہ عمل کیا اس نے ہماری سنت کو پالیا۔

ظ...... سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يذبح وينحر بالمصلیٰ۔

(بخاری ج ۲ ص ۸۳۳ واللفظ لہٗ ،نسائی ج ۲ ص ۲۰۲ ،ابوداؤد ج ۲ ص ۳۲، مشکوٰۃ ص ۱۲۷ ، ۱۲۶)

رسول کریم ﷺ عیدگاہ میں (جانوروں کو) ذبح اور نحر کرتے تھے۔

عیدگاہ میں قربانی کرنے یہ وجہ بھی ہوسکتی تھی کہ عید کے موقع پر آنے والے عظیم اسلامی اجتماع کو اس مبارک عمل کا علم ہوسکے اور وہ اس کا طریقہ بھی جان لیں۔

ظ......سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ضحّٰی رسول الله صلى الله عليه وسلم بكبشين املحين اقرنين ذبحهما بيده وسمی وكبر (بخاری ج ۲ ص ۸۳۴، مسلم ج ۲ ص ۱۵۶، ۱۵۵ ،ابوداؤد ج ۲ ص ۳۰، مشکوٰۃ ص ۱۲۹ واللفظ لہٗ، ابن ماجہ ص ۲۳۲)

رسول اللہ ﷺ نے دو سینگوں والے چتکبرے مینڈھے اپنے ہاتھوں سے ذبح فرمائے اور بسم اللہ اور اللہ اکبر کہا۔

مندرجہ بالا حقائق سے قربانی کی حقیقت خوب نکھر کر سامنے آجاتی ہے کہ قربانی سے مقصود رضائے خداوندی کا حصول ہے قربانی کے ان مقاصد ومطالب کے پیش نظر کوئی مسلمان بھی قربانی کی اہمیت وضرورت سے انکار نہیں کرسکتا۔

ظ ظظظظ

باب نمبر ۳

اسلامی دور کی چند قربانیاں

گذشتہ صفحات میں انسان اول حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر آخر الزمان نبی حضرت سیدنا محمد مصطفی ﷺ تک کی قربانیوں کا ذکر گزرا ہے۔ آئندہ صفحات میں دور اسلام کی چند قربانیوں کا ذکر مقصود ہے، جس میں بانی اسلام حضرت رسول اکرم ﷺ کی قربانیوں اور آپ کے متبعین یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قربانیوں کا تذکرہ ہوگا۔

بانی اسلام ﷺ کی قربانیاں

بانی اسلام حضرت سیدنا محمد مصطفی ﷺ نے اپنے غلاموں و جان نثاروں کو قربانی کا حکم دینے کے ساتھ ساتھ خود عملی طور پر قربانی کر کے بھی دکھائی ہے جیسا کہ گذشتہ سطور میں یہ حدیث پاک گزری ہے کہ آپ ﷺ نے مدینہ طیبہ میں دس سال متواتر قربانی فرمائی۔ اس کے علاوہ صلح حدیبیہ اور حجۃ الوداع کے مبارک موقع پر بھی بانی اسلام حضرت رسول مکرم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے قربانیاں فرمائی ہیں۔ آپ نے ان مختلف اوقات میں دنبوں، بکریوں، گائیوں اور اونٹوں کو ذبح فرمایا۔ جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ان النبی ﷺ کان یضحی بالمدینۃ بالجزور احیانا وبالکبش اذا لم یجد جزورا (سنن کبریٰ ج ۹ ص ۲۷۲)

یعنی نبی اکرم ﷺ مدینہ طیبہ میں کبھی تو اونٹ کی قربانی دیتے اور جب اونٹ نہ ملتا تو مینڈھے کی قربانی فرماتے تھے۔

مینڈھوں کی قربانی

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ضحّی رسول اللہ ﷺ بکبش اقرن فحیل یاکل فی سواد ویمشی فی سواد وینظر فی سواد (ترمذی ج ۱ ص ۱۸۱، ابن ماجہ ص ۲۳۳، ابوداؤد ج ۲ ص ۳۰، مشکوٰۃ ص ۱۲۸)

ترجمہ: رسول پاک ﷺ نے سینگوں والے، موٹے تازے مینڈھے کی قربانی فرمائی، اس کا منہ، پاؤں اور آنکھیں سیاہ تھیں۔

ظ...... حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ذبح النبی ﷺ یوم الذبح کبشین اقرنین املحین موجوئین

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے ذبح کے دن دو سینگوں والے چتکبرے، خصی مینڈھوں کی قربانی فرمائی۔ (زجاجۃ المصابیح ج ۱ ص ۴۰۴، ابوداؤد ج ۲ ص ۳۰ واللفظ لہ، مابن ماجہ ص ۲۳۲)

ظ...... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ان رسول اللہ ﷺ انکفأ الی کبشین اقرنین املحین فذبحھما بیدہٖ

(بخاری ج ۲ ص ۸۳۳ واللفظ لہ، مسلم ج ۲ ص ۱۵۵، ابوداؤد ج ۲ ص ۳۰، مشکوٰۃ ص ۱۲۷)

ترجمہ: حضور اکرم ﷺ دو چتکبرے مینڈھوں کی طرف متوجہ ہوئے، تو آپ نے انہیں اپنے دست مبارک سے ذبح فرمایا۔

ظ...... سیدنا انس رضی اللہ عنہ مزید فرماتے ہیں:

کان النبی ﷺ یضحی بکبشین وانا اضحی۔ (بخاری ج ۲ ص ۸۳۳)

نبی کریم ﷺ دو مینڈھے قربانی دیتے اور میں بھی دو مینڈھوں کی قربانی دیتا ہوں۔

ظ......حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے ایک سینگوں والا مینڈھا لانے کا حکم فرمایا، جس کے ہاتھ پیر اور آنکھیں سیاہ ہوں۔ چنانچہ قربانی کے لیے ایسا مینڈھا لایا گیا، آپ نے فرمایا: اے عائشہ! چھری لاؤ، پھر فرمایا: اس کو پتھر سے تیز کرو، میں نے اس کو تیز کیا۔

پھر آپ نے چھری لی واخذا الکبش فاضجعہ ثم ذبحہٗ۔۔۔الحدیث

ترجمہ: اور آپ نے مینڈھے کو پکڑ کر پہلو کے بل لٹایا اور اسے ذبح کر دیا۔

(مسلم ج ۲ ص ۱۵۶، ابوداؤد ج ۲ ص ۳۰، مشکوٰۃ ص ۱۲۷)

ظ......حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ان النبی ﷺ خطب ثم نزل فدعا بکبشین فذبحھما

(ترمذی ج ۱ ص ۱۸۳ وقال ھذا حدیث صحیح)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا، پھر دو مینڈھے منگوائے اور انہیں ذبح فرمایا۔

ظ......حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ضحّی رسول اللہ ﷺ الکبشین املحین موجوئین خصیین۔

(نصب الرأیۃ ج ۴ ص ۲۱۶)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے دو چتکبرے، خصی مینڈھے قربانی فرمائے۔

بکریوں کی قربانی

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ضحّٰی رسول اللہ ﷺ ثم قال یا ثوبان اصلح لنا لحم ھذہ الشاۃ قال فمازلت اطعمہ منھا حتی قدمنا المدینہ (مسلم ج ۲ ص ۱۵۰، ابوداؤد ج ۲ ص ۱۸ واللفظ لہٗ)

رسول اللہ ﷺ نے دوران سفر ایک بکری قربانی فرمائی تو مجھے اس کا گوشت بنانے کا حکم فرمایا۔ میں مدینہ منورہ واپس آنے تک وہ گوشت آپ کو کھلاتا رہا۔

ظ......حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

کنت افتل قلائد الغنم للنبی ﷺ فیبعث بھا

(بخاری ج ۱ ص ۲۳۰ واللفظ لہ، مسلم ج ۱ ص ۴۲۵، ترمذی ج ۱ ص ۱۱۰، نسائی ج ۲ ص ۲۰)

ترجمہ: میں حضور اکرم ﷺ کی قربانی والی بکریوں کے ہار کے لیے رسی بناتی ......تو آپ (وہ ہار ان کے گلے میں ڈال کر) انہی (مکہ مکرمہ) بھیج دیتے۔

ظ......آپ ہی سے مروی دوسری روایت کے الفاظ ہیں:

اھدی النبی ﷺ مرۃ غنما

(بخاری ج ۱ ص ۲۳۰، مسلم ج ۱ ص ۴۲۵، ابن ماجہ ص ۲۳۰، مشکوٰۃ ص ۲۳۱)

ترجمہ: ایک مرتبہ نبی پاک ﷺ نے (میدان منیٰ میں) بکریوں کو قربانی کے لیے بھیجا۔

ظ......حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

وان کان لیذبح الشاۃ فیتتبع بھا صدائق خدیجۃ فیھدیھا لھن

(ترمذی ج ۲ ص ۲۲۸ و قال ھذا حدیث حسن صحیح غریب)

ترجمہ: اور آپ ﷺ جب کبھی بکری ذبح فرماتے تو حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو تلاش کر کے اس بکری کا گوشت انہیں بھجوایا کرتے۔

ظ......دوسری روایت کے الفاظ ہیں:

وربما ذبح الشاۃ ثم یقطعھا اعضاءً ثم یبعثھا فی صدائق خدیجۃ

(بخاری ج ۱ ص ۵۳۹ واللفظ لہ، مسلم ج ۲ ص ۲۸۴، مشکوٰۃ ص ۵۷۳)

ترجمہ: اور آپ اکثر بکری ذبح فرماتے، اس کے مختلف ٹکڑے بنا کر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں میں تقسیم فرماتے۔

ظ......ایک روایت میں ہے:

وکان رسول اللہ ﷺ اذا ذبح الشاۃ فیقول ارسلوا بھا الی اصدقاء خدیجۃ۔ (مسلم ج ۲ ص ۲۸۴)

رسول اللہ ﷺ جب بھی بکری ذبح فرماتے تو حکم دیتے کہ اس (میں سے) خدیجہ کی سہیلیوں کو بھی بھیج دو۔

ان روایات سے واضح ہو جاتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے بکری کی قربانی بھی فرمائی ہے

گائے کی قربانی

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

ہمارے پاس قربانی والے دن (نو ذوالحجہ کو) گائے کا گوشت لایا گیا، میں

نے پوچھا یہ کیسا ہے؟ قال نحر رسول اللہ ﷺ عن ازواجہ

(بخاری ج ۱ ص ۲۳۱، واللفظ لہ، بخاری ج ۱ ص ۲۳۲، مسلم ج ۱ ص ۴۲۴، مشکوٰۃ ص ۲۳۱)

ترجمہ: تو گوشت لانے والے نے بتایا کہ رسول پاک ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی طرف سے گائے ذبح کی ہے۔

ظ......دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں:

ضحّٰی رسول اللہ ﷺ عن نسآئہ بالبقر

(بخاری ج ۲ ص ۸۳۴ واللفظ لہ، نصب الرایۃ ج ۴ ص ۲۱۶، مسند احمد ج ۷ ص ۳۹)

ترجمہ: رسول پاک ﷺ نے اپنی عورتوں کی طرف سے گائے کی قربانی فرمائی۔

ظ......حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ذبح رسول اللہ ﷺ عن عائشۃ بقرۃ یوم النحر

(مسلم ج ۱ ص ۴۲۴، مشکوٰۃ ص ۲۳۱)

ترجمہ: رسول اکرم ﷺ نے قربانی والے دن ایک گائے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے ذبح فرمائی۔

ظ......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں:

ذبح رسول اللہ عمن اعتمر عن نسآئہ فی حجۃ الوداع بقرۃ بینھن (ابن ماجہ ص ۲۳۳ واللفظ لہ، ابوداؤد ج ۱ ص ۳۴۴)

ترجمہ: حجۃ الوداع کے موقعہ پر جن ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے عمرہ کی سعادت بھی حاصل کی رسول اکرم ﷺ نے ان ازواج کی طرف سے گائے قربانی کی۔

ظ......حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

ان رسول اللہ نحر عن آل محمد ﷺ فی حجۃ الوداع بقرۃ واحدۃ

(ابوداؤد ج ۱ ص ۲۴۴، ابن ماجہ ص ۲۳۳)

ترجمہ: بے شک رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر اپنی آل کی طرف سے ایک گائے کی قربانی فرمائی۔

اونٹ کی قربانی

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

نحر النبی ﷺ بیدہ سبعۃ بدن قیاما۔

(بخاری ج ۱ ص ۲۳۱ واللفظ لہ، ابوداؤد ج ۲ ص ۳۰)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے سات اونٹ کھڑے کر کے اپنے ہاتھ سے نحر کئے۔

ظ......حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اھدی النبی ﷺ مائۃ بدنۃ (بخاری ج ۱ ص ۲۳۲)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے ایک سو اونٹوں کی قربانی فرمائی۔

ظ......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

حضور اکرم ﷺ جمرات کو رمی کرنے کے بعد

ثم انصرف الی البدن فنحرھا (مسلم ج ۱ ص ۴۲۱)

پھر آپ اونٹوں کی طرف متوجہ ہوئے تو آپ نے انہیں نحر کیا (ذبح فرمایا)

ظ......سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

بعثت رسول اللہ ﷺ ستۃ عشر بدنۃ مع رجل وامرہ فیھا

(مسلم، مشکوٰۃ ص ۲۳۱)

رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کے ساتھ سولہ اونٹ روانہ کیئے اور اسے امیر بنایا کہ وہ انہیں مکہ مکرمہ میں قربانی کرے۔

ظ......حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

حضور اکرم ﷺ نے جب حج مبارک کا ارادہ فرمایا تو سو اونٹ ساتھ لئے، جب قربانی کا دن آیا تو آپ قربان گاہ (میدان منیٰ) میں تشریف لائے۔

فنحر ثلاثا وستین بدنۃ ثم اعطی علیا فنحر معہ ما بقی

(کشف الغمہ ج ۱ ص ۲۹۲ واللفظ لہ، مسلم ج ۱ ص ۳۹۹، ابوداؤد ج ۱ ص ۲۶۴، مشکوٰۃ ص ۲۲۵)

ترجمہ: تو آپ ﷺ نے تریسٹھ اونٹ خود ذبح فرمائے اور باقی اونٹ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کے اذن سے قربانی کئے۔

ظ......حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے:

ان رسول اللہ ﷺ نحر بعض بدنہ بیدہ ونحر بعضھا غیرہ

(نسائی ج ۲ ص ۲۰۷)

رسول اکرم ﷺ نے اپنے بعض اونٹ خود ذبح فرمائے اور بعض کسی اور نے قربانی کئے۔ وہ اور کون تھے؟ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، جیسا کہ حدیث پاک میں تصریح گذر چکی ہے

اونٹوں کا مظاہرہ عشق ومحبت

عشق مصطفی ﷺ میں مچلنے والوں کے لیے یہ واقعہ تسکین وفرحت کا سامان ہے کہ رسول دو عالم، محبوب جہاں، رحمت عالمیاں، حضرت حبیب کبریا ﷺ حجۃ الوداع کے موقعہ پر ہاتھ میں چھری لئے جب اونٹوں کے سامنے آئے، اور اونٹ پانچ پانچ چھ چھ کی تعداد میں آپ کی بارگاہ عالیہ میں لائے جانے لگے، جب ان کی نظر آپ کی زلف دوتا اور چہرہ والضحیٰ پر پڑی، اونٹ بے خود ہوگئے، جذب ومستی میں ڈوب گئے، انہیں جان جانے کا غم نہ رہا، بھاگ کر جان بچانے کی فکر دامن چھوڑ گئی اور وہ عشق سرکار کے تسلط میں آگئے۔ دل نے کہا اس نازنین کے ہاتھوں ذبح ہونا بڑے نصیب اور مقدر کی بات ہے، کیونکہ ان کے جسم منور سے لگنے والا مرتا نہیں، زندہ ہوجاتا ہے۔

؎ دل ہے وہ دل جو تیری یاد سے معمور رہا
سر ہے وہ سر جو تیرے قدموں پہ قربان گیا

اونٹ وارفتہ ہوگئے، دیوانہ وار ایک دوسرے کو دھکیلنے لگے، ہر کسی کی خواہش تھی کہ دوسرے کو ہٹا کر پہلے اسے ذبح کیا جائے، یداللہ والے گورے گورے ہاتھ پہلے اس پر چھری چلائیں، کیونکہ ان کے ہاتھ سے کٹ جانا دونوں جہاں کی سعادتوں کا باعث ہے۔

؎ همه آهوان صحرا سرخودنهاده برکف
بامیدآں که روزے تو آمد شکار خواهی

اور

؎ جاتا ہے یار تیغ بکف غیر کی طرف
اے کشتہ ستم تری غیرت کو کیا ہوا

اصل عبارت درج ذیل ہے: وقرب لرسول اللہ ﷺ بدنات خمس او ست فطفقن یزدلفن الیہ یا تیھن یبدأ۔

اور پانچ یا چھ اونٹ رسول اللہ ﷺ کے قریب لائے جاتے تو ان میں ہر کوئی خود آگے بڑھتا تاکہ ابتداء اس سے کی جائے۔

ملاحظہ ہو! مشکوٰۃ ص ۲۳۲، ابوداؤد ج ا ص ۲۴۵، مسند احمد ج ۴ ص ۳۵۰، زجاجۃ المصابیح ج ۲ ص ۱۲۲، نیل الاوطار ج ۵ ص ۱۴۷ از قاضی شوکانی۔

ظ...... حضرت ملا علی قاری اس کے تحت لکھتے ہیں:

یقربن ویسعین الیہ ﷺ متوجھا یا تیھن یبدأ للتبرک بیدہ ﷺ فی نحرہن قبل ھذا من المعجزات (مرقات، حاشیہ مشکوٰۃ ص ۲۳۲)

وہ اونٹ خود ہی قریب ہوتے اور رسول اللہ ﷺ کی طرف بھاگ بھاگ کر آتے تاکہ آپ انہیں ذبح کریں اور آپ کے ہاتھوں ذبح ہو کر برکت حاصل کریں۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ آپ کے معجزات سے ہے۔

اے صاحبان عشق و محبت غور فرمایئے! جب جانوروں کے اندر محبوب کے

قدموں پر قربان ہونے کا اس قدر ذوق وشوق ہے تو پھر انسانوں کے عشق ومحبت اور عقیدت والفت کے جو جذبات اس وقت موجزن ہوتے ہیں جب وہ محبوب کے قدموں پر اپنی جانیں قربان کرتے ہیں ان کا اندازہ کون کرسکتا ہے؟۔

؎ نشود نصیب دشمن که شود هلاک تیغت
سر دوستاں سلامت که تو خنجر آزمائی

صلح حدیبیہ کے دن قربانی

ہجرت کے چھٹے سال رسول اکرم ﷺ عمرہ شریف کے ارادہ سے روانہ ہوئے۔ ڈیڑھ ہزار کے قریب مسلمان ہمراہ تھے، نبی کریم ﷺ نے خود اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی قربانیوں کے اونٹ ساتھ لیے۔ مشرکین مکہ نے مسلمانوں کو مکہ مکرمہ سے نو (۹) میل کے فاصلہ پر مقام حدیبیہ پر روک دیا، دونوں طرف سے بات چیت ہوئی، آخر کار ایک صلح نامہ تحریر کیا گیا، جس کی رو سے یہ طے پایا کہ مسلمان اس سال واپس چلے جائیں اور اگلے سال آئیں۔ انہیں تین روز تک مکہ مکرمہ میں ٹھہرنے کی اجازت ہوگی۔ نبی کریم ﷺ اور آپ کے جان نثاروں نے اونٹوں کی قربانیاں کیں اور سر منڈوا کر احرام کھول دیا۔ (بخاری ج۱ ص ۲۷۳، ۳۸۰، ج۲ ص ۶۱۰، مسلم ج۲ ص ۱۰۶، ابوداؤد ج۲ ص ۳۲، ترمذی ج۱ ص ۱۸۱، موطا امام مالک ص ۴۹۷، ابن ماجہ ص ۲۳۳، مشکوٰۃ ص ۲۳۱، ۲۳۲)

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی طرف سے قربانی

حضور اکرم ﷺ نے اپنی تمام ازواج مطہرات بالخصوص حضرت خدیجہ اور

حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہن) کی طرف سے بھی قربانی فرمائی ہے جس کی تفصیل اوپر گزر چکی ہے۔

آل اور امت کی طرف سے قربانی

بانی اسلام حضرت رسول مکرم ﷺ نے جہاں اپنی طرف سے اور اپنی ازواج مطہرات کی طرف سے قربانی فرمائی، وہاں پر آپ ﷺ نے اپنی امت کو بھی یاد رکھا اور آپ نے اپنی آل اور ساری امت کی طرف سے بھی قربانی فرمائی ہے۔

ظ......حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

رسول پاک ﷺ دو مینڈھوں کی قربانی فرماتے تھے، ان میں ایک کو ذبح کر کے فرماتے: اللھم ھذا عن محمد وآل محمد اے اللہ! یہ محمد اور آل محمد کی طرف سے ہے۔ اور دوسرا ذبح کر کے فرماتے: اللھم ھذا عن امتی من شھد لک بالتوحید ولی بالبلاغ (المستدرک ج ۳ ص ۵۹۴)

اے اللہ! یہ میری امت کے ان افراد کی طرف سے ہے، جنہوں نے تیری توحید اور میری رسالت کی گواہی دی۔

ظ......حضرت ابورافع اپنے باپ، اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی کی اور کہا: اے اللہ یہ میری طرف سے اور میری امت کی طرف سے ہے۔

(المستدرک ج ۴ ص ۲۲۲)

ظ......حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور اکرم ﷺ نے دنبہ کی قربانی دی اور فرمایا: یہ میری طرف سے اور میری امت کے ان افراد کی طرف سے ہے، جنہوں

نے قربانی نہیں دی۔(دار قطنی ج ۴ ص ۲۸۳)

ظ...... یہ بات سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔(المستدرک ج ۴ ص ۲۲۱)

ظ...... حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی دوسری حدیث میں ہے کہ: آپ نے اپنے دست مبارک سے مینڈھا (یا دو مینڈھوں کو) ذبح کیا اور ذبح کے وقت "بسم اللہ و اللہ اکبر" پڑھا پھر کہا هذا عني وعمن لم يضح من امتي اے اللہ! یہ میری طرف سے ہے اور میری امت کے ان افراد کی طرف سے جو قربانی نہیں کر سکے۔(ترمذی ج ۱ ص ۱۸۳، ابوداؤد ج ۲ ص ۳۰، ۳۲، مشکوٰۃ ص ۱۲۸، المستدرک ج ۴ ص ۲۲۹، ابن ماجہ ص ۲۳۲)

ظ...... ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مینڈھا ذبح کیا اور کہا:

بسم الله اللهم تقبل من محمد صلی اللہ علیہ وسلم وآل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ومن امة محمد صلی اللہ علیہ وسلم

(مسلم ج ۲ ص ۱۵۶، ابوداؤد ج ۲ ص ۳۰، المستدرک ج ۴ ص ۲۲۸، ابن ماجہ ص ۲۳۲)

اللہ کے نام سے، اے اللہ! اسے میری طرف سے، میری آل اور میری امت کی طرف سے قبول فرما!۔

ظ...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب قربانی فرمانے کا ارادہ کیا تو دو موٹے، تازے چتکبرے، سینگوں والے، خصی مینڈھے خریدے۔ ایک کو اپنی امت کے ان لوگوں کی طرف سے ذبح فرمایا:

لمن شهد لله بالتوحيد وشهد لهٗ بالبلاغ وذبح الاٰخر عن محمد وعن

آل محمد ﷺ (ابن ماجہ ص ۲۳۲، المستدرک ج ۴ ص ۲۲۸)

جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی توحید اور آپ کی تبلیغ کی گواہی دی اور دوسرا جانور محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ کی طرف سے ذبح فرمایا۔

نوٹ: ایک سے زائد افراد کی طرف سے ایک ہی قربانی کرنا یہ رسول اللہ ﷺ کا خاصہ اور ذاتی عمل ہے کسی امتی کے لیے درست نہیں کہ وہ اپنی قربانی کے ثواب میں دوسروں کو شریک کر لے، بلکہ ان کی طرف سے اگر قربانی دینا چاہتا ہے تو الگ جانور ذبح کرنا پڑا گا۔ (طحاوی شریف)

اگر کوئی آدمی غریب اور صاحب نصاب نہیں تو چونکہ اس پر قربانی واجب نہیں ہے اس لیے وہ آدمی اگر قربانی کرتا ہے تو اس کے ثواب میں تمام اہل خانہ کو شریک کر سکتا ہے۔ ورنہ نہیں۔ (زجاجۃ المصابیح ج ۱ ص ۴۰۵ حاشیہ طبع حیدر آباد، مرقاۃ ج ۳ ص ۳۰۹)

حضور اکرم ﷺ سے یہ عمل بھی منقول ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی طرف سے ایک جانور ذبح کیا اور دوسرا جانور اپنی آل اور تمام امت کی طرف سے ذبح فرمایا:

ملاحظہ ہو! زجاجۃ المصابیح ج ۱ ص ۴۰۴، کتاب الآثار باب ۶۳۴ برقم ۷۷۳، ابن ماجہ ص ۲۳۲، المستدرک ج ۴ ص ۲۲۸۔

اپنی ولادت مقدسہ کی خوشی میں قربانی

دیگر قربانیوں کے علاوہ بانی اسلام، حضرت سیدنا محمد مصطفی ﷺ نے اپنی ولادت مبارکہ کی خوشی میں بطور عقیقہ بھی جانور کی قربانی فرمائی تھی۔ ''بسم اللہ واللہ اکبر'' کہہ کر جانور ذبح کیا گیا، جب گوشت ٹکڑے ٹکڑے کر لیا گیا، تو پانی میں نمک

ڈال کر پکایا گیا، تو آپ نے اعلان فرمادیا "ھٰذہٖ عقیقتی " یہ میرا عقیقہ ہے۔

(کشف الغمہ ج ۱ ص ۲۹۶، الحاوی للفتاویٰ ج ۱ ص ۱۹۶، بیہقی ج ۹ ص ۳۰۰، فتح الباری ج ۹ ص ۵۹۵)

اس واقعہ میں ان لوگوں کے لیے سامان عبرت ہے، جو حضور اکرم ﷺ کی ولادت پر خوشی منانے والوں سے بلاوجہ ناراض ہوتے ہیں کیونکہ جب آپ نے اپنی ولادت کی خوشی فرمائی ہے، تو آپ کے نام لیوا اس خوشی کو کیسے چھوڑ سکتے ہیں؟

امام سیوطی کا تبصرہ:

یہ بات ثابت ہے کہ آپ کے دادا حضرت عبدا ✵ نے ساتویں دن آپ کا عقیقہ کیا تھا اور قانون یہ ہے کہ عقیقہ دوبارہ نہیں کیا جاتا، پس نبی کریم ﷺ کے اس فعل کو اس بات پر محمول کیا جائے گا کہ آپ نے اظہار تشکر کے لیے ایسا کیا کہ اللہ نے آپ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے اور امت کو مشرف فرمایا جیسا کہ آپ امت کی ترغیب کے لیے خود اپنی ذات پر درود پڑھا کرتے تھے۔ (الحاوی للفتاویٰ ج ۱ ص ۱۹۶)

یعنی آپ ﷺ نے اپنی ولادت کی خوشی کے لیے دوبارہ عقیقہ کیا تھا۔

نواسوں کی ولادت پر قربانی

جس طرح سرور کائنات، بانی اسلام، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنی ولادت مبارکہ کی خوشی میں قربانی فرمائی تھی، اسی طرح آپ نے اپنے نواسے حضرت امام حسن و حضرت امام حسین رضی اللہ عنہا کی مبارک پیدائش پر بھی جانور ذبح فرمائے تھے۔

ظ......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں:
کہ آپ ﷺ نے حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے ایک ایک مینڈھا بطور عقیقہ ذبح فرمایا۔ (ابوداؤد ج ۲ ص ۳۶، نسائی ج ۲ ص ۱۸۷، مشکوٰۃ ص ۳۶۳)

ظ......ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حسن و حسین کی طرف سے دو دو مینڈھے عقیقہ کیے۔ (نسائی ج ۲ ص ۱۸۸)

ظ......حضرت ملا علی قاری لکھتے ہیں: ان روایات کو جمع کرنا ممکن ہے کہ آپ نے ایک مینڈھا ولادت کے دن اور ایک ساتویں دن ذبح کیا ہو، اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ایک جانور آپ نے خود ذبح کیا اور دوسرا حضرت علی و حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کو ذبح کرنے کا حکم دیا ہو۔ تو ایک جانور کی نسبت آپ کی طرف حقیقی ہے جبکہ دوسرے کی مجازی ہے۔ (مرقاۃ، حاشیہ مشکوٰۃ ص ۳۶۳)

ظ......حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے ایک بکری ذبح فرمائی (ترمذی ج ۱ ص ۱۸۳، مشکوٰۃ ص ۳۶۲)

حضور ﷺ جانور ذبح کیسے فرماتے؟

حضرت رسول مکرم ﷺ کا طریقہ مبارکہ یہ تھا کہ اول تو قربانی خود کرتے، اونٹ کو نحر کرتے (اونٹ کو کھڑا کر کے سینہ میں گلے کی انتہاء پر تکبیر کہہ کر نیزہ مارنا نحر کہلاتا ہے) اور گائے کو کبھی نحر اور کبھی ذبح کرتے (چھری یا خنجر وغیرہ سے جانور کی رگیں کاٹنا ذبح کہلاتا ہے) جبکہ بکری اور مینڈھا ذبح فرمایا کرتے تھے۔ چھری کو اچھی طرح تیز کر لیتے، جانور کا رخ قبلہ کی طرف کر کے اپنا قدم مبارک اس کے پہلو پر رکھ

دیتے اور یہ کلمات پڑھتے:

"انی وجھت وجھی للذی فطر السمٰوٰت والارض علیٰ ملة ابراہیم حنیفاً وما انا من المشرکین ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین لا شریک لہ وبذالک امرت وانا من المسلمین اللھم منک ولک عن محمد وامتہ بسم اللہ واللہ اکبر" پھر ذبح فرمادیتے۔

(بخاری ج ۲ ص ۸۳۵، ۸۳۴، مسلم ج ۲ ص ۱۵۶، ابوداؤد ج ۲ ص ۳۰، مشکوٰۃ ص ۱۲۸، ۱۲۷، ابن ماجہ ص ۲۳۲، سنن نسائی ج ۲ ص ۲۰۷، سنن دارمی ج ۲ ص ۱۰۳ برقم ۱۹۴۶)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قربانیاں

سطور ذیل میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی چند قربانیوں کا ذکر پیش خدمت ہے۔

ظ...... حضرت علی رضی اللہ عنہ ہر سال دو جانور قربانی کیا کرتے تھے، ایک اپنی طرف سے اور ایک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اور فرماتے مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے کہ جب تک زندہ رہوں آپ کی طرف سے قربانی کیا کروں۔ (ترمذی ج ۱ ص ۱۸۰، ابوداؤد ج ۲ ص ۲۹، مستدرک ج ۴ ص ۲۳۰، مسند احمد ج ۲ ص ۱۰۲، مشکوٰۃ ص ۱۲۸)

ظ...... حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دو مینڈھوں کی قربانی فرمایا کرتے تھے اور میں بھی دو مینڈھوں کی قربانی کرتا ہوں۔ (بخاری ج ۲ ص ۸۳۳، مسند احمد ج ۳ ص ۱۰۱)

ظ...... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

میں اپنے تمام چھوٹے بڑوں بچوں کی طرف سے قربانی کرتا ہوں۔

(مصنف عبدالرزاق

ج ۴ ص ۳۸۰)

ظ......حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ہم مدینہ میں قربانیوں کو خوب پالا کرتے تھے اور تمام مسلمانوں کا یہی عمل تھا۔(بخاری ج ۲ ص ۸۳۳)

ظ......ایک مرتبہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مدینہ طیبہ میں قربانی کرنے کا ارادہ کیا، حضرت نافع کا بیان ہے کہ آپ نے مجھ کو ایک موٹا تازہ سینگوں والا مینڈھا خریدنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ میں وہ جانور عید کے دن مسلمانوں کی عیدگاہ میں ذبح کروں، میں نے اسی طرح کیا۔ پھر آپ کے پاس پہنچا دیا، اس وقت حضرت ابن عمر بیمار تھے اور نماز عید بھی مسلمانوں کے ساتھ نہ پڑھ سکے، جب جانور ذبح ہو گیا تو آپ نے اپنے سر کے بال منڈوا دیئے۔(مؤطا امام مالک ص ۴۹۵، مؤطا امام محمد ص ۲۷۹)

ظ......حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ہم نے حدیبیہ کے مقام پر اونٹ اور گائے کی قربانی سات، سات افراد کی شراکت سے کی۔(مسلم ج ۱ ص ۴۲۴، ابوداؤد ج ۲ ص ۳۲، ترمذی ج ۱ ص ۱۸۱، مؤطا ص ۴۹۷، ابن ماجہ ص ۲۳۳، مشکوٰۃ ص ۲۳۱)

ظ......سیدنا جابر اس بیان کرتے ہیں:

نحرنا یوم الحدیبیۃ سبعین بدنۃ... الحدیث۔

(سنن دارمی ج ۲ ص ۱۰۷ برقم ۱۹۵۵، مسلم

ج ا ص ۴۲۴)

ہم نے حدیبیہ کے دن ستر اونٹ قربانی کیئے۔

ظ......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

(ایک مرتبہ) حضور اکرم ﷺ کے زمانہ مبارکہ میں اونٹ (زیادہ قربان کیئے جانے کی وجہ سے) کم پڑ گئے توفامرھم ان ینحروا البقرۃ آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: گائیں ذبح کرلو۔ (ابن ماجہ ص ۲۳۳)

قربانی کا حکم سب کے لئے

قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یاد بھی ہے اور محبوب خدا، حضرت محمد مصطفی ﷺ کی مبارک سنت بھی نیز خلفاء راشدین اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اطاعت رسول ﷺ میں قربانیاں دیتے رہے۔ جیسا کہ تفصیلی حوالہ جات گذر چکے ہیں۔ اسلام نے اپنے تمام ماننے والوں کے لیے اسے برقرار رکھا ہے۔

ظ......حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اپنے نور نظر، لخت جگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کو رضائے خداوندی پہ قربانی کرنے کا مصمم ارادہ کرلیا، تیاری مکمل ہوگئی، چھری حلق نازنین پہ چلانے لگے، تو جنت سے جانور آگیا اور حضرت اسماعیل کو بچالیا گیا۔ تو اس وقت سیدنا ابراہیم علیہ السلام بارگاہ رب العزت سے اجر و رضا کا مژدہ ملا اور ساتھ ہی یہ خوشخبری سنائی گئی: وترکنا علیہ فی الآخرین (الصافات، ۱۰۸)

ترجمہ: اور ہم نے پیچھے آنے والوں میں ان کا ذکر چھوڑا۔

یعنی بعد میں آنے والے لوگ اس سنت ابراہیمی کو جاری رکھیں گے۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا سنۃ ابیکم ابراہیم یہ قربانیاں تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہیں۔ (ابن ماجہ ص ۲۳۳، مسند احمد ج ۴ ص ۳۶۸، مشکوٰۃ ص ۱۲۹)

تو گویا اسلام نے قیامت تک کے مسلمانوں کو سنت ابراہیمی پر عمل کرنے کا موقعہ دیا ہے

ظ......رسول اللہ ﷺ نے میدان عرفات میں اعلان عام فرمایا:

یاآیھا الناس علی کل اہل بیت فی کل عام اضحیۃ۔

اے لوگو! ہر اہل خانہ پر ہر سال قربانی کرنا لازم ہے۔ (ترمذی ج ا ص ۱۸۳)

ظ......مزید فرمایا: ماعمل آدمی من عمل یوم النحر احب الی اللہ من اھراق الدم... فطیبوا بھا نفسا۔

یعنی قربانی والے دن آدمی کا سب سے زیادہ محبوب کام جانور ذبح کرنا ہے......پس تم خوشی سے قربانی کرو۔ (ترمذی ج ا ص ۱۸۰، ابن ماجہ ۲۳۳، المستدرک ج ۲ ص ۲۲، مشکوٰۃ ص ۱۲۸)

ظ......ایک آدمی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا:

کیا قربانی واجب ہے؟ تو آپ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے بھی قربانی کی ہے اور مسلمانوں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) نے بھی۔ اس نے دوبارہ پوچھا، کیا یہ واجب ہے؟ آپ نے فرمایا: سمجھا نہیں، قربانی رسول اللہ ﷺ نے بھی کی ہے اور مسلمانوں نے بھی۔ (یعنی اگر قربانی واجب اور ضروری نہیں تو رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مسلسل یہ عمل کیوں کرتے رہے)۔ (ترمذی ج ا ص ۱۸۳ وقال ھذا حدیث حسن)

ظ......مشہور تابعی حضرت امام محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا قربانی واجب ہے؟ تو آپ نے فرمایا: رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی فرمائی اور آپ کے بعد مسلمانوں نے اس عمل کو اپنایا اور یہی طریقہ (قیامت تک) جاری ہے۔ (ابن ماجہ ص ۲۳۲)

ظ......رسول اللہ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کو مسلمانوں کا طریقہ قرار دیا۔

(بخاری ج ۲ ص ۸۳۲، ۸۳۴)

قربانی کے مختلف مواقع

اسلام نے اپنے تابعداروں کو قربانی کے مختلف مواقع فراہم کئے ہیں تا کہ مسلمان زیادہ سے زیادہ قربانیاں پیش کر کے خدا کی رضا و خوشنودی حاصل کر سکیں۔

بچے کی پیدائش پر (عقیقہ)

زمانہ جاہلیت میں لوگ بچے کی پیدائش کے موقع پر جانور ذبح کرتے اور اس کے خون سے بچے کا سر آلودہ کر دیتے۔ اسلام نے جاہلیت کی اس رسم کو ختم کر دیا اور مسلمانوں کو یہ طریقہ سکھایا کہ بچے کی ولادت کے ساتویں دن جانور ذبح کیا جائے، بچے کے سر کے بال منڈوائے جائیں اور بالوں پر خون کی بجائے زعفران لگا دیا جائے۔ اس سے بچے کی مصیبت، بلا اور اذیت و تکلیف دور ہو جاتی ہے اور بچے کو آرام وراحت میسر آتی ہے۔ ملاحظہ ہو! ابوداؤد ج ۲ ص ۳۶، ۳۷، ابن ماجہ ص ۲۳۵، ترمذی ج ۱ ص ۱۸۳، مشکوٰۃ ص ۳۶۲۔

مستحب یہ ہے کہ بچہ کی طرف سے دو جانور ذبح کئے جائیں اور بچی کی طرف سے

ایک۔(ابوداؤد ج ۲ ص ۳۶، ترمذی ج ۱ ص ۱۸۳، ابن ماجہ ص ۲۳۵، مشکوٰۃ ص ۳۶۲)

اگر بچہ کی طرف سے ایک جانور بھی ذبح کر دیا تو بھی درست ہے، کیونکہ حضور اکرم ﷺ نے امام حسن وحسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے ایک، ایک جانور بھی ذبح فرمایا تھا۔

(ابوداؤد ج ۲ ص ۳۶، ترمذی ج ۱ ص ۱۸۳، مشکوٰۃ ص ۳۶۲، ۳۶۳)

واضح رہے کہ اونٹ اور گائے میں بھی ایک یا دو حصے منتخب کئے جاسکتے ہیں۔

حج کے موقع پر قربانی

حج کے موقع پر جو قربانی کی جاتی ہے اس کی بھی تین صورتیں ہیں۔

حج افراد: صرف حج کا احرام باندھنا ''افراد'' کہلاتا ہے یعنی حج کا ارادہ رکھنے والا میقات (وہ مقام جہاں سے احرام باندھا جاتا ہے) سے حج کا احرام باندھے، قرآن و سنت کے احکامات کے مطابق افعال ومناسک حج مکمل کرے، عرفات سے منیٰ آتے ہوئے رمئ جمار کرنے کے بعد قربان گاہ میں جا کر کوئی فربہ جانور خرید کر اس کی قربانی کرے۔

یاد رہے کہ یہ قربانی واجب نہیں بلکہ بطور شکرانہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے حج کی عظیم سعادت عنایت فرمائی ہے۔

حج تمتع: تمتع کا معنی ہے فائدہ اٹھانا، مطلب یہ ہے کہ حج کے ساتھ عمرہ ادا کرنا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فمن تمتع بالعمرة الی الحج فما استیسر من الھدی (البقرہ، ۱۹۶)

یعنی جو عمرہ کے ساتھ حج کا فائدہ اٹھائے تو اسے جو جانور میسر آئے (اس کی قربانی کرے) یعنی میقات سے صرف عمرہ کا احرام باندھنا، مکہ مکرمہ پہنچ کر عمرہ ادا کرنا اور احرام کھول دینا اور پھر مکہ مکرمہ میں حج کا احرام باندھنا ''تمتع'' کہلاتا ہے۔

حج تمتع کرنے والے پر قربانی کرنا واجب ہے۔

(مسلم ج ۱ ص ۴۰۳، مؤطا امام محمد ص ۲۱۷، باب المتمتع ما یجب علیہ من الھدی)

ورنہ دس روزے رکھے، تین، ایام حج میں اور سات واپس آکر۔ (البقرہ، ۱۹۶)

حج قِران: قرآن کا معنی ہے ملانا، میقات سے حج اور عمرہ دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھنا ''قران'' کہلاتا ہے۔ حج قران ادا کرنے والے بھی قربانی دیں گے۔

(مسلم ج ۱ ص ۴۰۴، دار قطنی ج ۲ ص ۲۷۶، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۴ ص ۲۵۴، مصنف عبدالرزاق ج ۴ ص ۳۸۲)

عیدالاضحیٰ کے موقع پر قربانی

قربانی کا ایک عظیم الشان اور روح پرور موقع عیدالاضحیٰ ہے۔ مسلمان نہایت عقیدت واحترام اور ذوق وشوق کے ساتھ ہر سال اس موقع پر قربانی کا اہتمام کرتے ہیں اور ہر طرف جذبہ تسلیم ورضا نظر آتا ہے۔

قرآن وحدیث نے مسلمانوں کو جابجا اس قربانی کے لیے ابھارا ہے۔ بانی اسلام، حضرت رسول مکرم ﷺ اور دور اول اور بعد کے مسلمانوں نے اس پر عمل کر کے دکھایا۔ بلکہ حضرت نبی کریم ﷺ نے طاقت رکھنے کے باوجود قربانی نہ دینے والوں پر اظہار ناراضگی بھی فرمایا۔ جیسا کہ ارشاد نبوی ہے: من کان لہ سعۃ ولم یضح فلا یقربن

مصلانا (ابن ماجہ ص ۲۳۲، مسند احمد ج ۱ ص ۳۲۱، المستدرک ج ۴ ص ۲۳۱ قال الحاکم صحیح الاسناد)

''جو شخص طاقت کے باوجود قربانی نہ دے وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے''۔

اس حدیث پاک میں ان لوگوں کے لیے زبردست وعید ہے جو استعداد ہونے کے باوجود مختلف بہانے بنا کر قربانی سے اعراض وروگردانی کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

قربانی کے متعلق چند الفاظ کی وضاحت

قربانی کے متعلق قرآن وحدیث میں مختلف الفاظ وارد ہوئے ہیں جن کی مختصر وضاحت پیش خدمت ہے...... یہ تقریباً نو الفاظ ہیں:

نسک، منسک، ھدی، قربان، عقیقہ، نحر، اضحیہ

ا... نسک: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قل ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین

(الانعام، ۱۶۲)

ترجمہ: آپ فرمایئے! بیشک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا (سب) اللہ کے لیے ہے، جو رب ہے سارے جہانوں کا۔

اس کے علاوہ دیگر مقامات پر بھی لفظ ''نسک'' آیا ہے۔ اس کی تفسیر کرتے ہوئے سید محمود آلوسی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

ظ...... سعید بن جبیر، مجاہد اور سدی کہتے ہیں:

المراد بہ الذبیحۃ للحج والعمرۃ وعن قتادۃ الاضحیۃ

(روح المعانی ج ۵ ص ۷۰ جزء ۸)

ترجمہ: نسک سے مراد وہ جانور ہے جسے حج یا عمرے میں ذبح کیا جاتا ہے۔ اور قتادہ فرماتے ہیں اس سے مراد (مطلقاً) قربانی کے جانور ہیں۔

ظ...... امام رازی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

المراد بالنسک الذبیحۃ بعینھا (تفسیر کبیر جزء ۱۳ ص ۱۱)

ترجمہ: نسک سے مراد ذبح شدہ جانور ہے۔

ظ...... امام قرطبی فرماتے ہیں:

النسک جمع النسیکۃ وھی الذبیحۃ (تفسیر قرطبی ج ۴ جز ۷ ئ ص ۱۵۲)

ترجمہ: لفظ نسک، نسیکہ کی جمع ہے اس کا مطلب ہے: ذبح شدہ جانور۔

۲... منسک: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ولکل امۃ جعلنا منسکاً ...... الآیۃ (الحج ۳۴)

ترجمہ: اور ہر امت کے لئے ہم نے مقرر فرمائی ہے، ایک قربانی۔

لفظ "منسک" کا معنی بیان کرتے ہوئے علامہ قرطبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

المنسک الذبح و اراقۃ الدم (تفسیر قرطبی ج ۶ جز ۱۲ ئ ص ۵۸)

ترجمہ: منسک کا معنی ہے ذبح کرنا اور خون بہانا۔

ظ...... قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

منسک کا معنی ہے "اراقۃ الدم" (تفسیر مظہری ج ۶ ص ۳۲۲)

خون بہانا یعنی جانور ذبح کرنا۔

۳. . . ھدی: ارشاد باری تعالیٰ ہے: فمن تمتع بالعمرۃ الی الحج فما استیسر من الھدی (البقرۃ ۱۹۶)

ترجمہ: تو جو فائدہ اٹھانا چاہے عمرہ کا حج کے ساتھ تو جو قربانی اسے میسر ہو وہ دے۔

ظ......علامہ سید مرتضیٰ زبیدی لکھتے ہیں:

والھدی ما اھدی بہ الی مکۃ من النعم (تاج العروس ج ۱۰ ص ۴۰۸)

ترجمہ: ھدی اس جانور کو کہا جاتا ہے جسے (قربانی) کے لیے مکہ مکرمہ روانہ کیا جاتا ہے۔

ظ......صاحب تفسیر خازن لکھتے ہیں:

وھو شاۃ یذبحھا یوم النحر (تفسیر خازن ج ۱ ص ۱۳۸)

ھدی اس بکری کو کہتے ہیں جسے عید کے دن ذبح کیا جاتا ہے۔

ظ......علامہ قرطبی فرماتے ہیں:

وھو ما یھدی الی بیت اللہ من بدنۃ او غیرھا

(تفسیر قرطبی ج ۱ جز ۲ ئ ص ۳۷۸)

ترجمہ: ھدی اس جانور کو کہا جاتا ہے جسے (قربانی کے لئے) بیت اللہ روانہ کیا جاتا ہے اونٹ وغیرہ۔

۴. . . قربان: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الذین قالوا ان اللہ عھد الینا الا نؤمن لرسول حتی یأتینا بقربان تأکلہ النار. . . الآیۃ (آل عمران، ۱۸۳)

ترجمہ: وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے ہم سے وعدہ لیا ہے کہ ہم کسی رسول پر ایمان نہ لائیں جب تک وہ ہمارے پاس ایسی قربانی نہ لے آئے جس کو آگ کھا جائے۔

ظ......مزید ارشاد فرمایا: اذ قربا قرباناً (المائدہ،۲۷)

ترجمہ: جب ان دونوں نے قربانی پیش کی۔

ظ......علامہ ابوالبرکات نسفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

القربان کل مایتقرب به العبد الی اللہ عزوجل من اعمال البر من نسک وصدقۃٍ وذبح وکل عمل صالح (تفسیر خازن، ج۱ ص ۳۱۱)

یعنی قربانی، صدقہ اور تمام اعمال صالحہ جن کے ذریعے خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کیا جائے اس کو قربان کہتے ہیں۔

ظ......قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

القربان فی الاصل کل مایتقرب به العبد الی اللہ عزوجل من نسیکة وصدقة وعمل صالح... ثم صار اسما الذبیحة (تفسیر مظہری ج۲ ص ۱۸۸)

یعنی قربان کا اصلی معنی تو یہی ہے کہ بندہ قربانی، صدقہ اور عمل صالح کے ذریعے قرب خداوندی حاصل کرے...... پھر یہ قربانی کے جانور کا نام ہوگیا۔

۵... عقیقہ: احادیث مبارکہ میں ایک لفظ عقیقہ بھی استعمال کیا گیا ہے۔

جیسا کہ حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ان مع الغلام عقیقة

(ابوداؤد ج ۲ ص ۳۶، ابن ماجہ ص ۲۳۵، ترمذی

ج ۱ ص ۱۸۳)

ترجمہ: بے شک بچے کے ساتھ عقیقہ ہے۔

عقیقہ کا معنی ہے ذبح کیا ہوا جانور۔ اس سے مراد وہ جانور ہے جو نومولود بچے کے سر کے بال منڈانے کے موقعہ پر ذبح کیا جاتا ہے۔

۶... نحر: ارشاد باری تعالیٰ ہے: فصل لربک وانحر (الکوثر، ۲)

ظ...... علامہ خازن اس لفظ کا معنی یوں بیان کرتے ہیں:

وانحر نسکک (خازن ج ۴ ص ۴۱۶) اپنی قربانی ذبح کرو۔

ظ...... امام رازی فرماتے ہیں:

ان المراد هو نحر البدن (تفسیر کبیر جزء ۳۲ ص ۱۲۹)

ترجمہ: اس کا مطلب ہے اونٹ وغیرہ قربان کرنا۔

۷... اضحیۃ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: الاضحیۃ لصاحبها بکل شعرۃ حسنۃ (الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۱۵۴)

قربانی کے مالک کو اس کے ہر بال کے عوض ایک نیکی کا ثواب ملتا ہے۔

ظ...... ملا علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

اضحیہ واحد ہے جس کی جمع اضاحی ہے۔ ایک لفظ ضحیہ ہے اس کی جمع ضحایا ہے اسی طرح ایک لفظ اضحاۃ بھی مستعمل ہے جس کی جمع اضحیٰ ہے۔

وقال الطیبی الاضحیۃ ما یذبح یوم النحر علی وجہ القربۃ (مرقات ج ۳ ص ۳۰۲)

اور طیبی کہتے ہیں کہ جس جانور کو ثواب اور قرب خداوندی کے لیے عید کے روز ذبح کیا جائے اسے ضحیہ کہتے ہیں۔

ظ......امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وھی اسم للمذبوح یوم النحر (مرقات ج ۳ ص ۳۰۲)

یہ اس جانور کا نام ہے جسے عید کے دن ذبح کیا جاتا ہے۔

۸......بدن: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

والبدن جعلنا ھا لکم من شعآئر اللہ۔ (الحج، ۳۶)

اور قربانی کے اونٹوں کو ہم نے تمہارے لیئے اللہ کی نشانی بنادیا ہے۔

۹......القلائد: وہ جانور جنہیں قربانی کے لیے گلوں میں پٹے ڈال کر مخصوص کر دیا جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یا آیھا الذین اٰمنوا لا تحلوا شعآئر اللہ ولا الشھر الحرام ولا الھدی ولا القلائد۔۔ (المائدہ، ۲)

اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ کی نشانیوں، حرمت والے مہینوں، مکہ میں بھیجی جانے والی قربانی اور پٹے والے جانوروں کی بے حرمتی نہ کرو۔۔۔

ظ ظ ظظ ظ

فضائل قربانی

رضائے خداوندی، اتباع سنت نبوی، خلوص وللّٰہیت، تقویٰ وطہارت اور احکام شرعیہ کی تابعداری کے جذبہ سے قربانی دینے والوں کو بارگاہ ربوبیت سے جوانوار وتجلیات اور فضائل وبرکات نصیب ہوتے ہیں، درج ذیل روایات سے ان کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

ظ......ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: ماعمل ادمی من عمل یوم النحر احب الی اللّٰہ من اہراق الدم انہ لیاتی یوم القیمۃ بقرونہا واشعارہا واظلافہا وان الدم لیقع من اللّٰہ بمکان قبل ان یقع من الارض فطیبوابہا نفسا۔ (مشکوٰۃ ص ۱۲۸، ترمذی ج ۱ص ۱۸۰، ابن ماجہ ص ۲۳۳، المستدرک ج ۲ص ۲۲۲، مصنف عبدالرزاق ج ۴ص ۲۸۸)

ترجمہ: عید قربان کے دن کسی شخص کا کوئی عمل اللہ کے نزدیک خون بہانے (قربانی) سے زیادہ پسندیدہ نہیں، کیونکہ قیامت کے روز قربانی کا جانور اپنے سینگوں، اپنے بالوں اور کھروں سمیت آئے گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ کے ہاں مقبول ہوجاتا ہے، پس تم خوشی سے قربانی کرو۔

ظ......حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ایہا الناس ضحوا واحتسبوا بدمائہا فان الدموان وقع فی الارض

فانہ یقع فی حرزاللہ عزوجل(مجمع الزوائد ج۴ص۲۰،الترغیب والترہیب ج۲ص۱۵۵)

ترجمہ:اے لوگو! قربانی کرواور اس کے خون میں ثواب کی نیت کرو! کیونکہ قربانی کا خون اگرچہ زمین پر گرتا ہے مگروہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہوتا ہے۔

ظ......حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں،رسول پاک ﷺ نے ارشادفرمایا:

من ضحّٰی طیبہ نفسہ محتسبا لاضحیتہ کانت لہ حجابا من النار (مجمع الزوائدج۴ص۲۰،الترغیب والترہیب ج۲ص۱۵۵)

ترجمہ:یعنی جس آدمی نے خوشی کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے قربانی کی تووہ قربانی اس کے لیے آگ سے حجاب(بچاؤ کا سامان)بن جائے گی۔

ظ......حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہاسے فرمایا:

یا فاطمۃ قومی الی اضحیتک فاشھدیھا فان لک باول قطرۃ تقطر من دمھا ان یغفرلک ماسلف من ذنوبک قالت یارسول اللہ ألنا خاصۃ اہل البیت اولنا وللمسلمین؟قال بل لنا وللمسلمین۔(الترغیب والترہیب ج۲ ص۱۵۴،مستدرک ج۴ص۲۲۲،مجمع الزوائدج۴ص۲۰،نصب الرایہ ج۴ص۲۱۹)

ترجمہ:یعنی اے فاطمہ!اپنی قربانی کے پاس کھڑی ہوجاؤ! کیونکہ قربانی کے خون کے ہرقطرہ کے بدلہ میں،تمہارے پچھلے سب گناہ بخش دیئے جائیں گے۔حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہانے عرض کیا:یارسول اللہ!کیایہ اجروثواب صرف ہم اہلبیت کے لئے ہے

یا ہمیں اور تمام مسلمانوں کو بھی یہ اجر ملے گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ اجر ہمارے لئے اور تمام مسلمانوں کے لیے بھی ہے۔

ظ...... حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح کی ایک روایت منقول ہے، لیکن اس میں چند الفاظ کا فرق ہے آپ فرماتے ہیں: رسول پاک ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنی قربانی کے پاس کھڑے ہونے کا حکم فرمایا کہ قربانی کے خون کے پہلے قطرہ کے ساتھ تمہارے تمام پچھلے گناہوں کو بخش دیا جائے گا۔ انہ یجاء بھا یوم القیامۃ بلحومھا و دمائھا سبعین ضعفاً ثم توضع فی میزانک۔

قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے گوشت اور خون کے ساتھ لایا جائے گا اور اس کو ستر درجہ بڑھا کر تیرے میزان (جس پر اعمال تلیں گے) میں رکھا جائے گا۔

آپ ﷺ نے جب یہ ارشاد فرمایا تو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! یہ صرف آل محمد ﷺ کے ساتھ خاص ہے کیونکہ وہ خیر کے زیادہ اہل ہیں یا آل اور تمام مسلمانوں کو بھی یہ اجر وثواب نصیب ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ اجر وثواب آل محمد ﷺ اور تمام مسلمانوں کے لیے ہے۔(سنن کبریٰ ج ۹ ص ۲۸۳، نصب الرأیۃ ج ۴ ص ۲۲۰، کنز العمال ج ۵ ص ۲۲۱، الترغیب والترھیب ج ۲ ص ۱۵۴ وقال وقد حسن بعض مشائخنا حدیث علی ھذا واللہ اعلم، یعنی ہمارے بعض مشائخ نے اس حدیث کو حسن کہا ہے)

ظ...... حضرت عمران بن حصین اس نے بھی اس طرح کی ایک روایت بیان کی ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت فاطمہ کو اپنی قربانی کے پاس کھڑی ہونے کا حکم دیا اور بشارت سنائی کہ اس قربانی کے خون کے پہلے قطرہ سے تمام سابقہ گناہ بخش دیئے جائیں گے،

اور آپ نے فرمایا: اے فاطمہ! یہ دعا پڑھو! ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی ......الخ تو حضرت عمران نے سوال کیا یارسول اللہ ﷺ! یہ اجر ہمیں بھی ملے گا یا صرف آپ کی آل کے ساتھ مخصوص ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ اجر تمام کو نصیب ہوگا

(المستدرک ج ۴ ص ۲۲۲، مجمع الزوائد ج ۴ ص ۲۰، سنن کبری بیہقی ج ۹ ص ۲۸۳، نصب الرایہ ج ۴ ص ۲۱۹)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ میں یہ سوال کیا: کہ یہ قربانیاں کیا ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: تمہارے باپ حضرت ابراھیم علیہ السلام کی سنت ہیں۔ انہوں نے پھر عرض کیا:

فما لنا فیھا یارسول اللہ قال بکل شعرۃ حسنۃ قالوافا الصوف یارسول اللہ قال بکل شعرۃ من الصوف حسنۃ۔

(الترغیب والترھیب ج ۲ ص ۱۵۴، مسند احمد ج ۴ ص ۳۶۸، مشکوٰۃ ص ۱۲۹، ابن ماجہ ص ۲۳۳)

ہمیں اس سے کیا فائدہ ہوتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ہر بال کے عوض ایک نیکی ملے گی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پھر عرض کیا: یارسول اللہ! اون کے بارے میں کیا ثواب ہے؟ فرمایا: کھال کے ہر بال کے بدلہ میں بھی ایک نیکی ملے گی۔

ظ......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ما انفقت الورق فی شیء احب الی اللہ من نحر ینحر فی یوم عید

ترجمہ: وہ روپیہ جو عید قربان کے دن قربانی کے لیے خرچ کیا جائے، خدا تعالیٰ کو سب سے زیادہ پیارا ہے۔ (مجمع الزوائد ج ۴ ص ۲۰، الترغیب والترھیب ج ۲ ص ۱۵۵)

ظ......حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قال النبی ﷺ ان اول ما نبدأ به فی یومنا هذا ان نصلی ثم نرجع فننحر من فعله فقد اصاب سنتنا۔ (بخاری ج ۲ ص ۸۳۲، مسلم ج ۲ ص ۱۵۴)

نبی کریم ﷺ نے (عید قربان کے روز) ارشاد فرمایا: آج ہم اپنے اس دن کا آغاز یوں کریں گے، کہ پہلے ہم نمازیں پڑھیں گے، پھر واپس آ کر قربانی کریں گے، جس نے یہ کام کیا تو اس نے ہماری سنت کو پالیا۔

ظ......سیدنا براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: قال النبی ﷺ من ذبح بعد الصلوٰۃ تم نسکه واصاب سنة المسلمین (بخاری ج ۲ ص ۸۳۲)

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے نماز عید کے بعد جانور ذبح کیا اس کی قربانی پوری ہوگئی اور اس نے مسلمانوں کے طریقہ کو پالیا۔

ظ......سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من ذبح بعد الصلوٰۃ فقد تم نسکه واصاب سنة المسلمین۔ (ایضاً)

جس نے عید کی نماز کے بعد قربانی کی تو تحقیق اس کی قربانی مکمل ہوگئی اور اس نے مسلمانوں کی راہ کو پالیا۔

ظ......سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

هی سنة ومعروف (بخاری ج۲ ص ۸۳۲)

ظظظ

باب نمبر ۵

مسائل قربانی

قربانی دینے والا حجامت نہ بنوائے

قربانی کا ارادہ رکھنے والے پر جہاں خلوص وللٰہیت کا جذبہ رکھنا ضروری ہے۔وہاں رسول اللہ ﷺ نے اسے یہ حکم بھی فرمایا:

من کان له ذبح یذبحه فاذا اهل هلال ذی الحجة فلا یاخذن من شعره ولا من اظفاره شیئا حتی یضحی۔

(مسلم ج ۲ ص ۱۶۰، ابوداؤد ج ۲ ص ۳۰، ابن ماجہ ص ۲۳۴، نسائی ج ۲ ص ۲۰۱، مشکوٰۃ ص ۱۲۷)

جو شخص قربانی کا ارادہ رکھتا ہو وہ ذوالحجہ کا چاند نکلنے سے قربانی کرنے تک اپنے بال اور ناخن نہ اتارے۔

یہ حدیث پاک مندرجہ بالا کتب حدیث میں مختلف الفاظ کے ساتھ مروی ہے جب کہ مفہوم سب کا ایک ہی ہے کہ قربانی کرنے والے شخص کو ذوالحجہ کی یکم سے قربانی کرنے تک (خواہ قربانی پہلے دن یا دوسرے اور تیسرے دن کرے) حجامت

بنوانے سے رک جانا چاہیئے۔

جیسا کہ منقول ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مدینہ منورہ میں قربانی دینے کے بعد حجامت بنوائی۔ نیز آپ فرمایا کرتے تھے کہ قربانی کے بعد حجامت بنوانا واجب نہیں (صرف مستحب ہے) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یونہی برکت کے لیے سر منڈایا۔ (مؤطا امام مالک ص ۴۹۵، مؤطا امام محمد ص ۲۷۹)

اگر کوئی آدمی قربانی دینے تک حجامت نہیں بنواتا تو اس پر لازم نہیں کہ قربانی دینے کے بعد وہ حجامت ضرور بنوائے۔ ہاں اگر کوئی قربانی کے بعد حجامت بنوالیتا ہے تو یہ اس کے لئے صرف جائز اور مستحب ہے۔

جسے قربانی کی طاقت نہ ہو

بانی اسلام، نبی مکرم ﷺ نے اپنی امت کے غریب اور نادار لوگوں کے لیے یہ آسانی پیدا فرمائی ہے کہ اگر کوئی قربانی دینے کی طاقت نہیں رکھتا تو حصول ثواب کی خاطر اس کے لیے مندرجہ ذیل دو طریقے منقول ہیں۔

پہلا طریقہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مجھے قربانی کے دن عید کا حکم دیا گیا ہے، اس دن کو اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لیے عید بنایا ہے۔ ایک آدمی نے آپ ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر میرے پاس کوئی اضافی جانور نہ ہو تو کیا میں گھر کی دودھ دینے والی گائے یا بکری ہی قربانی کر دوں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لا ولکن خذ من شعرک واظفارک وتقص شاربک وتحلق عانتک

فذالک تمام اضحیتک عنداللہ۔(مستدرک ج ۴ ص ۲۲۳، ابوداؤد ج ۲ ص ۲۹، نسائی ج ۲ ص ۲۰۲، ۲۰۱، مسند احمد ج ۲ ص ۱۶۹، مشکوٰۃ ص ۱۲۹)

نہیں! (عید کے دن) تو اپنے بال کاٹ لے، ناخن اتار لے، مونچھیں پست کرلے اور زیر ناف بال مونڈ لے، تو تجھے پوری قربانی کا ثواب مل جائے گا۔

امام ذہبی فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے۔(المستدرک مع التلخیص ج ۴ ص ۲۲۳)

یعنی قربانی کی طاقت نہ رکھنے والا غریب اور نادار آدمی اگر عید کے روز حجامت بنوالے تو قربانی کا ثواب پائے گا۔

معلوم ہوا کہ جو قربانی کی طاقت نہیں رکھتا اس پر قربانی لازم نہیں۔

دوسرا طریقہ: حضرت اسماعیل حقی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا ہے کہ:

رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں عرض کیا گیا اگر کوئی آدمی مفلس و نادار ہو، قربانی کی طاقت نہ رکھتا ہو تو کوئی صورت ہے جس سے وہ قربانی کا ثواب حاصل کر سکے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اگر وہ آدمی عید کے روز چار رکعت نفل پڑھے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ (الحمد شریف) کے بعد گیارہ مرتبہ سورہ کوثر پڑھے تو اللہ تعالیٰ ساٹھ قربانیوں کا ثواب اس کے نامہ اعمال اور دفتر حسنات میں درج فرمائے گا۔(روح البیان ج ۱۰ ص ۵۲۵)

اے امت مسلمہ کے غریبو، نادارو اور مفلسو! تمہاری قسمت کا کیا کہنا۔ تمہیں آقائے کائنات ﷺ نے قربانی کے ثواب سے محروم نہیں رکھا۔ قبولیت دعا کے اس خاص موقع پر بھی تمہیں یاد رکھا۔ اب حضور ﷺ کے بتائے ہوئے طریقوں پر عمل پیرا

ہوکر قربانی کے ثواب میں شامل ہوجاؤ اور درود وسلام کے گلدستے نچھاور کرو اس محبوب نبی کریم ﷺ پر جنہوں نے اس قربانی کی عظیم ثواب سے تمہیں وافر حصہ مرحمت فرمایا ہے

سلام اس پر کہ جس نے بے کسوں کی دستگیری کی
سلام اس پر کہ جس نے بادشاہی میں فقیری کی

قربانی ہر سال ہے

بعض سادہ لوح حضرات اس غلط فہمی کا شکار ہیں کہ اگر ایک سال قربانی کر لی تو اب ہمیشہ برئ الذمہ ہیں، اب پوری زندگی دوبارہ قربانی کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ حالانکہ یہ بات درست نہیں...... کیونکہ طاقت اور وسعت رکھنے والے آدمی پر ہر سال قربانی واجب اور ضروری ہے۔ سابقہ روایات میں یہ حدیث پاک گزری ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ میں ہر سال قربانی فرمائی، اس سے ثابت ہوا کہ صاحب استطاعت پر قربانی ہر سال واجب ہے۔

حضرت مخنف بن سلیم رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں قربانی ہر سال واجب ہونے پر تصریح موجود ہے، وہ بیان کرتے ہیں:

کنا وقوفا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعرفة فسمعته یقول یا أیھا الناس ان علی کل اھل بیت فی کل عام اضحیة۔

(ابوداؤد ج ۲ ص ۲۹، ترمذی ج ۱ ص ۱۸۳، ابن ماجہ ص ۲۳۳، مشکوٰۃ ص ۱۲۹)

ہم میدان عرفہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ٹھہرے تھے، میں نے آپ کو فرماتے سنا کہ اے لوگو! ہر (مالدار) گھر پر ہر سال قربانی کرنا واجب ہے

قربانی کے جانور

سطور بالا میں درج کی گئی احادیث مبارکہ میں درج ذیل جانوروں کی قربانیوں کا ذکر ملتا ہے۔

۱......اونٹ .... (نر اور مادہ)

۲......گائے .... (نر اور مادہ)

۳......بکری............ (نر اور مادہ)

۴......مینڈھا............ (نر اور مادہ)

یاد رہے دنبہ (نر اور مادہ) کی بھی قربانی دینا درست ہے اور اسی طرح بھینس (نر اور مادہ) کی قربانی بھی جائز ہے کیونکہ وہ بھی گائے کی قسم سے ہے۔ ملاحظہ ہو!

(الھدایہ ج ۴ ص ۴۰۳ کتاب الاضحیۃ، ردالمحتار ج ۶ ص ۱۹، الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج ۱ ص ۷۱۹، حاشیہ مشکوٰۃ ص ۱۲۷، نمبر ۹، فتاویٰ ہندیہ ج ۵ ص ۲۹۷، شرح صحیح مسلم ج ۶ ص ۱۳۸، از علامہ سعیدی۔

اس بات کو غیر مقلد وہابیوں نے بھی تسلیم کر رکھا ہے۔ ملاحظہ ہو!

۱......فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ ص ۸۱۰، از ثناء اللہ امرتسری۔

۲، ۳......نزل الابرار ج ۳ ص ۹۵، وکنزالحقائق ص ۱۹۳، از وحید الزمان حیدر آبادی۔

۴......فتاویٰ نذیریہ ج ۳ ص ۲۵۸ حاشیہ، از نذیر حسین دہلوی۔

۵......فتاویٰ برکاتیہ ص ۲۴۲، ۳، از ابوالبرکات احمد۔

۶......فتاویٰ ستاریہ ج ۳ ص ۲، از عبدالستار دہلوی۔

۷......فتاویٰ علمائے حدیث ج ۱۳ ص ۷۱ تا ۷۴، از علی محمد سعیدی۔

۸......الائسلۃ والاجوبۃ الفقیۃ المقرونۃ بالادلۃ الشرعیۃ ج ۳ ص ۹۔

از عبدالعزیز المحمد السلمان سعودی۔ بحوالہ بھینس کی قربانی ص ۸۶۔

۹...... ماہنامہ الحدیث حضرو، شمارہ نمبر ۳۵ ص ۴۵ تا ۵۰، از غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری۔

۱۰......فضائل عشرہ ذولحجہ اوراحکام ومسائل عیدالاضحیٰ ص ۴۴، از صلاح الدین یوسف۔

۱۱......بھینس کی قربانی (پوری کتاب) از نعیم الحق ملتانی وہابی۔

نعیم الحق ملتانی نے لکھا ہے:

یہ مسئلہ امت کے اجماع سے ثابت ہے۔ بھینس کی قربانی ص ۲۲، مزید لکھا ہے: اس اجماع کو کسی قطعی دلیل کے بغیر چھوڑنا گمراہی کے خطرہ سے خالی نہیں۔ ایضاً ص ۲۳، اور اسی کتاب کے ص ۱۵ پر تسلیم کیا کہ سب سے پہلے اس مسئلہ پر عبداللہ روپڑی نے بحث کا آغاز کیا۔ نتیجہ صاف ظاہر ہے۔

نوٹ: مذکورہ کتاب میں وہابی حضرات کے اور بھی فتاویٰ درج کیے گئے ہیں۔

وہابیوں کی انوکھی قربانیاں

قربانی کے جانوروں کے حوالے سے وہابیوں کے چند انوکھے اور نرالے فتوے ملاحظہ ہوں!

۱......وہابی حضرات کے امام، عبدالوہاب دہلوی نے لکھا ہے کہ قربانی کے موقع پر بازار سے چار آٹھ آنے کا گوشت خرید کر تقسیم کردینا بھی قربانی ہے۔(مقاصد الامامۃ ص ۵)

۲......عبدالستار دہلوی اور عبدالوہاب دہلوی کے نزدیک مرغ اور انڈے کی قربانی بھی جائز ہے۔(فتاویٰ ستاریہ ج ۲ ص ۱۷۲، مقاصد الامامۃ ص ۵)

۳......عبدالستار دہلوی نے گھوڑے کی قربانی کو بھی درست قرار دیا ہے۔

(فتاویٰ ستاریہ ج ۱ ص ۱۴۷)

موجودہ دور میں وہابی حضرات نے آسمان سر پر اٹھا رکھا ہے کہ اس کائنات میں صرف ہم ہی وہ لوگ ہیں جن کا ہر قول و فعل احادیث مبارکہ کے عین مطابق ہے۔ سنی حضرات تو اپنی قیاس آرائیوں کو دین کا درجہ دیتے ہیں۔ انہیں قرآن و حدیث سے کوئی سروکار نہیں۔ اگر وہابی حضرات کی یہ بات درست ہے تو وہ اپنے بزرگوں کے مذکورہ فتوی پر زیادہ نہیں صرف ایک ایک صحیح، صریح اور مرفوع روایت ہی پیش کردیں کہ ان چیزوں کی قربانی رسول اللہ ﷺ نے کس موقع پر دی تھی۔ ورنہ دوسرں پر طعن کرنے کی بجائے اپنے گریبانوں میں جھانکیں۔

جانوروں کے اوصاف

رسول اکرم ﷺ نے جو جانور ذبح فرمائے اس کی روشنی میں مستحب یہ ہے کہ جانور مندرجہ ذیل اوصاف کے حامل ہونے چاہئیں۔

۱......جانور، موٹا تازہ اور صحت مند ہو۔

۲......خصی اور سینگوں والا ہو۔

۳......اس کے پاؤں، پیٹ اور آنکھیں سیاہ ہوں۔

۴......بعض روایات میں مکمل سیاہ جانور کا بھی ذکر ہے۔

۵......جانور بوڑھے کی بجائے جوان ہو۔

لہٰذا جتنا اچھا، عمدہ بہترین اور فربہ وصحت مند جانور ہوگا اجر وثواب اتنا ہی زیادہ ملے گا۔

کون سا جانور افضل ہے؟

احادیث مبارکہ میں جن جانوروں کی قربانی کی اجازت فرمائی گئی ہے، ان تمام جانوروں کی قربانی جائز ودرست ہے۔لیکن چند جانور ایسے ہیں جن کی قربانی کو احادیث مبارکہ میں افضل اور زیادہ پسندیدہ فرمایا گیا ہے۔

ظ......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

دم عفرآء احب الی اللہ من دم سوداوین

(مجمع الزوائد ج ۴ ص ۲۱، سنن کبریٰ ج ۹ ص ۲۷۳ واللفظ لہ)

سفید رنگ کے جانور کی قربانی اللہ تعالیٰ کے نزدیک سیاہ رنگ کے دو جانوروں کی قربانی سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

ظ......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعمت الاضحیہ الجذع من الضأن فانتھبہ الناس (ترمذی ج ۱ ص ۱۸۱، مشکوٰۃ ص ۱۲۸)

میں نے رسول اللہ سے سنا ہے کہ بھیڑ کے چھ سات ماہ کے جانور کی قربانی اچھی ہے تو لوگ بہت زیادہ وہ جانور خریدنے لگے۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اس باب میں ابن عباس اور ام بلال بنت ہلال اپنے باپ سے اور جابر اور عقبہ بن عامر اور نبی ﷺ کے صحابہ میں سے ایک شخص سے بھی روایات موجود ہیں۔ اور حدیث ابوہریرہ حدیث غریب ہے اور یہ حضرت ابوہریرہ سے موقوفاً بھی مروی ہے۔ اور اس پر اہل علم صحابہ کرام اور دوسرے حضرات کا عمل ہے کہ قربانی میں بھیڑ کا جذع کافی ہے۔ (ایضاً)

ظ...... حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الثنی احب الی اللہ من الھرم (سنن کبریٰ ج ۹ ص ۲۷۳)

بوڑھے جانور کی بجائے اللہ تعالیٰ کو صحت مند کی قربانی زیادہ پسند ہے۔

ظ...... حضرت بقیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

احب الضحایا الی اللہ اغلاھا واسمنھا (سنن کبریٰ ج ۹ ص ۲۷۲)

اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ وہ قربانی ہے جو زیادہ مہنگی اور موٹی تازی ہو۔

ظ...... حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

خیر الضحایا الکبش الاقرن۔ بہترین قربانی سینگوں والا مینڈھا ہے

(ابن ماجہ ص ۲۳۳ واللفظ لہ، ابوداؤد ج ۲ ص ۹۴، ترمذی ج ۱ ص ۱۸۳، سنن کبریٰ ج ۹ ص ۲۷۳، مشکوۃ ص ۱۴۴)۔ عام طور پر ایسا جانور موٹا تازہ اور مہنگا ہوتا ہے

جانور احتیاط سے خریدیں

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نستشرف العین والاذن

(ابوداؤد ج ۲ ص ۳۲، ابن ماجہ ص ۲۳۴ واللفظ لہ، مشکوٰۃ ۱۲۸، ترمذی ج ۱ ص ۱۸۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم (جانور خریدتے وقت) آنکھیں اور کان اچھی طرح دیکھ لیں۔

ظ...... یونس بن میسرہ بیان کرتے ہیں:

خرجت مع ابی سعید الزرقی صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی شراء الضحایا قال یونس فاشار ابوسعید الی کبش ادغم لیس بالمرتفع ولا المتضع فی جسمہ فقال لی اشترلی ھذا کانہ شبعہ بکبش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(ابن ماجہ ص ۲۳۳)

میں صحابی رسول حضرت ابوسعید زرقی رضی اللہ عنہ کے ساتھ قربانیاں خریدنے نکلا، آپ نے ایک ایسے مینڈھے کی طرف اشارہ کیا، جس کے بدن پر کچھ بال سفید تھے، اس کا جسم درمیانہ تھا تو انہوں نے فرمایا میرے لئے یہ جانور خریدلو! گویا ان کا خیال تھا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مینڈھے سے ملتا جلتا ہے۔

جانور کن عیوب سے پاک ہو؟

احادیث مبارکہ میں مندرجہ ذیل عیوب والے جانور کی قربانی سے منع کیا گیا

ہے۔

ظ......مقابلہ......جس کے کان اوپر کی جانب سے کٹے ہوئے ہوں۔

ظ......مدابرہ......جس کے کان نیچے کی طرف سے کٹے ہوئے ہوں۔

ظ......شرقآئ......جس کے کان لمبائی میں چرے ہوئے ہوں۔

ظ......عرجآء......لنگڑا، جس کا لنگڑا پن نمایاں ہو۔قربان گاہ تک چل کر نہ جا سکے۔

ظ......عورآ......کانا، جس کا کانا پن نمایاں ہو۔

ظ......مریضہ......بیمار، جس کی بیماری نمایاں ہو۔

ظ......عجفائ......کمزور، جس کی ہڈیوں میں گودا نہ ہو۔

ظ......بخقائ......اندھا، جس کی آنکھ میں روشنی نہ رہے۔

ظ......جس کے سینگ جڑ سے اکھاڑ لیے جائیں۔

ظ......کان کٹا ہوا۔

(ابن ماجہ ص ۲۳۴، مشکوٰۃ ص ۱۲۸، ابوداؤد ج ۲ ص ۳۱، ۳۲، ترمذی ج ۱ ص ۱۸۱، سنن نسائی ج ۲ ص ۲۰۲، ۲۰۳، سنن کبریٰ ج ۹ ص ۲۷۴، ۲۷۵)

مختصر یہ کہ جانور خریدتے وقت خوب غور سے دیکھ لیا جائے اگر اس میں کوئی عیب ہو تو ہرگز نہ خریدیں، جانور کو ہر عیب ونقص سے پاک ہونا چاہیئے۔

چھوٹے کانوں والا جانور

یاد رہے کہ اگر کسی جانور کے پیدائشی طور پر کان چھوٹے ہوں یا ان کی نسل اور جنس ہی ایسی ہے کہ جن کے کان چھوٹے نکلتے ہیں تو ایسے جانور کی قربانی بالکل

درست ہے۔ جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا فتویٰ ہے:

انہ کان لا یریٰ باسا ان یضحی بالصمعاءِ (سنن کبریٰ ج ۹ ص ۲۷۶)

یعنی کہ وہ چھوٹے کانوں والے جانور کی قربانی کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے ہیں۔

نوٹ: اسی طرح اگر کسی جانور کے سینگ پیدائشی طور پر چھوٹے ہوں تو اسکی قربانی بھی درست ہے اور اگر سینگ کا کچھ حصہ ٹوٹ جائے تب بھی صحیح ہے (المغنی مع شرح ج ۱۱ ص ۱۰۲)

اور اگر کسی جانور کے پیدائشی سینگ نہ ہوں تو اس کی قربانی کے جائز ہونے پر بھی فقہاء کا اجماع ہے۔ (زرقانی شرح موطا امام مالک ج ۳ ص ۷۲)

دم کٹا جانور

علاوہ ازیں جس جانور کی دم کٹی ہو تو اس کی قربانی کے متعلق:

ظ...... حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قال رسول اللہ ﷺ لا بأس بالاضحیة المقطوعة الذنب

(سنن کبری بیہقی ج ۹ ص ۲۸۹

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دم کٹے جانور کی قربانی دینے میں کوئی حرج نہیں۔

ظ...... دوسری روایت میں ہے:

ان رجلا سال النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن شاۃ قطع الذئب ذنبھا یضحی بھا؟ قال ضح بھا (سنن کبریٰ بیہقی ج ۹ ص ۲۸۹، ابن ماجہ ص ۲۳۴)

ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ بھیڑیے نے میری بکری کی دم کاٹ لی

ہے، کیا میں اس کی قربانی دے سکتا ہوں، آپ نے فرمایا اس کی قربانی کرلو۔

یاد رہے اگر جانور کی دم تہائی سے کم کٹی ہو تو اس کی قربانی درست ہے، اگر زیادہ حصہ کٹ گیا ہو تو قربانی جائز نہیں۔ (الہدایہ ودیگر)

جانوروں کی عمریں

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لاتذبحو االامسنة الا ان یعسر علیکم فتذبحواجذعة من الضان (مسلم ج ۲ ص ۱۵۵، ابوداؤد ج ۲ ص ۳۰، نسائی ج ۲ ص ۲۰۳، ابن ماجہ ص ۲۳۴، مشکوٰۃ ص ۱۲۷)

مسنہ کے سوا کسی جانور کو ذبح نہ کرو، اگر مسنہ کا ملنا مشکل ہو تو بھیڑ کا جذعہ ذبح کرلو۔

اس حدیث پاک میں فرمایا گیا کہ اول تو تمام جانوروں کی قربانی کے لیے ضروری ہے کہ وہ مسنہ ہوں۔ اگر مسنہ نہ ملے تو پھر صرف بھیڑ کے متعلق یہ رخصت ہے کہ وہ "جذعہ" ہو تو اس کی قربانی کی جاسکتی ہے۔

مسنہ اور جذعہ

مسنہ:

ظ...... حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

مسنہ کا معنیٰ ہے بڑی عمر والا، جانوروں میں اس کا اعتبار یوں کیا جاتا ہے کہ

اونٹ...... جس کے پانچ سال مکمل ہو جائیں اور چھٹا سال شروع ہو جائے۔

گائے...... جس کے دو سال مکمل ہوں اور تیسرے میں اس نے قدم رکھا ہو۔

بھیڑ اور بکری...... جس کا ایک سال مکمل ہو جائے۔ (مرقاۃ ج ۳ ص ۳۰۴)

جذعہ:

ظ...... صاحب ہدایہ امام مرغینانی لکھتے ہیں:

الجذع من الضان ما تمت لہ ستۃ اشھر فی مذہب الفقہاء

(ہدایہ ج ۴ ص ۴۴۷)

یعنی فقہاء کے مذہب کے مطابق جذع بھیڑ کے چھ ماہ کے جانور کو کہتے ہیں۔

ظ...... حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

ھو ما یکون قبل السنۃ (مرقاۃ ج ۳ ص ۳۰۴)

وہ بھیڑ اور بکری جو ایک سال سے کم ہو۔

ظ...... امام نووی کے بقول بعض حضرات کے نزدیک ایک سال سے کم عمر والے بھیڑ یا بکری کے جانور کو بھی جذعہ کہتے ہیں۔ (نووی علی مسلم ج ۲ ص ۱۵۵)

ظ...... مولانا عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں:

فقہآء کی اصطلاح میں جذع اس جانور کو کہتے ہیں

ما تمت لہ ستۃ اشھر، جس کے چھ ماہ مکمل ہو جائیں۔

(التعلیق المجد علی موطا امام محمد ص ۲۸۰)

اختیارات مصطفیٰ ﷺ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ضحّٰی خال لی یقال لہ ابو بردہ قبل الصلوٰۃ فقال لہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم شاتک شاۃ لحم فقال یا رسول اللہ ان عندی داجنا جذعۃ من المعز قال اذبحھا ولا تصلح لغیر ک (بخاری ج ۲ ص ۸۳۳، ۸۳۴)

میرے ماموں ابو بردہ نے نماز عید سے قبل ہی قربانی کرلی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تیری بکری گوشت کے لیے ہے (قربانی کے لیے نہیں) انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے پاس ایک چھ سات ماہ کا بکری کا بچہ ہے، آپ نے فرمایا تو اسے ذبح کرلے، تیرے علاوہ دوسروں کے لئے اتنی عمر کی بکری کی قربانی صحیح نہیں۔

ظ......ایک روایت میں یہ لفظ ہیں:

ولا تجزی عن احد بعد ک (بخاری ج ۲ ص ۸۳۴، مسلم ج ۲ ص ۱۵۴، ابوداؤد ج ۲ ص ۳۱، مسند احمد ج ۴ ص ۱، ۲۸۲، طبرانی کبیر ج ۲۲ ص ۱۶۰، ترمذی ج ۱ ص ۱۸۲)

تیرے بعد کسی اور کے لئے اتنی عمر کا جانور قربانی دینا جائز نہیں۔

یعنی یہ صرف تیرے لئے رخصت ہے، کسی اور کے لیے نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ آپ جس کے لیے چاہیں شریعت کا حکم خاص فرما دیں علامہ سیوطی نے الخصائص الکبریٰ میں ان الفاظ سے ایک مستقل باب قائم کیا ہے۔

باب اختصاصہ صلی اللہ علیہ وسلم بانہ یخص من شاء بما شاء من الاحکام۔ (الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶۲)

یہ باب اس چیز کے بیان میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ خاص منصب دیا گیا ہے کہ آپ جس کے لیے جو حکم چاہیں خاص فرما سکتے ہیں۔

ارشاد الساری شرح بخاری میں اس حدیث کے تحت لکھا ہے:

خصوصیۃ لہ لا تکون لغیرہ اذ کان لہ ﷺ ان یخص من شاء بمن شاء من الاحکام

حضور اکرم ﷺ کے علاوہ کسی کے لیے درست نہیں کہ بکری کے چھ سات ماہ کے جانور کی قربانی کی اجازت دے سکے، یہ صرف آپ کی خصوصیت و اختیار ہے، کسی اور کا نہیں ہے آپ جس کے لیئے چاہیں احکام کو خاص فرما سکتے ہیں۔

ظ......اسی طرح حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کا واقعہ بھی ہے:

وہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے مجھے بکریاں عنائت فرمائیں اور حکم فرمایا کہ انہیں صحابہ کرام میں تقسیم کردو کہ وہ ان کی قربانی دے سکیں، میں نے تقسیم کردیں۔ ایک "عنود" (سال سے کم عمر کا جانور) بچ گیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ تو لے لے!، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ تو سال سے کم عمر کا ہے۔ آپ نے فرمایا: (کوئی بات نہیں) قربانی کرلو۔

(ترمذی ج ۱ ص ۱۸۱، ابن ماجہ ص ۲۳۴، نسائی ج ۲ ص ۲۰۳، مسلم ج ۲ ص ۱۵۵، مشکوٰۃ ص ۱۲۷)

امام ترمذی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: "ھذا حدیث حسن صحیح" (ترمذی ج ۱ ص ۱۸۱)

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے قربانی کے جانور تقسیم فرمائے ان میں ایک جذعہ (بکری کا بچہ) بچ گیا آپ نے فرمایا اس کی تم قربانی کرلو۔

(ترمذی ج ۱ ص ۱۸۱، بخاری ج ۲ ص ۸۳۲، مسلم ج ۲ ص ۱۵۵، نسائی

ج ۲ ص ۲۰۳)

اس حدیث کے تحت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں:

احکام مفوض بود وے صلی اللہ علیہ وسلم برقول صحیح

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۱۲۳)

صحیح قول کے مطابق یہی بات ہے کہ احکام حضور اکرم ﷺ کو سپرد کر دیئے گئے ہیں۔ (آپ جس کے لیے چاہیں کمی بیشی فرما سکتے ہیں)

ظ......حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرام میں قربانی کے جانور تقسیم فرمائے تو آپ نے مجھے ایک سال سے کم عمر کا بکری کا بچہ عنائت کیا۔ میں اسے لے کر دوبارہ آپ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا: یہ تو "جذعہ" ہے تو آپ نے فرمایا: تو اسے قربان کر لے۔ تو میں نے اس کی قربانی دے دی۔ (ابوداؤد ج ۲ ص ۳۱)

یہ بھی رسول اکرم ﷺ کا اختیار مبارک تھا کہ آپ ﷺ نے انہیں اس کی اجازت عطا فرمائی کہ وہ سال سے کم عمر کے بکری کے جانور کو قربانی کر لیں۔

جذعہ کی قربانی

مندرجہ بالا حدیث پاک میں سال سے کم عمر کی بھیڑ اور دنبہ کی قربانی کو اس وقت جائز فرمایا گیا ہے جبکہ مسنہ نہ ملے لیکن کتب احادیث کی بعض دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے یہ رخصت اور اجازت صرف دشواری کے وقت ہی نہیں، عام حالات میں بھی چھ ماہ کے جانور کی قربانی دی جاسکتی ہے۔

ظ......حضرت مجاشع بن مسعود سلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ان الجذع یوفی مما یوفی منه الثنی۔ (مشکوٰۃ ص ۱۲۸ واللفظ لہ، ابوداؤد ج ۲ ص ۳۱، نسائی ج ۲ ص ۲۰۳، ابن ماجہ ص ۲۳۴)

یعنی جس طرح بڑی عمر (یک سالہ یا سال سے زیادہ عمر والے) جانور کی قربانی درست ہے، اسی طرح کم عمر (سال سے کم عمر والے) جانور کی قربانی بھی جائز ہے۔

ظ......حضرت ابو کباش رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

میں نے ایک مرتبہ ایک سال سے کم عمر کی بکریاں تجارت کی غرض سے مدینہ منورہ بھیجیں، مجھے ان میں کافی نقصان ہوا، میری ملاقات حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو میں نے ان سے پوچھا کہ کیا ان کی قربانی درست ہے؟

فقال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول نعم او نعمت الاضحیة الجذع من الضأن۔ (ترمذی ج ۱ ص ۱۸۱، کتاب الآثار ص ۱۷۵ باب الضحیۃ)

انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے ہیں: بھیڑ کے چھ ماہ کے جانور کی قربانی بہت اچھی قربانی ہے۔

ظ......حضرت ام بلال بنت ہلال رضی اللہ عنہما اپنے والد سے بیان کرتی ہیں: رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

یجوز الجذع من الضأن اضحیة (ابن ماجہ ص ۲۳۴)

بھیڑ کے سال سے کم عمر کے جانور کی قربانی جائز ہے۔

ظ...... حضرت ام بلال رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

ان رسول اللہ ﷺ قال ضحوا بالجذعة من الضأن فانه جائز۔ رواه احمد والطبرانی فی الکبیر ورجاله ثقات۔ (مجمع الزوائد ج ۴ ص ۱۹)

بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بھیڑ کا چھ ماہ کا بچہ قربانی کرلیا کرو، یہ جائز ہے اسے احمد نے اور طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے اور اس کے تمام رجال ثقہ ہیں۔

ظ...... حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ضحینا مع رسول اللہ ﷺ بجذع من الضأن (نسائی ج ۲ ص ۲۰۳)

ہم نے رسول کریم ﷺ کے ساتھ بھیڑ کے چھ سات ماہ کے جانور کی قربانی کی۔

ظ...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعمت الاضحیه الجذع من الضأن (ترمذی ج ۱ ص ۱۸۱، مشکوٰۃ ص ۱۲۸)

میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ بھیڑ کے سال سے کم عمر والے جانور کی قربانی اچھی قربانی ہے۔

محدثین کا فیصلہ

حضرت ابو کباش رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث کو نقل کرنے کے بعد امام ترمذی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

والعمل علیٰ ھذا عند اھل العلم من اصحاب النبی ﷺ وغیرھم ان الجذع من الضان یجزی فی الاضحیة (ترمذی ج ۱ ص ۱۸۱)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور دیگر اہل علم حضرات کا یہ مسلک ہے کہ بھیڑ کے چھ سات ماہ کے جانور کی قربانی جائز ہے۔

جذع کی وضاحت کرتے ہوئے امام وکیع کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

الجذع یکون ابن سبعۃ او ستۃ اشھر۔ (ترمذی ج ۱ ص ۱۸۱)

جذع چھ یا سات ماہ کا ہوتا ہے۔

ظ......مزید لکھتے ہیں:

اجمع اہل العلم۔۔۔ انما یجزی الجذع من الضأن (ترمذی ج ۱ ص ۱۸۲)

اہل علم کا اجماع ہے کہ بھیڑ کے چھ سات ماہ کے جانور کی قربانی جائز ہے۔

معلوم ہوا بھیڑ کے چھ سات ماہ کے جانور کی قربانی نہ صرف یہ کہ درست ہے، بلکہ پسندیدہ ہے۔ اور یہ بھی واضح ہوا کہ یہ رخصت صرف بھیڑ، دنبے اور مینڈھے میں ہے۔ باقی جانوروں میں نہیں۔

وہابی حضرات محض لغت کا سہارا لے کر اسے ناجائز قرار دیتے ہیں اور دو دانتے (دوندے) کو ضروری قرار دیتے ہیں جو کہ بالکل غلط ہے۔

وہابی اکابر کے حوالہ جات

وہابی حضرات کے اکابر نے بھی ہمارے مؤقف سے اتفاق کیا ہے کہ بھیڑ یا دنبہ چھ سات ماہ یعنی سال سے کم عمر کا بھی جائز ہے یعنی کھیرا ہونا بھی کافی ہے اس کے لیے دو دانتا (دوندا) ہونا ضروری نہیں ہے۔ ملاحظہ ہو!

۱......وحید الزماں حیدر آبادی: مؤطا امام مالک مترجم ص ۳۶۷، ابوداؤد مترجم ج ۲ ص

۴۰۹، لغات الحدیث ج ۱ ص ۵۳، کنز الحقائق ص ۱۹۳، نزل الابرار ج ۳ ص ۹۵، سنن نسائی مترجم ج ۳ ص ۲۵۳، صحیح مسلم مترجم ج ۳ ص ۲۱۶۔

۲......نذیر حسین دہلوی: فتاوی نذیریہ ج ۳ ص ۲۵۷، فتاوی ثنائیہ ج ۱ ص ۸۰۵۔

۳......ثناء اللہ امرتسری: فتاوی ثنائیہ ج ۱ ص ۸۰۹۔

۴......نواب صدیق حسن بھوپالوی: مسک الختام ج ۴ ص ۱۳۶۔

۵......ابوالبرکات احمد: فتاوی برکاتیہ ص ۲۵۱، ۲۵۲۔

۶......ماہنامہ الحدیث حضرو، شمارہ نمبر ۳۵ ص ۵۱۔

۷......ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث لاہور ۱۷ مارچ ۲۰۰۰ء ص ۱۱۔ ۲۱ اپریل ۲۰۰۰ء

۔

یاد رہے چھ سات ماہ کا جانور اتنا تندرست اور توانا ہونا بہتر ہے کہ اگر وہ اپنے سے بڑی عمر والے جانوروں میں کھڑا ہو تو ان جیسا معلوم ہو۔ ملاحظہ ہو! مؤطا امام محمد ص ۲۷۹، کتاب الضحایا، مرقات ج ۳ ص ۳۰۴، اشعۃ اللمعات۔

اور یہی بات وہابیوں کے شیخ الکل نذیر حسین دہلوی نے بھی لکھی ہے دیکھیئے! فتاویٰ نذیریہ ج ۳ ص ۲۵۷، فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ ص ۸۰۵

جانوروں میں شراکت

بھیڑ، بکری

بھیڑ، بکری (نر مادہ) صرف ایک آدمی کی طرف سے قربانی کی جائے گی اس پر تمام فقہاء ومحدثین کا اتفاق ہے۔ (شرح مسلم نووی ج۱ ص ۴۲۴، ج۲ ص ۱۵۵)

اس میں ایک سے زیادہ افراد کی شراکت درست نہیں کہ چند افراد بھیڑ، بکری یا دنبہ خرید کر اجتماعی قربانی کریں...... اگر کسی دوسرے کی طرف سے قربانی کرنے کا ارادہ ہو تو اس کے لیے الگ جانور خریدنا ضروری ہے۔

اونٹ اور گائے

اونٹ اور گائے کی قربانی میں سات افراد شریک ہو سکتے ہیں

ظ...... جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا

فنحرنا البعير عن سبعة والبقرة عن سبعة (مسلم ج۱ ص ۴۲۴)

تو ہم نے اونٹ اور گائے سات سات آدمیوں کی شراکت سے ذبح کیے۔

ظ...... حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی فرماتے ہیں: ہم نے حدیبیہ کے مقام پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں اونٹ اور گائے سات سات افراد کی طرف سے ذبح کئے۔ (ترمذی ج۱ ص ۱۸۱، ابن ماجہ ص ۲۳۳، ابوداؤد ج۲ ص ۳۲، موطا امام مالک ص ۴۹۷، مشکوٰۃ ص ۲۳۱)

ظ...... حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی فرماتے ہیں: رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

البقرة عن سبعة والجزور عن سبعة (ابوداؤد ج۲ ص ۳۲، مشکوٰۃ ص ۱۲۷)

گائے اور اونٹ سات سات آدمیوں کی شراکت سے ذبح کیا جائے۔

ظ...... حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

البقرة عن سبعة (ترمذی ج۱ ص ۱۸۱)

گائے سات آدمیوں کی طرف سے قربانی کریں۔

حدیث جابر رضی اللہ عنہ نقل کرنے کے بعد امام ترمذی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن، صحیح ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد والے حضرات اور دیگر ائمہ کرام مثلاً: امام سفیان ثوری، امام عبداللہ بن مبارک، امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق کا یہی مؤقف ہے۔ (ترمذی ج ۱ ص ۱۸۱)

نوٹ: واضح رہے کہ جانوروں میں حصہ ڈالنے والوں کی نیت صرف قربانی کی ہو اگر ان میں سے کسی کی نیت بھی صرف گوشت حاصل کرنے کی ہوئی تو قربانی میں نقص آئے گا بلکہ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک قربانی نہیں ہوگی۔ (شرح مسلم نووی ج ۱ ص ۴۲۴)

ظ...... نیز تمام حصہ داروں کا مذہب اور مسلک ایک ہونا چاہئے۔ اگر ان میں سے کوئی فرد بھی بدعقیدہ یا توہین انبیاء ورسل (علیہم الصلوٰۃ والسلام) یا تنقیص شعائر دین کا مرتکب شامل ہوگیا تو سب کی قربانی رائیگاں جائے گی۔

ظ...... اگر کوئی حصہ دار انتقال کرجائے تو اس کے ورثاء سے اجازت لینا ضروری ہے ورنہ قربانی نہ ہوگی۔ (کتب فقہ)

جانوروں کی خدمت اور احترام

اسلام نے جہاں انسانوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا درس دیا ہے وہاں جانوروں کے ساتھ بھی عمدہ طریقے سے پیش آنے کا حکم فرمایا ہے۔ ان کی دیکھ بھال، چارہ وگھاس کا صحیح طریقے سے خیال رکھا جائے، ان پر بوجھ کم لادا جائے۔ یہ عام

جانوروں کے متعلق ارشادات ہیں۔تو قربانی کے جانور اسلام کے نزدیک کس قدر معزز، محترم اور قابل قدر ہوں گے؟ سطور ذیل ملاحظہ کیجیئے!۔

ظ......قربانی کے اونٹ کے متعلق ارشاد ربانی ہے:

والبدن جعلنا ھا لکم من شعائر اللہ (الحج، ۳۶)

اور قربانی کے اونٹ کو ہم نے تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے بنایا ہے۔

یعنی قربانی کے لیے خریدا گیا اونٹ عام اونٹوں جیسا نہیں رہا بلکہ وہ خاص ہو گیا، اتنا خاص کہ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی بن گیا۔

ظ......دوسرے مقام پر قرآن پاک میں اس بات کو یوں بیان کیا گیا ہے:

ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب (الحج، ۳۲)

اور جو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کا ادب واحترام کرتا ہے تو یہ (ادب واحترام) دلوں کے تقویٰ کی وجہ سے ہے۔

ظ......اللہ کی نشانیوں میں جہاں قربانی کے جانور ہیں وہاں صفا و مروہ (جن پہاڑیوں پر حضرت ہاجرہ سلام اللہ علیہا کے قدم لگے ہیں) کو بھی اللہ کی نشانیاں فرمایا گیا ہے۔

(البقرۃ، ۱۵۸)

اب سوچئے جن پہاڑوں پر اللہ کی ایک ولیہ اور ایک نیک خاتون کے قدم لگیں وہ تو اللہ کی نشانیاں قرار پائیں تو جہاں انبیاء کرام اور اولیاء عظام کے قدم اور بدن لگیں وہ جگہیں اللہ کی نشانیاں کیوں نہیں؟ فاعتبروا یا اولی الابصار

فائدہ: جب صفا و مروہ اور قربانی کے جانوروں کا ادب واحترام دلوں کے تقوے کی

علامت ہے تو بزرگوں کے آثار وتبرکات اور ان کا ادب واحترام بھی بالکل جائز، درست اور شریعت کے عین مطابق ہے اوران کی تعظیم وتکریم کو شرک وناجائز کہنا سراسر لاعلمی، نادانی اور جہالت ہے۔

جس طرح قربانی کے جانوروں کی تعظیم وتکریم اورادب واحترام، اجروثواب کا ذریعہ ہے، اسی طرح ان کی خدمت تواضع بھی باعث حسنات وخیرات ہے۔

جیسا کہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کنا نسمن الاضحیۃ بالمدینۃ وکان المسلمون یسمنون

ہم مدینہ منورہ میں قربانیوں کو خوب پالتے تھے اور دوسرے مسلمان بھی اپنی قربانی کے جانوروں کو کھلا پلا کر خوب موٹا تازہ کرتے تھے۔ (بخاری ج ۲ ص ۸۳۳)

جانور پر سوار ہونا

یاد رہے کہ بوقت ضرورت قربانی کے جانور (اونٹ وغیرہ) پر سواری کرنا جائز ہے جیسا کہ روایت میں ہے کہ ایک آدمی مکہ مکرمہ کی طرف سے اونٹ ہانکے جارہا تھا تو رسول پاک ﷺ نے فرمایا اس پر سور ہوجا۔ اس نے عرض کیا یہ قربانی کا جانور ہے تو آپ نے فرمایا: سوار ہوجا، یہ بات اس نے تین بار دہرائی آپ نے تینوں بار ہی فرمایا، سوار ہوجا۔ (بخاری ج ا ص ۲۲۹، مشکوٰۃ ص ۲۳۱)

قربانی کا وقت

قربانی کا وقت نماز عید کے بعد شروع ہوتا ہے، اگر کوئی شخص نماز عید سے پہلے ہی قربانی کرلے تو اس کی قربانی ادا نہیں ہوگی اور اسے نئی قربانی دینا پڑے گی۔

ظ......حضرت برآء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی یوم نحر فقال لا یذبحن احدکم حتی یصلی۔ (ترمذی ج ۱ ص ۱۸۲، واللفظ لہ، مسلم ج ۲ ص ۱۵۴)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے روز ہمیں خطبہ دیا کہ کوئی بھی نماز سے پہلے جانور ذبح نہ کرے۔

ظ......سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من ذبح قبل الصلوٰۃ فانما یذبح لنفسہ ومن ذبح بعد الصلوٰۃ فقد تم نسکہ واصاب سنۃ المسلمین (بخاری ج ۲ ص ۸۳۲، ابن ماجہ ص ۲۳۵)

جس نے نماز عید سے قبل قربانی کی تو اس نے اپنے کھانے، پینے کے لئے جانور ذبح کیا اور جس نے نماز کے بعد جانور ذبح کیا، تو اس نے اپنی قربانی مکمل (طور پر ادا) کی اور مسلمانوں کے طریقے کو پالیا۔

ظ......ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم النحر من کان ذبح قبل الصلوٰۃ فلیعد

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے روز فرمایا: جس نے نماز سے پہلے قربانی کی وہ دوبارہ قربانی دے۔ (بخاری ج ۲ ص ۸۳۲، ۸۳۳ واللفظ لہ، مسلم ج ۲ ص ۱۵۴)

ظ......حضرت برآء رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ بھی مروی ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آج ہم سب سے پہلے نماز پڑھیں گے پھر واپس آ کر قربانیاں دیں گے۔ جو آدمی یہ طریقہ اپنائے گا وہ ہماری سنت کو پالے گا، اور

جس نے نماز سے قبل جانور ذبح کرلیا تو اس نے اپنے اہل خانہ کے لئے گوشت مہیا کیا، اس کی قربانی ہرگز نہ ہوگی۔ (بخاری ج ۲ ص ۸۳۲، مسلم ج ۲ ص ۱۵۴)

ان روایات سے واضح ہوگیا کہ قربانی کا وقت نماز عید کے بعد شروع ہوتا ہے، نماز سے پہلے ذبح کئے گئے جانور کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا۔ بلکہ اس کی جگہ دوسرا جانور ذبح کرنا پڑے گا۔

واضح رہے اگر شہروں میں متعدد مقامات پر نماز عید ادا کی جاتی ہو تو کسی ایک جگہ نماز پڑھی جانے کے بعد اہل شہر کے لیے قربانی کرنا درست ہے۔

وہ دیہات جہاں پر نماز عید ادا نہیں کی جاتی، وہاں پر طلوع فجر کے بعد قربانی کرنا جائز ہے۔ جبکہ بہتر یہ ہے کہ سورج نکلنے کے بعد قربانی کریں۔ (درمختار، فتاویٰ ہندیہ، بہار شریعت)

امام ترمذی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

والعمل علی ھذا عند اہل العلم ان لا یضحی بالمصر حتی یصلی الامام وقد رخص قوم من اہل العلم لاھل القریٰ فی الذبح اذا طلع الفجر (ترمذی ج ۱ ص ۱۸۲)

اہل علم کا یہ مؤقف ہے کہ شہر میں امام کے نماز پڑھنے سے قبل قربانی نہ کی جائے اور علماء کی ایک جماعت نے اہل دیہات کے لیے فجر سے قبل ذبح کرنے کی اجازت دی ہے

قربانی کے صرف تین دن

امت مسلمہ کی اکثریت اس بات پر متفق ہے کہ قربانی صرف تین معلوم دنوں میں کی

جاسکتی ہے، جبکہ بعض حضرات عید قربان کے مبارک موقع پر بھی امت کو اختلاف وانتشار کی بھینٹ چڑھاتے ہوئے یہ ڈھنڈورا پیٹتے رہتے ہیں کہ قربانی چوتھے دن بھی سنت ہے۔ حالانکہ یہ سراسر غلط ہے۔

قرآن مجید سے استدلال

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ویذکروا اسم اللہ فی ایام معلومات علی مارزقھم من بھیمۃ الانعام... الآیۃ (الحج، ۲۸)

اور وہ معلوم دنوں میں اللہ کا نام لیں ان جانوروں پر جو اللہ تعالیٰ نے ان کو دیئے ہیں۔

علامہ ابن رشد "ایام معلومات" کی وضاحت میں مختلف اقوال نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

فقیل یوم النحر ویومان بعدہ وھو المشھور (بدایۃ المجتہد ج ا ص ۲۲۴)

ایک قول یہ ہے کہ "معلوم دنوں" سے مراد عید کا اور دو دن بعد کے ہیں، اور یہی مشہور ومعروف قول ہے۔

اسی طرح مشہور مفسر حضرت امام ابوبکر جصاص رازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

لما ثبت ان النحر فیما یقع علیہ اسم الایام وکان اقل ما یتناولہ اسم الایام ثلاثۃ وجب ان یثبت الثلاثۃ وما زاد لم تقم علیہ الدلالۃ فلم یثبت (احکام القرآن ج ۳ ص ۲۳۵)

جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ ایام معلومات سے مراد قربانی کے دن ہیں اور لفظ ایام (جمع) کی دلالت کم از کم تین پر ہے، تو تین دن یقیناً ثابت ہوگئے اور تین دن سے

زائد پر کوئی دلیل نہیں پس وہ ثابت نہیں۔

ظ......دوسرے مقام پر ارشاد ربانی ہے:

واذکروا اللہ فی ایام معدودات (البقرہ، ۲۰۳)

ان گنے ہوئے دنوں میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرو۔

اس آیت کی تفسیر میں کہا گیا ہے کہ حج کے دنوں میں اللہ تعالیٰ کا ذکر خوب کرو، جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کی تفسیر میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ گنے ہوئے دنوں سے مراد

ثلاثۃ ایام یوم الاضحی ویومان بعدہ اذبح فی ایھا شئت وافضلھا اولھا (تفسیر درمنثور ج۱ ص ۲۳۴، تفسیر ابن کثیر ج۱ ص ۲۴۵)

(قربانی کے) تین دن ہیں، ایک عید کا دن اور دو اس کے بعد، اس میں سے جس میں تو چاہے ذبح کرلے۔ لیکن پہلا دن افضل ہے۔

نوٹ: قاضی شوکانی نے بھی اس بات کو فتح القدیر ج۱ ص۲۰۶ پر نقل کیا ہے۔

ظ......ابن حزم ظاہری کے بقول:

حضرت علی اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم دونوں سے اس آیت کی یہی تفسیر مروی ہے کہ قربانی عید کے دن اور دو دن بعد تک ہوتی ہے۔ (المحلی لابن حزم ج۶ ص ۲۴۰)

احادیث مبارکہ سے دلائل

احادیث مبارکہ کا مطالعہ کرنے سے جو چیز سامنے آتی ہے وہ بھی یہی ہے کہ قربانی صرف تین دن تک جائز ہے، اس سے زیادہ نہیں۔

ظ......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

الاضحی یومان بعد یوم الاضحی

(مؤطا امام مالک ص ۴۹۷، سنن کبریٰ ج ۹ ص ۲۹۷، مشکوٰۃ ص ۱۲۹)

عید قربان (۱۰ ذوالحجہ) کے دن کے بعد قربانی کے دو دن ہیں۔

ظ......حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ایام النحر ثلثۃ ایام اولھن افضلھن

(عمدۃ القاری ج ۲۱ ص ۱۴۸، مؤطا امام مالک ص ۴۹۷، مشکوٰۃ ص ۱۲۹)

قربانی کے تین دن ہیں، پہلا دن سب سے افضل ہے۔

یاد رہے کہ وہابی حضرات کے معتبر و معتمد علیہ محدث ابن حزم ظاہری نے حضرت علی اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم سے مروی ان دونوں احادیث کو متعدد سندوں سے ذکر کیا ہے۔ (محلّٰی ابن حزم ج ۶ ص ۴۰)

ظ......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہے:

الاضحی یومان بعد یوم النحر

(عمدۃ القاری ج ۲۱ ص ۱۴۸، الجواہر النقی ج ۹ ص ۲۹۶، سنن کبریٰ ج ۹ ص ۲۹۷)

اس سند کے متعلق امام طحاوی، علامہ ماردینی اور علامہ عینی نے فرمایا کہ اس کی سند جید اور عمدہ ہے۔ (عمدۃ القاری ج ۲۱ ص ۱۴۸، الجواہر النقی ج ۹ ص ۲۹۶)

ظ......حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

الاضحی یوم النحر و یومان بعدہ

(سنن کبریٰ ج ۹ ص ۲۹۷، زجاجۃ المصابیح ج ۱ ص ۴۱۳، المحلّٰی بالاثار ج ۶ ص ۴۰)

قربانی عید کے دن اور اس کے بعد دو دن (دس، گیارہ اور بارہ تاریخ تک) ہے۔

اس روایت کے متعلق ابن حزم نے خود اقرار کیا کہ یہ سند صحیح ہے۔ (المحلی ج ۶ ص ۴۰)

ظ...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

الاضحی ثلاثۃ ایام (المحلی لابن حزم ج ۶ ص ۴۰)

قربانی کے صرف تین دن ہیں۔

امام حاکم اور علامہ ذہبی نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔ (مستدرک ج ۴ ص ۸۱)

ظ...... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قربانی صرف تین دن ہے۔ (عمدۃ القاری ج ۲۱ ص ۱۴۷)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ائمہ عظام کا مؤقف

امام نووی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت انس رضی اللہ عنہم، اور امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام احمد علیہم الرحمہ سب کا مؤقف یہ ہے کہ قربانی کے صرف تین دن ہیں عید کا دن اور اس کے بعد دو دن۔ (شرح مسلم نووی ج ۲ ص ۱۵۲)

ظ...... علامہ ابن قدامہ فرماتے ہیں:

حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابن عمر، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت ابو ہریرہ، حضرت انس بن مالک اور بے شمار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا یہی مسلک ہے کہ قربانی تین دن ہے۔ اسی طرح امام مالک، امام احمد بن حنبل، امام ثوری و دیگر حضرات کا اتفاق و اتحاد ہے کہ قربانی کے صرف تین دن ہیں۔ (المغنی ج ۱۱ ص ۱۱۴)

ظ......علامہ ابن ترکمانی بھی فرماتے ہیں:

استذکار میں ہے کہ حضرت علی، حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کا یہی مسلک ہے۔ مزید فرماتے ہیں:

فقہاء نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ تیرہ ذوالحج کو (چوتھے دن) قربانی دینا جائز نہیں ہے۔ (الجواہر النقی ج ۹ ص ۲۹۷)

وہابی علماء کی تائید

چونکہ وہابی حضرات کا نظریہ ہے کہ قربانی چوتھے دن بھی سنت ہے، اور عید قربان کے موقع پر ان حضرات کی طرف سے اشتہار بازی اور بیان بازی کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے۔ لہٰذا پہلے ان حضرات کے ''نامور علماء وفضلاء'' سے صرف تین دن قربانی کا ثبوت دیا جائے گا اور بعدازیں وہابی محققین کے قلم سے ثابت کیا جائے گا کہ چار دن قربانی پر جو دلائل پیش کیے جاتے ہیں وہ نہایت کمزور زبردست مجروح، اور ناقابل استدلال ہیں۔

ع انہی کے مطلب کی کہہ رہا ہوں زبان میری ہے بات ان کی

عبیداللہ مبارکپوری کا اعتراف:

وہابی حضرات کے شارح مشکوٰۃ عبیداللہ مبارکپوری رقمطراز ہیں:

(عربی عبارت کا ترجمہ پیش خدمت ہے) اور یہی بات (کہ قربانی صرف تین دن ہے) حضرت علی، حضرت عمر، حضرت ابن عباس، حضرت ابوہریرہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے جیسا کہ محلّٰی ابن حزم ج ۷ ص ۳۷۷ میں ہے، اور ابن قیم و ابن قدامہ

حضرت امام احمد سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بیشمار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہی مسلک ہے اور محدث اثرم نے حضرت ابن عباس سے بھی یہی مسلک نقل کیا ہے۔ (مرعاۃ ج ۳ ص ۳۶۴)

محمد الیاس اثری کا اقرار

وہابی حضرات کے ایک عالم محمد الیاس اثری، حضرت ابوہریرہ، حضرت انس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم کی وہ روایات جن میں فرمایا گیا ہے کہ قربانی صرف تین دن تک ہے نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

یہ تین اقوال .... سنداً صحیح و درست ہیں۔ (القول الانیق ص ۴۰)

فتاوے علماء حدیث

وہابی حضرات کے معتبر و مستند فتاویٰ ''فتاویٰ علمائے حدیث'' میں بھی تسلیم کیا گیا ہے کہ حضرت ابوبکر خلیفہ اول اور حضرت عمر خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہما عمر بھر تین دن قربانی کے قائل رہے ہیں۔ (ج ۱۳ ص ۳۴)

ابن حزم کی تصحیح

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث پاک ''قربانی دس، گیارہ اور بارہ تاریخ تک ہے'' کے متعلق وہابی حضرات کے امام ابن حزم لکھتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے۔

(محلّٰی ابن حزم ج ۶ ص ۴۰)

وحید الزمان حیدرآبادی کی صراحت

وہابی حضرات کے معتبر وحید الزمان لکھتے ہیں: امام مالک اور امام سفیان

ثوری اور امام احمد اور امام ابو حنیفہ اور اکثر اہل حدیث کا یہ قول ہے کہ قربانی بارہویں تاریخ تک کرنا درست ہے۔ (تیسیر الباری ج ۵ ص ۳۷۳)

ماحاصل: ان چار وہابی علماء کی عبارات سے واضح ہوا کہ:

ظ...... حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما ساری عمر صرف تین دن تک قربانی کے قائل رہے ہیں۔

ظ...... حضرت انس، حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم کی احادیث سنداً صحیح اور درست ہیں۔

ظ...... حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت بھی صحیح ہے۔

ظ...... تین دن قربانی کا مسلک رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بے شمار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مؤقف ہے۔

چوتھے روز قربانی کے دلائل کا تجزیہ

وہابی حضرات چوتھے دن قربانی پر چند دلائل پیش کرتے ہیں۔ سطور ذیل میں ان کے دلائل پر تبصرہ اور ان کا تجزیہ خود انہی کے "علماء و محققین" کے قلم سے پیش کیا جاتا ہے۔

پہلی دلیل: قرآن کریم کی آیت کریمہ "واذکروا اللہ فی ایام معدودات" کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ قربانی کے چار دن ہیں۔ جبکہ ان کے محقق ابن حزم ایسی روایات کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

لا ادری لعلہ وھم (محلی ابن حزم ج ۶ ص ۴۰)

میں نہیں جانتا شائد کہ یہ روایت وہم اور غلط فہمی ہے۔

دوسری دلیل: "کل ایام التشریق ذبح" یعنی تمام ایام تشریق قربانی کے دن ہیں۔

یہ روایت حضرت جبیر بن مطعم کے حوالے سے بیان کی جاتی ہے جبکہ:

ظ......وہابیوں کے مایہ ناز امام، حافظ ابن قیم اس حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا تمام ایام تشریق ذبح کے دن ہیں۔ لیکن یہ حدیث منقطع ہے، اس کا وصل ثابت نہیں ہوسکتا۔

ظ......مزید لکھتے ہیں:

یہ روایت حضرت جبیر بن مطعم کی حدیث سے مروی ہے اور اس میں انقطاع (اور خلل) ہے۔ (زاد المعاد ج ۱ ص ۳۴۰)

ظ......وہابی محدث شمس الحق عظیم آبادی لکھتے ہیں:

امام احمد اور مصنف دار قطنی اور امام بیہقی نے اس حدیث کو سلیمان بن موسیٰ سے، اور انہوں نے حضرت جبیر بن مطعم سے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا۔ امام بیہقی فرماتے ہیں کہ سلیمان بن موسیٰ کی حضرت جبیر بن مطعم سے ملاقات ہی نہیں ہوئی۔ (التعلیق المغنی ج ۴ ص ۲۸۴)

نوٹ: حافظ ابن کثیر نے بھی اس حدیث پر یہی اعتراض کیا ہے کہ راوی سلیمان بن موسیٰ کی حضرت جبیر سے ملاقات نہیں ہوئی۔ (نصب الرایۃ ج ۳ ص ۶۱)

ظ......وحید الزمان حیدر آبادی نے اس روایت کے ایک دوسرے راوی ابو حسین کے

متعلق بھی لکھا ہے کہ انہوں نے بھی حضرت جبیر کا دور نہیں پایا اور ان سے ملاقات نہیں کر سکا۔ (نور الہدایہ ترجمہ شرح وقایہ ج ۴ ص)

ظ......اسماعیل سلفی غیر مقلد وہابی لکھتے ہیں:

جبیر بن مطعم کی حدیث مختلف طریق سے، مقطوع، مرفوع، ثقات، ضعاف سب سے مروی ہے، تمام طرق میں کچھ نہ کچھ نقص ہے۔ (فتاویٰ علماء حدیث ج ۱۳ ص ۱۶۹)

ظ......مزید لکھا ہیں: جبیر بن مطعم کی حدیث استدلال کی بنیاد نہیں۔

(فتاویٰ علماء حدیث ج ۱۳ ص ۱۷۱)

یعنی یہ حدیث نہایت ضعیف اور زبردست کمزور ہے اس پر اس مسئلہ کی بنیاد نہیں رکھی جاسکتی کیونکہ تمام طرق میں نقص ہے۔

ظ......وہابی محقق محمد بشیر سہسوانی نے زوردار الفاظ میں اس حدیث کے متعلق اپنا درج ذیل فیصلہ سنایا ہے:

ان کی دلیل حدیث جبیر بن مطعم ہے، جس میں زیادت ہے "وفی کل ایام التشریق ذبح" جمہور محققین نے تصریح کی ہے کہ یہ زیادت غی[redacted]ط ہے۔ اس حدیث کی سند میں اختلاف ہے، اگر کسی طریق کو ترجیح دی جائے تو اضطراب رفع ہو جاتا ہے لیکن انقطاع باقی رہتا ہے، کیونکہ کوئی طریق راجح، انقطاع سے خالی نہیں ہے۔ اور اگر کسی طریق کو ترجیح نہ دی جائے تو اضطراب ثابت رہتا ہے۔ اگر کوئی شبہ کرے کہ حافظ نے تخریج ہدایہ میں لکھا ہے:

اخرجه الدار قطنی من وجھین آخرین موصولین فیھما ضعف انتھی پس

دونوں طریق کی وجہ سے اس حدیث کوتقویت ہوجائے گی تو جواب یہ ہے کہ یہ کوئی جدید طریق نہیں ہیں بلکہ موجبہ اضطراب میں جو سبب ضعف ہیں داخل ہیں۔اور اگر کوئی کہے کہ اس باب میں ابو ہریرہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہما سے یہی روایت ہے، یہ دونوں روایتیں حدیث جبیر بن مطعم کی سند کی تقویت کے لئے کافی ہیں تو جواب یہ ہے کہ حدیث ابی ہریرہ وابو سعید موضوع ہیں یا شدید الضعف ،اس لئے تقویت نہیں کرسکتی ہیں اور منقطع و مضطرب، جمہور بلکہ کل محدثین کے نزدیک حجت نہیں ہیں۔

(فتاویٰ علماء حدیث ج ۱۳ ص ۱۷۸

)

تیسری اور چوتھی دلیل: اس سلسلہ میں دو مزید روایتیں پیش کی جاتی ہیں، جو حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہما کے نام سے ذکر کی جاتی ہیں ان روایات کے متعلق مذکورہ بالا سطور سہسوانی صاحب کے حوالے سے گزرا کہ

اولاً......تو یہ روایات موضوع، من گھڑت اور جعلی ہیں۔

ثانیاً...... یہ شدید ضعیف اور کمزور ہیں، جو قابل حجت نہیں ہیں۔

اس کے علاوہ وہابی محقق شمس الحق عظیم آبادی نے بھی ان روایات کو شدید ضعیف کہا اور پھر امام ابن ابو حاتم کے حوالے سے لکھا کہ اس اسناد کے ساتھ یہ روایتیں موضوع اور من گھڑت ہیں، جن کو کوئی اعتبار نہیں ہے۔(التعلیق المغنی ج ۴ ص ۲۸۴)

حاصل کلام: وہابی حضرات کے تبصرہ جات سے واضح ہوا کہ چوتھے دن قربانی کے متعلق جو دلائل پیش کئے جاتے ہیں، ان کی حقیقت یہ ہے کہ یہ

ظ......وہم اور غلط فہمی کا نتیجہ ہیں

ظ......حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی روایت کا متن غلط ہے۔

ظ......اس کی سند مضطرب و منقطع ہے۔

ظ......اس کے راویوں کی حضرت جبیر سے ملاقات ثابت نہیں ہے۔

ظ......اس کی کوئی سند درست اور صحیح نہیں۔

ظ...... ہر سند اور طریق میں کچھ نہ کچھ نقص اور خرابی ضرور ہے۔

ظ......اس روایت پر قطعاً بنیاد نہیں رکھی جاسکتی۔

ظ......حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید کے حوالہ سے پیش کردہ روایات بالکل ضعیف، کمزور، موضوع اور من گھڑت ہیں۔

چنانچہ جن روایات پر اس قدر اعتراضات و تنقیدات ہوں ایسی روایات کے پیش نظر صحیح احادیث کو ترک کر کے چوتھے دن قربانی کے جواز کا فتویٰ کیسے دیا جاسکتا ہے؟

چوتھے دن قربانی سنت نہیں

ا......وہابی حضرت کے شیخ الکل، فی الکل، مفتی اعظم، ابوالبرکات احمد کا ایک فتویٰ درج کیا جارہا ہے جو اس سلسلہ کی ایک فیصلہ کن تحریر ہے۔

کسی سائل نے ان سے سوال کیا کہ اگر ایک آدمی جان بوجھ کر چوتھے دن قربانی کرتا ہے، اور دلیل یہ دیتا ہے کہ چوتھے دن قربانی سنت ہے، لہٰذا میں سنت کو زندہ کرتا ہوں، اور سنت کو زندہ کرنے والے کو سو شہید کا ثواب ملتا ہے۔ آپ بتائیں! کیا وہ آدمی سنت کو زندہ کر کے سو شہید کے ثواب کا حقدار ہے یا نہیں؟......

اس سوال کے جواب میں مفتی ابوالبرکات احمد نے ایسے آدمی کی سخت تردید کی جو چوتھے روز قربانی کو سنت کہتا ہے اور کہا کہ ’’اس آدمی کا عمل نبی ﷺ کے عمل کے خلاف ہے‘‘۔ آخر میں لکھتے ہیں

’’نبی ﷺ نے تیسرے اور چوتھے دن کبھی بھی قربانی نہیں کی لہٰذا یہ آپ کی سنت نہیں ہے اور مردہ سنت کو زندہ کرنے والی بات غلط ہے اور جاہلوں والی بات ہے، جس کے پیچھے کوئی دلیل نہیں ہے‘‘۔ (فتاویٰ برکاتیہ ص ۲۸۰)

۲......محمد الیاس اثری نے لکھا ہے:

یہ بات ملحوظ رہے کہ یوم النحر ذوالحجہ کی دسویں تاریخ کی قربانی افضل، اعلیٰ اور اولیٰ ہے‘‘ اور آنحضرت ﷺ کی دائمی سنت اور زندگی کا معمول ہے۔

(بخاری، القول الانیق ص ۳)

۳......محمد اعظم غیر مقلد نے لکھا ہے:

’’قربانی عید کے دن افضل واعلیٰ ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ کا ہمیشہ عمل یہی تھا کہ آپ نے عید کے دن ہی قربانی کی بلکہ سو اونٹ کی قربانی بھی آپ نے پہلے دن ہی کی اس لیے افضل پہلا دن ہے‘‘۔ (مسائل قربانی ص ۳۹)

گفتگو کا نتیجہ: ان تین وہابی ’’علماء و محققین‘‘ کی عبارات سے یہ نتیجہ نکلا کہ:

ظ......پہلے دن قربانی کرنا افضل، اعلیٰ اور اولیٰ ہے۔

ظ......حضور ﷺ کی دائمی سنت اور ہمیشہ کا معمول پہلے دن قربانی کرنا ہے۔

ظ......سو اونٹ کی قربانی بھی حضور ﷺ نے پہلے دن ہی فرمائی تھی۔

ظ...... جو آدمی چوتھے دن قربانی کرے اس کا عمل حضور ﷺ کے عمل کے خلاف ہے۔

ظ...... چوتھے دن کی قربانی کرنا آپ کی سنت نہیں بلکہ خلاف سنت ہے۔

ظ...... چوتھے دن قربانی کو سنت کہہ کر سنت کو زندہ کرنے کا دعویدار غلط بات کرتا ہے۔

ظ...... کیونکہ جب چوتھے دن قربانی سنت ہی نہیں تو وہ کس سنت کو زندہ کرے گا؟

ظ...... ایسا آدمی جاہلوں والی بات کرتا ہے۔

ظ...... چوتھے دن قربانی کو سنت کہنا یہ ایسی بات ہے جس کے پیچھے کوئی دلیل نہیں۔

مخلصانہ گذارش

بالفرض اگر مان بھی لیا جائے کہ چوتھے دن قربانی کے دلائل ضعیف اور کمزور نہیں۔ تو بھی احتیاط اسی میں ہے کہ قربانی انہی دنوں میں کی جائے جن دنوں کے متعلق سب کا اتفاق ہے، اور وہ صرف پہلے تین دن ہیں۔ اس اختلاف کی وجہ سے چوتھا دن کم از کم مشکوک ضرور ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اتنی رقم خرچ کر کے، اتنی محنت وکوشش اور جانوروں کی اس قدر خدمت وتواضع کے بعد بھی اگر قربانی شک وشبہ کی نظر ہو جائے تو یہ محنت، یہ کوشش، یہ خدمت اور اتنی رقم کس کام آئی؟

لہٰذا خوب سوچ لیں! کہیں آپ کی قربانی ضائع نہ ہو جائے۔

؎ میرے دل کو دیکھ کر میری وفا کو دیکھ کر
بندہ پرور! منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر

کیا قربانی واجب ہے؟

فقہاء ومحدثین کے اقوال

عیدقربان کے موقع پر دی جانے والی قربانی کے متعلق آیات مبارکہ اور احادیث شریفہ میں وارد شدہ ترغیب وترہیب اور تاکید وتشدید کے پیش نظر امت مسلمہ کے جلیل القدر فقہاء محدثین، مفسرین ومحققین میں اسکے وجوب کے بھی قائل ہیں اور بعض سنت مؤکدہ ہونے کے۔

ظ......حضرت امام نووی شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

امام ربیعہ، امام اوزاعی، امام ابوحنیفہ اور امام لیث بن سعد فرماتے ہیں ”ھی واجبة علی الموسر “قربانی واجب ہے ہر اس شخص پر جو مالدار ہو۔بعض مالکی فقہاء بھی اسی بات کے قائل ہیں، امام اوزاعی بھی مالدار پر قربانی کو واجب قرار دیتے ہیں سوائے حاجی کے منیٰ میں اور امام محمد بن حسن کہتے ہیں یہ شہروں میں مقیم لوگوں پر واجب ہے۔امام ابوحنیفہ کی طرف سے مشہور مؤقف یہی ہے کہ وہ مالک نصاب مقیم پر قربانی کو واجب قرار دیتے ہیں۔(نووی شرح مسلم ج ۲ ص ۱۵۴)

ظ......علامہ بدرالدین بعلی حنبلی فرماتے ہیں:

امام مالک اور امام احمد بن حنبل کے قربانی کے متعلق دو قول ہیں جن میں ایک قول قربانی کے وجوب کا ہے۔(مختصر الفتاویٰ المصریہ ص ۵۲۲)

ظ......امام ابوسلیمان احمد بن خطابی شافعی نے حضرت امام ابراہیم نخعی کے متعلق بھی نقل کیا کہ آپ بھی وجوب قربانی کے قائل ہیں۔(معالم السنن ج ۴ ص ۹۴)

ظ......حافظ ابن رشد مالکی نے امام مالک سے ایک روایت قربانی کے وجوب کی نقل کی

ہے جیسا کہ امام ابوحنیفہ اس کے وجوب کے قائل ہیں۔(بدایۃ المجتہد ج ۱ ص ۴۴۸)

ظ......شمس الائمہ سرخسی حنفی فرماتے ہیں:

ہمارے (احناف کے) نزدیک امیروں اور اقامت گزینوں (جو مسافر نہیں) پر قربانی واجب ہے......اس سلسلے میں ہماری دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "فصل لربک وانحر" اپنے رب کی نماز پڑھیئے اور قربانی کیجیئے۔(یہ حکم ہے) اور امر، وجوب کا تقاضا کرتا ہے۔ نیز نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص کے پاس گنجائش ہو اور وہ قربانی نہ کرے وہ ہماری عید گاہ میں نہ آئے۔ قربانی نہ کرنے پر وعید (دھمکی) کا ہونا اسی صورت میں ہوسکتا ہے جب قربانی واجب ہو۔

(المبسوط ج ۲ ص ۹،۸، بحوالہ شرح صحیح مسلم ج ۶ ص ۱۲۹ از علامہ سعیدی)

ظ......حضرت علامہ ملا علی قاری فرماتے ہیں:

امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام ابوحنیفہ کے دونوں شاگرد (امام ابو یوسف و امام محمد) اس بات کے قائل ہیں کہ قربانی سنت مؤکدہ ہے، جبکہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ خود اس کے وجوب کے قائل ہیں، اور آپ اقامت (اپنے شہر میں ہونا) اور نصاب (اتنا مال کہ جس پر زکوۃ واجب ہوتی ہے) کو وجوب قربانی کے لئے معتبر مانتے ہیں۔ حضرت امام صاحب علیہ الرحمہ کی دلیل یہ ہے کہ آپ ﷺ نے مدینہ منورہ میں مسلسل دس سال تک قربانی دی ہے، اور آپ نے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قربانی لوٹانے کا حکم دیا جنہوں نے عید کی نماز سے قبل جانور ذبح کر لیے تھے۔ آپ کا

انہیں دہرانے کا حکم دینا وجوب پر دلالت کرتا ہے۔اس کے علاوہ یہ دلیل بھی وجوب قربانی کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ نے اعلان فرمادیا کہ جو آدمی طاقت و وسعت کے باوجود قربانی نہیں کرتا وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۳ ص ۳۰۲)

ظ......امام ابوداؤد نے لکھا ہے:

باب فی ایجاب الاضاحی (سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۲۹)

یعنی قربانی کے واجب ہونے کا بیان۔

ظ......امام ابوبکر کہتے ہیں:

فصل لربک وانحر کی دوسری تاویل سے ثابت ہوتا ہے کہ قربانی کرنا واجب ہے۔(احکام القرآن ج ۳ ص ۴۷۵)

غیر مقلد علماء کی آراء

غیر مقلدین اور دیوبندی حضرات کے شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اپنے فتاویٰ میں اور قاضی شوکانی غیر مقلد نے نیل الاوطار ج ۵ ص ۱۱۸ پر بھی قربانی کے وجوب پر ائمہ مجتہدین، فقہاء ومحدثین کے اقوال مبارکہ نقل کئے ہیں۔

ظ......نواب نورالحسن بن نواب صدیق حسن بھوپالوی نے عرف الجادی ص ۲۴۱ پر قربانی کو واجب کہا۔

ظ......وحیدالزمان حیدرآبادی نے ایک قول قربانی کے واجب ہونے کا لکھا ہے۔نزل الابرار ج ۳ ص ۹۵۔

ظ......وہابی حضرات کے ترجمان ''ماہنامہ الدعوہ'' میں حافظ سیف اللہ نے ''قربانی اور

اس کا سبق'' کے عنوان سے مضمون لکھا جس میں یہ بات واضح لکھی ہے کہ:

''مضبوط و محکم دلائل کی رو سے اہل استطاعت کے لئے قربانی وجوب کے درجہ تک پہنچتی ہے''۔ (مجلہ الدعوہ، بابت ۱۹۹۲)

ظ......وہابی حضرات کے مجتہد العصر، حافظ عبداللہ روپڑی تو قربانی کو اس قدر ضروری سمجھتے ہیں کہ قرض لے کر قربانی کرنی پڑے تو تب بھی قربانی کرنی چاہیئے۔

(فتاویٰ اہلحدیث ج ۲ ص ۸۰)

ظ......محمد نواز غیر مقلد نے قربانی کو فرض قرار دیا ہے۔ (خطبات نواز ج ۱ ص ۵۲۷، ۵۲۷)

مسافر کی قربانی

صحاح ستہ میں مسافر کے متعلق دو طرح کی روایات ملتی ہیں۔ بعض میں یہ ذکر ہے کہ رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حالت سفر میں بھی قربانی دی ہے۔ جیسا کہ روایات گزر چکی ہیں اور بعض روایات میں یہ بات بھی موجود ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حالت سفر میں قربانی نہیں کرتے تھے۔

(مصنف عبدالرزاق ج ۴ ص ۳۸۳، نصب الرایۃ ج ۴ ص ۲۱۱)

ان روایات کی تطبیق یوں کی جاسکتی ہے کہ مسافر پر قربانی واجب نہیں، لیکن اگر کرلے تو ثواب پائے گا۔

نوٹ: قربانی صرف مرد پر ضروری نہیں اگر عورت طاقت، وسعت اور دولت رکھتی

ہے تو قربانی کا حکم اس پر بھی عائد ہوگا۔ لہٰذا وہ الگ سے قربانی کرے گی۔

قربانی، صرف جانور کا خون بہانے سے ادا ہوگی

قربانی کے متعلق یہ بات لازم ہے کہ عید الاضحیٰ کے موقع پر قربانی صرف اسی صورت میں ادا ہوگی کہ جانور خدا کے نام پر ذبح کیا جائے، اگر کوئی آدمی جانور خریدنے کی بجائے اتنی رقم غریبوں کی امداد، جہاد اور رفاہی امور کے لئے کسی کو دے دیتا ہے تو اس کی قربانی قطعاً ادا نہیں ہوگی۔ کیونکہ یہ تعلیمات نبوی علی صاحبہا الصلوٰات والتسلیمات کے سراسر خلاف ہے۔

ظ......آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

دسویں ذوالحجہ کو ابن آدم (مسلمان) کا کوئی عمل اللہ کے نزدیک خون بہانے (قربانی) سے زیادہ پیارا نہیں۔

(ترمذی ج ا ص ۱۸۰، ابن ماجہ ص ۲۳۳، مشکوٰۃ ص ۱۲۸، المستدرک ج ۲ ص ۲۲۲)

ظ......دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

عید قربان کے دن جو رقم قربانی کے لیے خرچ کی جاتی ہے اس سے زیادہ کوئی رقم اللہ کو محبوب نہیں۔ (مجمع الزوائد ج ۴ ص ۲۰، الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۱۵۵)

ظ......ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا ہے:

عید کے دن سب سے پہلا کام جو ہم انجام دیں گے وہ نماز کے بعد قربانی ہے، جس نے نماز کے بعد قربانی کی اس نے ہماری سنت کو پالیا۔

(بخاری ج ۲ ص ۸۳۲، مسلم ج ۲ ص ۱۵۴، مشکوٰۃ ص ۱۲۶)

اگر بعض نادانوں کے بقول جانوروں کو ذبح کرنا ظلم وستم اور جان تلفی ونسل کشی ہوتا تو محبوب جہاں، رحمت عالمیاں، چارہ گر بیکساں حضرت محمد مصطفی ﷺ کبھی یہ عمل نہ کرتے آپ ﷺ کا اس عمل کو دائمی اپنانا اور اس کا حکم دینا اس بات پر واضح دلیل ہے کہ جانوروں کو ذبح کرنا ہی قربانی ہے اور یہ عمل ظلم وستم اور جان تلفی اور فضول خرچی کے زمرے میں ہرگز نہیں آتا۔

قربانی ایک اسلامی یادگار ہے

ہر قوم کے کچھ شعار اور کچھ علامات ہوتی ہیں، ان کی اہمیت وضرورت کے پیش نظر سالہا سال گزر جانے کے باوجود انہیں برقرار وسلامت رکھا جاتا ہے، اس وقت اس یادگار پر خرچ ہونے والی رقم کو نہیں دیکھا جاتا، مثلاً ہمارے ملک پاکستان کے سرکاری مراکز اور تعلیمی اداروں پر جو لاکھوں کی تعداد میں جھنڈے لہرائے جاتے ہیں، علاوہ ازیں ملکی، ملی اور تاریخی یادگاروں پر استعمال ہونے والی دولت ہرگز ضائع نہیں، تو اسلامی دینی اور ایمانی یادگاروں پر خرچ ہونی والی دولت بھی قطعاً فضول وبیکار نہیں بلکہ اللہ کی خوشنودی، حضور ﷺ کی تابعداری اور دونوں جہاں میں سرخروئی کا باعث ہے۔

قربانی نسل کشی نہیں

قربانی موت نہیں، بلکہ ایک حیات ابدی کا نام ہے۔ قربانی دینے والے

مرتے نہیں، بلکہ ایک لاشعوری حیات سے سرفراز ہو جاتے ہیں۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ جانور ذبح کرنے سے نسل ختم ہو جاتی ہے تو یہ مفروضہ بھی مبنی بر نادانی ہے کیونکہ عام مشاہدہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ قربانی دینے کے علاوہ سارا سال حلال گوشت کی غرض سے جانوروں کے ذبح ہونے کے باوجود آج تک قربانی کے جانوروں میں کمی واقع نہیں ہوئی بلکہ قدرتی طور پر دن بدن اضافہ ہی ہوتا جا رہا ہے۔

قربانی صرف مکہ سے خاص نہیں

قرآن اور حدیث سے یہ بات واضح ہے کہ قربانی صرف مکہ مکرمہ سے خاص نہیں مسلمان جس خطے اور جس علاقے میں بھی ہوں انہیں قربانی کا فریضہ ادا کرنا چاہیئے، کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: فصل لربک وانحر (الکوثر، ۲) ''اپنے رب کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کر'' یہ حکم صرف حضور اکرم ﷺ کو نہیں بلکہ تمام مسلمانوں کے لئے عام ہے اس صریح حکم میں تاویل کی گنجائش نہیں ہے۔ مذکورہ بالا آیت میں نہ تو قربانی کو مکہ مکرمہ سے مقید کیا گیا ہے اور نہ حاجی سے خاص کیا گیا ہے۔

اسی طرح احادیث مبارکہ میں یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور دیگر علاقوں میں بھی قربانی فرمائی ہے چند احادیث ملاحظہ ہوں!

ظ......سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

بے شک نبی کریم ﷺ مدینہ طیبہ میں کبھی اونٹوں کی قربانی فرماتے اور جب اونٹ نہ ملتے تو مینڈھے قربانی فرماتے۔ (سنن کبریٰ ج ۹ ص ۲۷۲)

ظ......حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

ضحی بالمدینۃ بکبشین اقرنین املحین

(ابوداؤد ج ۲ ص ۳۰ واللفظ لہ، بخاری ج ۱ ص ۲۳۱)

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں دو سینگوں والے چتکبرے مینڈھے قربانی کئے۔

ظ......حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو رزیق (انصار مدینہ کا ایک قبیلہ) کی گلی کے کنارے پر اپنے ہاتھ سے چھری کے ساتھ قربانی فرمائی۔ (ابن ماجہ ص ۲۳۵)

ظ......حضرت کلیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک وفد فارس کے علاقہ میں کفار سے جنگ لڑ رہا تھا کہ قربانی کے دن آ گئے ہمیں پریشانی لاحق ہوئی کیونکہ ہمیں سال بھر کی بکریاں دستیاب نہ ہو سکیں، تو حضرت مجاشع بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پریشان ہونے کی ضرورت نہیں اگر بکریاں نہیں ملتیں تو کیا حرج؟ میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ چھ ماہ سے زائد عمر کے مینڈھا کی قربانی بھی جائز ہے، لہٰذا اس کی قربانی کرلو! (المستدرک ج ۴ ص ۲۲۶، نسائی ج ۲ ص ۲۰۳، سنن کبریٰ ج ۹ ص ۲۷۰، ابن ماجہ ص ۲۳۴ ماخوذ)

ذبح کے آداب

ذبح کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ مسلمان، عاقل اور بالغ ہوا، اگر بچہ سمجھ دار ہو تو وہ بھی ذبح کرسکتا ہے۔ اگر قربانی دینے والا ذبح کے طریقے کو بخوبی جانتا ہو تو خود ذبح کرے، ورنہ کسی متقی، پرہیزگار اور نیک سیرت آدمی سے ذبح کرائے، اور قربانی

دینے والا آدمی، جانور کے قریب کھڑا ہو کیونکہ حضور اکرم ﷺ خود اپنے دست مبارک سے اپنی قربانی ذبح فرمایا کرتے تھے اور جب آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی قربانی کو ذبح کرنے کا ارادہ فرمایا تو انہیں حکم دیا کہ وہ اپنی قربانی کے قریب کھڑی ہو جائیں ۔ جانور کو بھوکا پیاسا ذبح نہ کریں، چھری وغیرہ کو اچھی طرح تیز کر لیا جائے تاکہ جانور کی رگیں آسانی سے کٹ جائیں، جیسا کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب جانور ذبح کرنے لگو تو چھری اور ذبح کے آلہ کو اچھی طرح تیز کر لو اور اپنے ذبیحہ کو آرام پہنچاؤ۔

(مسلم ج ۲ ص ۱۵۲، ابوداؤد ج ۲ ص ۳۳، ابن ماجہ ص ۲۳۶، نسائی ج ۲ ص ۲۰۶، مشکوٰۃ ص ۳۵۷)

اور یہ احتیاط ملحوظ خاطر رکھی جائے کہ جانور کو لٹانے سے پہلے چھری کو تیز کیا جائے۔ ایک آدمی بکری کو لٹا کر چھری تیز کرنے لگا تو حضور اکرم ﷺ نے اسے سختی سے ڈانٹا کہ اس بے چاری کو کتنی موتیں دے گا؟ جانور لٹانے سے پہلے چھری تیز کیا کرو۔

(المستدرک ج ۴ ص ۲۳۱، مجمع الزوائد ج ۴ ص ۳۳)

حدیث میں چھری تیز کرنے اور اسے جانور سے چھپانے کا حکم ہے۔

(ابن ماجہ ص ۲۳۶، سنن کبریٰ ج ۹ ص ۲۸۰، مسند احمد ج ۲ ص ۱۰۸)

کیا عورت ذبح کر سکتی ہے؟

اگر عورت ذبح کے طریقہ کو بخوبی جانتی ہو تو وہ جانور ذبح کر سکتی ہے۔

ایک عورت نے بکری ذبح کی تو رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے

فرمایا: کوئی حرج نہیں۔ اسے کھالو۔ (مؤطا امام مالک ص ۴۸۹، بخاری ج ۲ ص ۸۲۷)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اپنی صاحبزادیوں کو حکم دیا کہ وہ خود جانور ذبح کیا کریں۔ (بخاری ج ۲ ص ۸۳۴)

فقیہ اعظم مولانا نور اللہ بصیر پوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

عورت ایمان دار باقاعدہ ذبح کرے تو جائز ہے۔ (فتاویٰ نوریہ ج ۳ ص ۴۰۸)

جانور کہاں ذبح کریں؟

قربانی کے لیے کوئی مخصوص مقام نہیں ہے۔ عیدگاہ کے قریب کریں یا گھر، گلی اور حویلی میں، ہر طرح درست ہے...... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

کان رسول اللہ ﷺ یذبح وینحر بالمصلی

(بخاری ج ۲ ص ۸۳۳ واللفظ لہ، ابوداؤد ج ۲ ص ۳۲، مشکوٰۃ ص ۱۲۷، نسائی ج ۲ ص ۲۰۲)

یعنی رسول کریم ﷺ عیدگاہ میں جانور کو ذبح اور نحر فرماتے تھے۔

ظ...... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی عیدگاہ میں قربانی کیا کرتے تھے۔

(بخاری ج ۲ ص ۸۳۳، ابوداؤد ج ۲ ص ۳۲)

سابقہ روایات میں موجود ہے کہ آپ نے اپنے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر بھی جانور ذبح فرمایا (المستدرک ج ۴ ص ۲۲۲، سنن کبریٰ ج ۹ ص ۲۸۳) اور مدینہ منورہ کے بنو زریق محلہ کی ایک گلی کے کونے پر بھی۔ (ابن ماجہ ص ۲۳۵)

ذبح کا طریقہ

مذکورہ بالا آداب کے بجالانے کے بعد جانور کو پکڑیں اور بائیں پہلو پر لٹا کر اسے قبلہ رخ کرلیں۔ اپنا دایاں پاؤں اس کے پہلو پر رکھ کر جلدی سے اس کے گلے کی رگیں کاٹ دیں۔ مندرجہ ذیل چار رگوں کا کٹنا ضروری ہے۔

حلقوم......وہ رگ جس کے ذریعے سانس آتا جاتا ہے۔

مری......وہ رگ جس کے ذریعے خوراک اندر جاتی ہے۔

ود، جان......گردن کے اردگرد خون کی دو رگیں۔

جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

الذکاۃ ما بین اللّبۃ واللحیتین (دار قطنی ص ۵۴۴)

دو جبڑوں اور سینہ کے بالائی حصہ کی درمیانی جگہ کا کاٹنا ذبح ہے۔

مستحب یہ ہے کہ گائے، بکری، دنبہ اور مینڈھا وغیرہ ذبح کیا جائے اور اونٹ کو کھڑا کر کے نحر کیا جائے۔

ذبح کے وقت کی دعا

انی وجھت وجھی للذی فطر السمٰوٰت والارض علی ملۃ ابراھیم حنیفا وما انا من المشرکین ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین لا شریک لہ وبذالک امرت وانا من المسلمین اللھم منک ولک (عنی او عن فلاں) پھر اسے بسم اللہ واللہ اکبر پڑھ کر ذبح کردیں۔

کھال کب اتاریں؟

جب جانور کی حرکت رک جائے اور سانس کا سلسلہ ختم ہو جائے تب اس کی کھال کو اتارا جائے۔اس سے پہلے کھال ہرگز نہ اتاریں۔۔۔کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے جانور کا سانس بند ہونے سے پہلے اس کی کھال اتارنے اور اس گوشت بنانے سے منع فرمایا ہے۔

(نصب الرایہ ج ۴ ص ۱۸۹، ابوداؤد ج ۲ ص ۳۴)

بخاری ج ۲ ص ۸۲۸ پر بھی اس کے متعلق رہنمائی موجود ہے۔

ظ......قربانی کا جانور، ذبح سے قبل یا ذبح کے وقت بچہ جن دے تو اسے بھی ذبح کر دیا جائے۔اس بچے کا گوشت استعمال کرنا بالکل درست اور صحیح ہے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کا یہی فتویٰ ہے۔

ابوداؤد ج ۲ ص ۳۴، ۳۵، مشکوٰۃ ۳۵۸، ابن ماجہ ص ۲۳۸، مستدرک ج ۴ ص ۱۱۴)

گوشت کی تقسیم

جب گوشت تقسیم کیا جائے تو اس میں اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ اونٹ اور گائے میں جو سات افراد شریک ہیں وہ ان کے گوشت کو سات حصوں میں برابر تقسیم کریں......بہتر یہ ہے کہ ترازو وغیرہ سے وزن کر کے شرکاء میں بانٹ لیں۔

بھیڑ، بکری یا دنبہ کی قربانی دینے والے، اور گائے یا اونٹ سے اپنا حصہ لینے والے کو مکمل اختیار ہے کہ اگر اس کے اہل عیال زیادہ ہیں تو وہ سارا گوشت گھر بھی رکھ سکتا ہے۔لیکن مستحب یہ ہے کہ گوشت کے تین حصے کر لیے جائیں، ایک حصہ گھر والوں کے

لیے، دوسرا حصہ دوست واحباب کو بھیج دیا جائے اور ایک حصہ غرباء و مساکین میں تقسیم کردیا جائے۔

قربانی کا گوشت خود کھانا

ارشاد باری تعالیٰ ہے: فکلوا منھا واطعموا القانع والمعتر (الحج، ۳۶)

(قربانی کے جانوروں کا گوشت) خود بھی کھاؤ فقیروں اور مانگنے والوں کو بھی کھلاؤ۔

ظ......امام مالک فرماتے ہیں: معتر سے مراد زائر یعنی سوال کے لیے آنے والا ہے۔ اور قانع، ضرورت مند ہوتا ہے۔ (مؤطا امام مالک ص ۴۹۳)

اس آیت سے جہاں یہ واضح ہوگیا کہ قربانی کا گوشت غریبوں اور فقیروں کو بھی کھلانا چاہیئے وہاں یہ بھی واضح ہوا کہ قربانی کرنے والا آدمی خود بھی اپنی قربانی کا گوشت کھا سکتا ہے۔

ظ......حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے (دوران سفر) ایک قربانی فرمائی تو مجھے اس کا گوشت بنانے کا حکم فرمایا۔ میں مدینہ منورہ واپس آنے تک وہ گوشت آپ کو کھلاتا رہا۔

(مسلم ج ۲ ص ۱۵۰، ابوداؤد ج ۲ ص ۳۳)

ظ......اسی طرح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں:

مدینہ منورہ میں ہم لوگ قربانی کے گوشت کو نمک لگا کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا کرتے، تو آپ ﷺ سے تناول فرماتے تھے۔ (بخاری ج ۲ ص ۸۳۵)

ظ......حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ کے حکم کے مطابق میں نے ہر اونٹ کا تھوڑا حصہ لیا، اسے ہنڈیا میں پکا کر آپ کی بارگاہ میں پیش کیا تو اسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور حضور اکرم ﷺ نے مل کر کھایا اور شوربے کا ذائقہ پسند کیا۔ (ابن ماجہ ص ۲۳۵)

جانور کی کھال اور دیگر اشیاء کا حکم

قربانی کے جانور کی کسی چیز کو ہرگز بیچا نہ جائے۔ اگر کوئی چیز غلطی سے بیچ دی گئی ہو تو اس کی قیمت کو اپنے پاس نہ رکھیں بلکہ غریبوں کو صدقہ کر دیں۔ اگر اس کے بال کٹوائے جائیں تو انہیں بھی فروخت نہ کریں، اسی طرح اس کی جل، لگام اور گلے میں ڈالا ہوا پٹہ، پاؤں میں ڈالے ہوئے گنگھرو اور دیگر تمام اشیاء کو صدقہ کر دیں۔ جانور کی کھال بھی صدقہ کر دی جائے۔

ظ...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من باع جلد اضحیتہ فلا اضحیۃ لہ

(سنن کبریٰ ج ۹ ص ۲۹۴، نصب الرایہ ج ۴ ص ۲۱۸، مستدرک ج ۲ ص ۳۸۹)

جس نے اپنی قربانی کی کھال کو بیچا اس کی قربانی نہیں ہوگی۔

ظ...... حضور اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا تھا کہ جانور کی کھالیں اور لگام وغیرہ صدقہ کرو۔ (بخاری ج ۱ ص ۲۳۱، ۲۳۰، نصب الرأیہ ج ۴ ص ۲۱۹، ابن ماجہ ص ۲۳۵)

ظ...... قربانی کے جانور کی کوئی چیز بھی فروخت نہ کی جائے (سنن کبریٰ بیہقی ج ۹ ص ۲۹۴)

فقہاء کے نزدیک قربانی کے گوشت اور کھال کا ایک ہی حکم ہے۔

ظ...... صاحب ہدایہ امام مرغینانی رقمطراز ہیں:

واللحم بمنزلة الجلد فی الصحیح (ہدایہ ج ۴ ص ۴۴۹)

اور (قربانی کا) گوشت کھال کے در حکم میں ہے۔

صحیح مسلک کے مطابق جس طرح گوشت غریب، مسکین اور امیر کبیر آدمی کو دیا جا سکتا ہے یونہی جانور کی کھال بھی غریبوں کی طرح امیروں کو بھی دی جا سکتی ہے۔ مسجد میں بھی قربانی کی کھال دینا جائز ہے۔

ظ...... اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

جلد براہ راست صرف کی جا سکتی ہے...... اور اگر مسجد و مدرسہ میں دینے کے لیے داموں کو فروخت کی تو دام بھی براہ راست صرف کیے جا سکتے ہیں۔

(عرفان شریعت ج ۲ ص ۱۶)

ظ...... بہار شریعت ج ۱۵ ص ۱۴۸ میں ہے:

قربانی کا چمڑا اپنے کام میں بھی لایا جا سکتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ کسی نیک کام کے لیے دے مثلاً مسجد یا دینی مدرسہ کو دیدے۔

ظ...... فتاویٰ مظہری ص ۱۵۸ میں ہے:

قربانی کی کھالیں...... مسجد کی ضروریات میں صرف کر سکتے ہیں۔

ظ...... فتاویٰ نوریہ ج ۳ ص ۳۸۸ قربانی کی کھال مسجد پر جائز ہے۔

ظ...... فتاوی نعیمیہ ج ۱ ص ۴۹۳ میں ہے:

قربانی کی کھال فروخت کرنے سے پہلے بوجہ نفلی صدقہ ہر طرح مستعمل ہو سکتی ہے خواہ بعینہ کھال استعمال کی جائے یا کسی غیر مستہلک منفعت والی چیز کے

بدلے سے اور خواہ قربانی والا اپنے مصرف میں لائے۔ یا کوئی بھی امیر یا غریب یا مسجد یا ادارے میں استعمال ہو۔ مثلاً کھال کے بدلے کوئی کپڑا، اینٹ لکڑی وغیرہ لے لی جائے اس کو گھر میں برتو یا مسجد وغیرہ میں شرعاً بالکل جائز ہے۔ (از مفتی محمد اقتدار خاں نعیمی)

مزید تفصیل شرح صحیح مسلم ج ۶ ص ۱۵۴ پر ملاحظہ ہو!

اور امام مسجد و خطیب کو بھی بطور ہدیہ دی جا سکتی ہے بطور اجرت یا تنخواہ کے نہیں۔ اگر اجرت یا تنخواہ کے طور پر دی جائے گی تو قربانی نہ ہوگی۔

ظ...... جانور کی کھال ذبح کرنے والے شخص کو ذبح کی اجرت کے طور پر ہر گز نہ دیں۔

ظ...... حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

قربانی کی کھال کو نہ بیچو اور ذبح کرنے والے آدمی کو کھال اجرت میں نہ دو!۔

ظ...... حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم جس آدمی سے ذبح کراتے تھے اسے اپنی طرف سے اجرت الگ دیتے تھے۔ (نصب الرایہ ج ۴ ص ۲۱۹)

گوشت ذخیرہ کرنا

بہتر تو یہی ہے کہ قربانی کا گوشت جمع نہ کیا جائیے بلکہ دوست واحباب اور غرباء میں تقسیم کر دیا جائے، لیکن اگر کوئی شخص اپنے اہل وعیال کے لیے کے لیے گوشت جمع کرنا چاہے، تو شرعی لحاظ سے وہ گوشت ذخیرہ کر سکتا ہے۔ ابتداء میں حضور اکرم ﷺ نے تین دن سے زائد دنوں تک گوشت رکھنے سے منع فرمایا تھا اور آئندہ سال اجازت فرما دی کہ اگر کوئی مسلمان تین دن سے زائد دنوں تک گوشت جمع کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔۔۔ ملاحظہ ہو!

ظ......حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ تین دن کے بعد گوشت نہیں کھا سکتے ،اس کے بعد دوسرے سال فرمایا اپنی قربانیوں کا گوشت کھا بھی سکتے ہو ،جمع بھی کر سکتے ہو اور ذخیرہ بھی بنا سکتے ہو۔(مسلم ج ۲ ص ۱۵۸، مستدرک ج ۴ ص ۲۳۲)

ظ......حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول پاک ﷺ نے مدینہ منورہ کے باشندوں کو ارشاد فرمایا: اے اہل مدینہ! تین دن کے بعد گوشت نہ کھایا کرو۔ تو انہوں نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا: حضور! ہمارے اہل وعیال ہیں، خادم اور تعلق دار ہیں (ہمیں تین دن سے زیادہ کی اجازت مل جائے) تو آپ نے فرمایا: کلوا واطعموا واحسبوا وادخروا (مسلم ج ۲ ص ۱۵۹، مستدرک ج ۴ ص ۲۳۲)

کھاؤ، کھلاؤ، جمع کرو، ذخیرہ بناؤ (تمہیں اجازت ہے)

ظ......اسی طرح حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت سلمہ بن اکوع اور حضرت نبیشہ ھزلی رضی اللہ عنہم سے مروی روایات کا مفہوم بھی یہی ہے کہ جب رسول اکرم ﷺ کی طرف سے تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے پر پابندی عائد ہوئی تو اگلے سال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! پچھلے سال والی پابندی اس سال بھی قائم ہے یا نہیں؟ تو آپ نے فرمایا: اس سال لوگوں کو گوشت کی تنگی تھی اب فراخی اور وسعت پیدا ہو چکی ہے لہٰذا اب وہ پابندی اٹھا لی گئی ہے، تمہیں اجازت ہے قربانی کا گوشت کھاؤ، کھلاؤ اور ذخیرہ بھی بنا سکتے ہو۔

(بخاری ج ۲ ص ۸۳۵، مسلم ج ۲ ص ۱۵۹، ابوداؤد ج ۲ ص ۳۲، ۳۳، ابن ماجہ ص ۲۳۵)

ظ......متعدد صحابہ کرام سے بھی اسی مفہوم کی روایات ملتی ہیں۔ (ترمذی ج ۱ ص ۱۸۲)

پورے گھر کی طرف سے اجتماعی قربانی

اگر خاندان کا سربراہ ایک ہو، سب کا مال و دولت ایک آدمی کے ہاتھ ہو، اور سب کا خزانہ اکٹھا ہو تو گھر کے سربراہ پر قربانی کرنا واجب ہے۔ اگر علیحدہ علیحدہ خزانہ ہو گا تو پھر ہر ایک پر الگ الگ قربانی ضروری ہوگی۔ اور اگر اہل خانہ صاحب نصاب نہیں ہیں تو پھر ایک قربانی تمام اہل خانہ کی طرف سے بھی ہو سکتی ہے۔

ظ......حضرت ابو سریحہ بیان کرتے ہیں:

کان اہل البیت یضحون بالشاۃ والشاتین......الحدیث

(ابن ماجہ ص ۲۳۴)

ایک گھر والے ایک بکری اور دو بکریاں بھی قربانی کر لیا کرتے تھے۔

ظ......اور حضرت عطاء بن یسار نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا:

کیف کانت الضحایا فیکم علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ قال کان الرجل فی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم یضحی بالشاۃ عنہ وعن اہل بیتہ فیا کلون ویطعمون (ابن ماجہ ص ۲۳۴)

عہد نبوی میں تمہارے درمیان قربانیوں کا طریقہ کیا تھا؟ تو انہوں نے بتایا کہ دور نبوت میں آدمی اپنی طرف سے اور اپنے اہل خانہ کی طرف سے بکری ذبح کیا کرتا تھا، تو وہ اسے کھاتے پیتے تھے۔

میت کی طرف سے قربانی

گزشتہ احادیث مبارکہ سے واضح ہوا کہ قربانی کے ثواب میں فوت شدگان کو شامل کرنے کا طریقہ درج ذیل ہیں:

جانور خرید کر اپنے کسی بھی فوت شدہ رشتہ دار کی طرف سے قربانی کی جائے اور اس کا ثواب مرنے والے کو پہنچا دیا جائے۔ اگر جانور پر کسی فوت شدہ بزرگ، عزیز اور رشتہ دار کا نام ذکر کیا جائے تو اس سے جانور حرام نہیں ہوتا۔ اگر غیر اللہ کا نام آجانے سے جانور حرام ہو جاتا تو حضور اکرم ﷺ قربانی کے جانوروں پر اپنا، اپنی آل اور اپنی امت کا نام ہرگز نہ لیتے۔۔۔

یاد رہے یہ طریقہ تب اپنایا جائے گا جب آدمی پہلے اپنی طرف سے جانور قربانی کرے اس کے بعد اگر وسعت اور طاقت ہو تو پھر کسی بھی بزرگ یا رشتہ دار کی طرف سے قربانی کی جاسکتی ہے، ورنہ نہیں۔

یہ بھی ذہن نشین رہے کہ اگر میت نے قربانی کی وصیت کی ہو تو پھر قربانی کا سارا گوشت فقرا میں تقسیم کرنا ضروری ہے، ورنہ خود بھی استعمال کرسکتے ہیں۔

(ترمذی ج ۱ ص ۱۸۱)

اشیاء خورد ونوش پر تلاوت

حضور اکرم ﷺ نے قربانی کے جانور پر آیات قرآنیہ کی تلاوت بھی فرمائی ہے مثلاً: انی وجهت وجهی للذی۔۔۔ الخ اور ان صلوٰتی ونسکی۔۔۔ الخ وغیرہ۔

جس سے واضح ہوا کہ کھانے والی اشیاء پر قرآن کی تلاوت کرنا برکت کا سبب ہے۔ اس کی مخالفت کرنا سراسر نادانی ہے۔

حرف آخر

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو خلوص، پیار اور محبت وعقیدت سے قرآن وسنت کی روشنی میں قربانی جیسا مبارک عمل سرانجام دینے کی توفیق عنائت فرمائے اور اپنے محبوب، طالب ومطلوب، رسول مکرم ﷺ کے طفیل تمام مسلمانوں کی قربانیوں کو شرف قبولیت سے نوازے!۔۔۔ اللھم آمین۔۔۔

بحق سید المرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم

ظظظظظ



ضمیمہ

اہلسنّت کے مقابلہ میں چوتھے دن قربانی کرنے والوں کے لیے دعوت فکر

قربانی کے صرف تین دن

چوتھے دن قربانی کی کوئی صحیح حدیث نہیں ہے۔

وہابی ''علماء و محققین کا واشگاف اعلان

قربانی کے تین دن ہیں

از غلام مصطفی ظہیر امن پوری

سوال:۱......حدیث کل ایام التشریق ذبح بلحاظِ سند کیسی ہے؟

جواب......یہ حدیث جمیع سندوں کے ساتھ ''ضعیف'' ہے۔

۱......اس کو ابو نصر التمار عبد الملک بن عبد العزیز القشیری نے سعید بن عبد العزیز عن سلیمان بن موسی عن عبد الرحمٰن بن أبی حسین عن جبیر بن مطعم کی

سند سے مرفوع روایت کیا ہے: وفی کل ایام التشریق ذبح۔ ''ایا تشریق (۱۱، ۱۲، ۱۳ ذوالحجہ) کا ہر دن قربانی کا دن ہے''۔ (مسند البزار (کشف الاستار: ۱۱۲۶) الکامل لابن عدی: ۳/۲۶۹، نسخہ اخری: ۳/۱۱۱۸، واللفظ لہ، السنن الکبریٰ للبیہقی: ۲۹۶، ۹/۲۹۵، المحلی لابن حزم: ۷/۲۷۲)

اسکو امام ابن حبان (۳۸۵۴) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

تبصرہ: یہ سند انقطاع کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: وفی اسنادہ انقطاع، فانہ من روایۃ عبداللہ (والصّواب عبدالرحمٰن) ابن ابی حسین عن جبیر بن مطعم، ولم یلقہ۔ ''اس کی سند میں انقطاع ہے، یہ عبدالرحمن بن ابی حسین کی روایت ہے، وہ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے نہیں ملے''۔ (التلخیص الحبیر: ۲/۲۵۵)

عبدالرحمن بن ابی حسین النوفلی ''مجہول الحال'' ہے، امام ابن حبان رحمہ اللہ کے علاوہ کسی نے اس کی توثیق بیان نہیں کی۔

۲......اس روایت کو ابوالم□یر ہ عبدالقدوس بن الحجاج الحمصی (اور ابوالیمان الحکم بن نافع الحمصی مسند احمد: ۴/۸۲، بیہقی: ۹/۲۹۵) نے سعید عن سلیمان بن موسیٰ عن جبیر بن مطعم کی سند سے روایت کیا ہے۔

(مسند الامام احمد ۴/۸۲، السنن الکبریٰ للبیہقی: ۹/۲۹۵، ۵/۲۳۹)

تبصرہ: اس کی سند بھی انقطاع کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے، امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ھذا ھو الصحیح، وھو مرسل۔ ''یہی صحیح ہے، لیکن یہ مرسل ہے''۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: هكذا رواه احمد ،وهو منقطع، فان سليمان بن موسى الأشدق لم يدرك جبير بن مطعم۔ ''امام احمد نے اس حدیث کو اسی طرح بیان کیا ہے، اور یہ منقطع ہے، کیونکہ سلیمان بن موسیٰ الاشدق نے سیدنا جبیر بن مطعم کا زمانہ نہیں پایا''۔(نصب الرایۃ للزیلعی: ۳/۶۱)

۳......حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اخرجه أحمد لكن فى سنده انقطاع ووصله الدار قطني ورجاله ثقات۔ ''اس کو امام احمد نے روایت کیا ہے، لیکن اس کی سند میں انقطاع ہے، اس کو دارقطنی (۴/۲۸۴،ح: ۴۷۱۱۔۴۷۱۲) نے موصول ذکر کیا ہے، اس کے راوی ثقہ ہیں''۔(فتح الباری: ۱۰/۸)

تبصرہ: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا یہ دعویٰ کہ امام دارقطنی رحمۃ اللہ اس کو موصول کیا ہے، محل نظر ہے، سوید بن عبدالعزیز کا سعید بن عبدالعزیز التنوخی سے سماع مطلوب ہے۔

نیز حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا یہ کہنا کہ اس کے راوی ثقہ ہیں، بالکل صحیح نہیں، خود حافظ ابن حجر نے اس راوی سوید بن عبدالعزیز کو ''ضعیف'' قرار دیا ہے''۔

(تقریب التہذیب: ۲۶۹۲،لسان المیزان: ۴/۳،فتح الباری: ۱/۵۷۲)

حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ضعفه احمد وجمهور الائمة ووثقه دحيم۔ ''اس کو امام احمد اور جمہور ائمہ نے ضعیف اور امام دحیم نے ثقہ کہا ہے''۔

(مجمع الزوائد: ۳/۱۴۸،۷/۸۹)

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وهذا غير قوى لأن راويه سويد۔ ''یہ سند قوی نہیں ہے، کیونکہ اس کا راوی سوید (بن عبدالعزیز) ہے''۔(السنن الکبریٰ للبیقی: ۹/۲۳۹

)

۴......عمروبن أبی سلمه التنیسی عن حفص بن غیلان عن سلیمان بن موسی أن عمرو بن دینار حدثه عن جبیر بن مطعم رفعه: کل ایام التشریق ذبح۔

یہ سند "ضعیف" ہے، اس کا راوی احمد بن عیسیٰ الخشاب مجروح ہے، امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لیس بالقویّ۔ "یہ قوی نہیں ہے"۔ (سوالات السملی: ٦٢)

ابن طاہر کہتے ہیں: کذّاب یضع الحدیث۔ "پرلے درجے کا جھوٹا راوی ہے اور حدیثیں گھڑتا ہے"۔ (لسان المیزان: ۱/۲۴۰)

امام ابن حبان فرماتے ہیں: "یہ مشہور راویوں کی طرف منکر روایتیں منسوب کر کے بیان کرتا ہے اور ثقہ راویوں کی طرف مقلوبات منسوب کر کے بیان کرتا ہے، یہ منفرد ہو تو ناقابل حجت ہے"۔ (المجروحین ۱/۱۴۶)

امام ابن یونس کہتے ہیں: وکان مضطرب الحدیث جدّا۔

"اسکی حدیث سخت مضطرب ہوتی ہے"۔ (لسان المیزان لابن حجر: ۱/۲۴۰)

اس پر توثیق کا ایک حرف بھی ثابت نہیں ہے۔

۵......سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ایام التشریق کلھا ذبح "ایام تشریق سارے کے سارے قربانی کے دن ہیں"

(الکامل لابن عدی: ٦/۴۰۰)

تبصرہ: یہ سند سخت ترین ''ضعیف'' ہے، اس کا راوی معاویہ بن یحیٰی الصدفی جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' ہے، حافظ ہیثمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: وضعفہ الجمہور۔ ''جمہور نے اس کو ضعیف کہا ہے''۔ (مجمع الزوائد للھیثمی: ۳/۸۵)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ ''ضعیف'' ہے۔ (تقریب التہذیب: ۶۷۷۲)

اس میں امام زہری رحمہ اللہ کی ''تدلیس'' ہے، پھر امام زہری نے اسے ''مرسل'' بھی بیان کیا ہے۔

الحاصل: حدیث کل ایام التشریق ذبح (ایام تشریق سارے کے سارے قربانی کے دن ہیں) جمیع سندوں کے ساتھ ''ضعیف'' ہے۔ راجح قول یہ ہے کہ قربانی کے تین دن ہیں۔ (ماہنامہ السنۃ جہلم شمارہ نمبر ۱۴، ص ۲۹، تا، ۳۱ دسمبر ۲۰۰۹ئ)

ظظظظظ

اس مسئلہ پر زبیر علی زئی کے تینوں مضمون درج ذیل ہیں۔

(1) قربانی کے تین دن ہیں

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ ...... محترم الشیخ صاحب! میرے اس خط اور میرے مندرجہ ذیل سوال کو ماہنامہ ''الحدیث'' میں شائع کریں۔ سوال یہ ہے کہ کیا چوتھے دن قربانی کرنا قرآن وحدیث سے ثابت ہے؟ میں نے بعض علماء سے سنا ہے کہ چوتھے دن قربانی کرنے والی جو احادیث ہیں وہ ضعیف ہیں اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے صحیح سند

کے ساتھ ثابت ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ قربانی تین دن ہے۔اس سلسلے میں ہفت روزہ اہل حدیث میں فضیلۃ الشیخ عبدالستار حماد حفظہ اللہ نے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ قربانی چار دن ہے ان کے دلائل درج ذیل ہیں:

فضیلۃ الشیخ نے لکھا ہے کہ ''قربانی، عید کے بعد تین دن تک کی جا سکتی ہے، عید دسویں (١٠) ذوالحجہ کو ہوتی ہے، اس کے بعد تین دنوں کو ایام تشریق کہتے ہیں۔ایام تشریق کو ذبح کے دن قرار دیا گیا ہے چنانچہ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمام ایام تشریق ذبح کے دن ہیں (مسند امام احمد ص ٨٢ ج ٤) اگرچہ اس روایت کے متعلق کہا جاتا ہے کہ منقطع ہے لیکن امام ابن حبان اور امام بیہقی نے اسے موصول بیان کیا ہے اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔(صحیح الجامع الصغیر: ٤٥٣٧)

بعض فقہاء نے عید کے بعد صرف دو دن تک قربانی کی اجازت دی ہے ان کی دلیل درج ذیل امر ہے:

قربانی یوم الاضحیٰ کے بعد دو دن تک ہے (بیہقی ص ٢٩٧ ج ٩) لیکن یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اپنا قول ہے، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرفوع حدیث کے مقابلہ میں پیش نہیں کیا جا سکتا لہٰذا قابل حجت نہیں۔علامہ شوکانی نے اس کے متعلق پانچ مذاہب ذکر کئے ہیں پھر اپنا فیصلہ بایں الفاظ لکھا ہے: ''تمام ایام تشریق ذبح کے دن ہیں اور وہ یوم النحر کے بعد تین دن ہیں''۔(نیل الاوطار ص ١٢٥ ج ٥)

واضح رہے پہلے دن قربانی کرنا زیادہ فضیلت کا باعث ہے کیونکہ رسول اللہ

ﷺ اسی پر عمل پیرا رہے ہیں لہٰذا بلاوجہ قربانی دیر سے نہ کی جائے اگرچہ بعض حضرات کا خیال ہے کہ غرباء مساکین کو فائدہ پہنچانے کے لیے تاخیر کرنا افضل ہے لیکن یہ محض ایک خیال ہے جس کی کوئی منقول دلیل نہیں ہے۔ نیز اگر کسی نے تیرہ (۱۳) ذوالحجہ کو قربانی کرنا ہوتو غروب آفتاب سے پہلے پہلے قربانی کردے کیونکہ غروب آفتاب کے بعد اگلا دن شروع ہوجاتا ہے

(ہفت روزہ اہل حدیث جلد ۳۸۔ ۷ تا ۱۳ ربیع الثانی ۱۴۲۸ھ ۷ ۲۷ اپریل تا ۳ مئی ۲۰۰۷ء)

یہ وہ دلائل ہیں جن کو حافظ عبدالستار حماد حفظہ اللہ نے بیان کیا ہے۔

محترم الشیخ صاحب مندرجہ بالا دلائل اور ان کے علاوہ چوتھے دن قربانی کے جتنے دلائل ہیں ان کو بیان کریں اور ان کی اسنادی حیثیت کو واضح کریں اور اس مسئلہ قربانی کے بارے میں صحیح ترین تحقیق بیان فرمائیں......۔

(خرم ارشاد محمدی۔ دولت نگر، گجرات ۲۹/ اپریل ۲۰۰۷ئ)

الجواب: مسند احمد (۴، ۸۲ح ۱۶۷۵۲) والی روایت واقعی منقطع ہے۔

سلیمان بن موسیٰ نے سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا۔ امام بیہقی نے اس روایت کے بارے میں فرمایا: ''مرسل'' یعنی منقطع ہے۔

(السنن الکبریٰ ج ۵ ص ۲۳۹، ج ۹ ص ۲۹۵)

امام ترمذی کی طرف منسوب کتاب العلل میں امام بخاری سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: ''سلیمان لم یدرک احداً من أصحاب النبی ﷺ'' سلیمان

(بن موسیٰ) نے نبی ﷺ کے صحابہ میں سے کسی کو بھی نہیں پایا۔ (العلل الکبیر ۱/ ۳۱۳)

اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ کسی صحیح دلیل سے یہ ثابت نہیں ہے کہ سلیمان بن موسیٰ نے سیدنا جبیر رضی اللہ عنہ کو پایا ہے۔ آنے والی روایت (نمبر ۲) سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ سلیمان بن موسیٰ نے سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نہیں سنی۔

نیز دیکھیئے نصب الرأیہ (۳/ ۶۱)

روایت نمبر ۲: صحیح ابن حبان (الاحسان: ۳۸۴۳، دوسرا نسخہ: ۳۸۵۴) والکامل لابن عدی (۳/ ۱۱۱۸، دوسرا نسخہ ۴/ ۲۶۰) والسنن الکبریٰ للبیہقی (۹/ ۲۹۵، ۲۹۶) اور مسند البزار (کشف الاستار ۲/ ۲۷ ح ۱۱۲۶) وغیرہ میں ''سلیمان بن موسیٰ عن عبدالرحمن بن أبی حسین عن جبیر بن مطعم'' کی سند سے مروی ہے کہ ((وفی کل أیام التشریق ذبح)) اور سارے ایام تشریق میں ذبح ہے۔ یہ روایت دو درجہ سے ضعیف ہے:

۱...... حافظ البزار نے کہا: ''وابن أبی حسین لم یلق جبیر بن مطعم''
اور (عبدالرحمن) ابن ابی حسین کی جبیر بن مطعم سے ملاقات نہیں ہوئی۔

(البحر الزخار ۸/ ۳۶۴ ح ۳۴۴۴، نیز دیکھیئے نصب الرأیہ ج ۳ ص ۶۱ والتمہید نسخہ جدیدہ ۱۰/ ۲۸۳)

۲...... عبدالرحمن بن ابی حسین کی توثیق ابن حبان (الثقات ۵/ ۱۰۹) کے علاوہ کسی اور سے ثابت نہیں ہے لہذا یہ راوی مجہول الحال ہے۔

روایت نمبر ۳: طبرانی (المعجم الکبیر ۲/ ۱۳۸ ح ۱۵۸۳) بزار (البحر الزخار ۸/ ۳۶۳ ح ۳۴۴۳

۳) بیہقی (السنن الکبریٰ ۵/۲۳۹، ۹/۲۹۲) اور دارقطنی (السنن ۴/۲۸۴ ح ۴۷۱۱)
وغیرہم نے ''سوید بن عبدالعزیز عن سعید بن عبدالعزیز التنوخی عن سلیمان بن موسی عن نافع بن جبیر بن مطعم عن أبیه'' کی سند سے مرفوعاً نقل کیا کہ ((أیام التشریق کلها ذبح)) تمام ایام تشریق میں ذبح ہے۔

اس روایت کا بنیادی راوی سوید بن عبدالعزیز ضعیف ہے (دیکھیے تقریب التہذیب: ۲۶۹۲)
حافظ ہیثمی نے کہا: ''وضعفه جمهور الأئمه''

اور اسے جمہور اماموں نے ضعیف کہا ہے۔ (مجمع الزوائد ۳/ ۱۴۷)

روایت نمبر ۴: ایک روایت میں آیا ہے کہ ''عن سلیمان بن موسی أن عمرو بن دینار حدثه عن جبیر بن مطعم أن رسول الله ﷺ قال: کل أیام التشریق ذبح'' (سنن الدارقطنی ۴/ ۲۸۴ ح ۴۷۱۳، والسنن الکبریٰ للبیہقی ۹/ ۲۹۶)

یہ روایت دو وجہ سے مردود ہے:

۱: اس کا راوی احمد بن عیسیٰ الخشاب سخت مجروح ہے۔ (دیکھئے لسان المیزان (ج ۱ ص ۲۴۰، ۲۴۱)

۲: عمرو بن دینار کی جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت نہیں ہے۔ دیکھئے الموسوعۃ الحدیثیۃ (ج ۲۷ ص ۳۱۷)

تنبیہ: ایک روایت میں ''الولید بن مسلم عن حفص بن غیلان عن سلیمان بن موسی عن محمد بن المنکدر عن جبیر بن مطعم'' کی سند سے آیا ہے کہ ''عرفات موقف وادفعوا من عرنة والمزدلفة موقف وادفعوا عن محسر''

(مسند الشامیین ۲/ ۳۸۹ ح ۱۵۵۶، ونصب الرأیہ ۳/ ۶۱

مختصراً)

اس روایت کی سند ولید بن مسلم کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے اور اس میں ایام تشریق میں ذبح کا بھی ذکر نہیں ہے۔

خلاصۃ التحقیق: ایام تشریق میں ذبح والی روایت اپنی تمام سندوں کے ساتھ ضعیف ہے لہٰذا اسے صحیح یا حسن قرار دینا غلط ہے۔

آثار صحابہ: روایت مسؤلہ کے ضعیف ہونے کے بعد آثار صحابہ کی تحقیق درج ذیل ہے:

۱:......سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''الأضحی یومان بعد یوم الأضحی'' قربانی والے دن کے بعد (مزید) دو دن قربانی (ہوتی) ہے۔

(مؤطا امام مالک ج ۲ ص ۴۸۷ ح ۱۰۷۱ وسندہ صحیح، السنن الکبریٰ للبیہقی ۹/ ۲۹۷)

۲......سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''النحر یومان بعد یوم النحر وأفضلھا یوم النحر'' قربانی کے دن کے بعد دو دن قربانی ہے اور افضل قربانی نحر والے (پہلے) دن ہے۔ (احکام القرآن للطحاوی ۲/ ۲۰۵ ح ۱۵۷۱، وسندہ حسن)

۳:......سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''الأضحی یومان بعدہ'' قربانی والے (اول) دن کے بعد دو دن قربانی ہوتی ہے۔

(احکام القرآن للطحاوی ۲/ ۲۰۶ ح ۱۵۷۶، وھو صحیح)

۴......سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: النحر ثلاثۃ أیام ''قربانی کے تین دن ہیں۔

(احکام القرآن للطحاوی ۲/ ۲۰۵ ح ۱۵۶۹، وھو حسن)

تنبیہ: احکام القرآن میں "حماد بن سلمة بن کھیل عن حجتہ عن علی" ہے جبکہ صحیح "حماد عن سلمة بن کھیل عن حجیة عن علی" ہے جیسا کہ کتب اسماء الرجال سے ظاہر ہے اور حماد سے مراد حماد بن سلمہ ہے۔ والحمدللہ

ان کے مقابلے میں چند آثار درج ذیل ہیں:

۱......حسن بصری نے کہا: عیدالاضحیٰ کے دن کے بعد تین دن قربانی ہے۔
(احکام القرآن للطحاوی ۲/۲۰۶ ح ۱۵۷۷ وسندہ صحیح، السنن الکبریٰ للبیہقی ۹/۲۹۷ وسندہ صحیح)

۲......عطاء (بن ابی رباح) نے کہا: ایام تشریق کے آخر تک (قربانی ہے)۔
(احکام القرآن ۲/۲۰۶ ح ۱۵۷۸ وسندہ حسن، السنن الکبریٰ للبیہقی ۹/۲۹۶ وسندہ حسن)

۳......عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا: "الأضحی یوم النحر وثلاثة أیام بعده" قربانی عید کے دن اور اس کے بعد تین دن ہے (السنن الکبریٰ للبیہقی ۹/۲۹۷ وسندہ حسن)

امام شافعی اور عام اہل حدیث علماء کا یہی فتویٰ ہے کہ قربانی کے چار دن ہیں۔ بعض علماء اس سلسلے میں سیدنا جبیر مطعم رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب روایت سے بھی استدلال کرتے ہیں لیکن یہ روایت ضعیف ہے جیسا کہ سابقہ صفحات پر تفصیلاً ثابت کر دیا گیا ہے۔

۴......سیدنا ابوامامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسلمان اپنی قربانیاں خریدتے پھر انہیں (کھلا کھلا کر) موٹا کرتے پھر عیدالاضحیٰ کے بعد آخری ذوالحجہ (تک) کو ذبح کرتے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی ۹/۲۹۷، ۲۹۸ وسندہ صحیح)!!

ان سب آثار میں سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ وغیرہ کا قول راجح ہے کہ قربانی تین دن ہے: عیدالاضحیٰ اور دو دن بعد۔

ابن حزم نے ابن شیبہ سے نقل کیا ہے کہ ”نا زید بن الحباب عن معاویۃ بن صالح: حدثنی أبو مریم: سمعت أبا ہریرۃ یقول: الأضحی ثلاثۃ أیام“ یعنی سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قربانی تین دن ہے۔ (المحلی ج ۷ ص ۳۷۷ مسئلہ: ۹۸۲)

اس روایت کی سند حسن ہے لیکن مصنف ابن ابی شیبہ (مطبوع) میں یہ روایت نہیں ملی۔ واللہ اعلم

فائدہ:

نبی کریم ﷺ نے ابتدا میں تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت رکھنے سے منع فرمایا تھا، بعد میں یہ حکم منسوخ ہوگیا۔ یہ ممانعت اس کی دلیل ہے کہ قربانی تین دن ہے والا قول ہی راجح ہے۔ اس ساری تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی ﷺ سے صراحتاً اس باب میں کچھ بھی ثابت نہیں ہے اور آثار میں اختلاف ہے لیکن سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور جمہور صحابہ کرام کا یہی قول ہے کہ قربانی کے تین دن (عیدالاضحیٰ اور دو دن بعد) ہیں، ہماری تحقیق میں یہی راجح ہے اور امام مالک وغیرہ نے بھی اسے ہی ترجیح دی ہے۔ واللہ اعلم

(۲/ مئی ۲۰۰۷ء)

(ماہنامہ الحدیث حضرو، شمارہ نمبر ۴۴، ص ۶ تا ۱۱، جنوری ۲۰۰۸ء)

ظظظظ

(2) قربانی کے چار یا تین دن؟

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الأمین، أما بعد:

دولت نگر (ضلع گجرات) میں جناب خرم ارشاد محمدی صاحب......

نے مجھے ایک مفصل خط لکھ کر قربانی کے دنوں کی تحقیق کا مطالبہ کیا تھا لہٰذا میں نے اس خط کے جواب میں ایک تحقیقی مضمون لکھا، جسے بعد میں کئی علمائے اہل حدیث (حفظھم اللہ تعالیٰ) کی خدمت میں بھیج دیا۔ جب کئی مہینوں تک ان کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا تو پھر ۲/مئی ۲۰۰۷ء والے مضمون "قربانی کے تین دن ہیں" کو خرم صاحب کے مسلسل مطالبہ اشاعت کے بعد ماہنامہ الحدیث حضرو، عدد: ۴۴ (جنوری ۲۰۰۸ئ) میں شائع کر دیا۔ اب کافی عرصے بعد اس تحقیقی مضمون کا ردِ عمل ہفت روزہ اہلحدیث لاہور (جلد ۴۰ شمارہ ۴۷، ۲۸ نومبر تا ۱۱ دسمبر ۲۰۰۹ئ) میں جناب ڈاکٹر (پروفیسر) حافظ محمد شریف شاکر صاحب کے قلم سے بعنوان "قربانی کے چار دن" شائع ہوا ہے۔

(ص ۱۷-۲۰)

اس مضمون کے سلسلے میں چند معروضات درج ذیل ہیں:

۱: ڈاکٹر صاحب نے لکھا ہے: "ایام قربانی عید الاضحیٰ اور اس کے بعد تین دن ہیں: اس کے قائل حضرت علیؓ ہیں اور یہی مذہب......" (ص ۱۷)

مؤدبانہ عرض ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب یہ بات کس کتاب میں صحیح یا حسن سند کے ساتھ مذکور ہے؟ حوالہ پیش کریں۔!

حافظ ابن القیم اور علامہ نووی کے اقوال پیش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں، کیونکہ انہوں

نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ تک اپنے اقوال منقولہ کی کوئی صحیح متصل یا حسن متصل سند پیش نہیں کیا اور یہ عام لوگوں کو بھی معلوم ہے کہ ان دونوں کی پیدائش سے صدیوں پہلے سیدنا علی رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تھے۔ آگے چل کر ڈاکٹر صاحب نے حافظ ابن القیم اور علامہ نووی کے بے سند حوالوں کی بنیاد پر یہ بات لکھ دی ہے کہ "موصوف نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تین دن قربانی والا قول تو نقل کر دیا لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ کا چار دن والا درج ذیل قول کیوں کر مفقود نظر رہا؟؟" (ص ۱۹)

عرض ہے کہ مفقود کی بات تو بعد میں ہوگی، پہلے آپ اس قول کی صحیح یا حسن سند پیش تو فرما دیں!

۲: پروفیسر صاحب نے لکھا ہے:

"......اور آثار میں بھی اختلاف ہے تو موصوف کو اہل حدیث کے متفق علیہ مسلک" (۱۷)

عرض ہے کہ کیا سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اہل حدیث کے مسلک سے باہر تھے جو یہ فرماتے تھے کہ قربانی والے دن کے بعد دو دن قربانی ہے۔

(مؤطا امام مالک ج ۲ ص ۴۸۷ وسندہ صحیح)

۳......ڈاکٹر صاحب نے لکھا ہے: "قواعد حدیث کے مطابق صحیح سند کے مقابلہ میں حسن سند مرجوح ہوتی ہے نہ کہ راجح، تو موصوف صحیح سند کے مقابلے میں حسن کو کس اصول کے تحت راجح قرار دے رہے ہیں؟؟"

مزعومہ ومبینہ قواعد حدیث میں نظر کے علاوہ عرض ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے یہ ثابت ہے

کہ قربانی کے تین دن ہیں۔ (وھو حسن) اگر اس کے مقابلے میں آپ کے پاس کوئی صحیح سند ہے تو پیش کریں اور اگر صحیح نہیں ہے تو حسن پیش کریں اور اگر کوئی متصل سند ہے ہی نہیں تو پھر حسن سے نامعلوم صحیح کو ٹکرانا غلط ہے۔

۴: پروفیسر صاحب نے علامہ قرطبی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک چار دن ہیں۔ (ص ۲۰ ملخصاً بعنوان: ابن عمر رضی اللہ عنہ کا دوسرا قول)

عرض ہے کہ یہ دوسرا قول بے سند ہونے کی وجہ سے غیر ثابت اور مردود ہے، لہٰذا معارضہ کیسا؟ صحیح سند کے مقابلے میں بے سند اقوال پیش کرنے کا آخر فائدہ کیا ہے؟

۵: ڈاکٹر صاحب نے شوکانی یمنی کے حوالے سے لکھا ہے: ''عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ ایام معدودات چار دن ہیں ......'' (۲۰)

عرض ہے کہ یہ بے سند قول احکام القرآن للطحاوی (۲۰۵/۲ ح ۱۵۷۱، وسندہ حسن) کی اس روایت کے مقابلے مردود ہے، جس میں آیا ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''قربانی کے دن کے بعد دو دن قربانی ہے اور افضل قربانی نحر والے (پہلے) دن ہے''۔ (دیکھئے الحدیث حضرو: ۴۴ ص ۱۰)

۶ ...... بے سند اقوال والے اس مضمون کے آخر میں پروفیسر صاحب نے لکھا ہے:

''یہ موصوف ہی بتا سکتے ہیں کہ جمہور صحابہ میں کون کون سے صحابہ کرام شامل ہیں؟'' (ص ۲۰)

عرض ہے کہ سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ (صحابئ صغیر) کے اثر کے مقابلے میں اگر

سیدنا علی رضی اللہ عنہ، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے آثار جمہور صحابہ کے آثار نہیں ہیں تو پھر جمہور سے کیا مراد ہے؟

یاد رہے کہ سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ کا اثر: "پھر عیدالاضحیٰ کے بعد آخری ذوالحجہ (تک) کو ذبح کرتے" (الحدیث: ۴۴ ص ۱۱) کے خود جناب ڈاکٹر اور پروفیسر صاحب بھی قائل نہیں بلکہ چار دنوں کی قربانی کے قائل ہیں، دوسرے یہ کہ اثر مذکورہ بالا جمہور صحابہ کے خلاف ہے

۷...... پروفیسر صاحب نے لکھا ہے: "حافظ زبیر علی زئی صاحب کا دعویٰ ہے کہ "قربانی کے تین دن ہیں" اور اپنے اس دعویٰ پر انہوں نے پہلی دلیل یہ پیش کی ہے کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتداء میں تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت رکھنے سے منع فرمایا تھا......"

(ص ۱۷)

عرض ہے کہ یہ میری پہلی دلیل نہیں بلکہ ذیلی اور تائیدی دلیل ہے، کیونکہ پہلی دلیل تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور جمہور صحابہؓ کرام کے آثار ہیں اور یہ میرے دعوے کے بالکل مطابق ہیں۔

پروفیسر صاحب کا ذیلی دلیل کو پہلی دلیل قرار دے کر میری طرف منسوب کرنا غلط ہے۔

وما علینا الا البلاغ۔ (۲۵/ نومبر ۲۰۰۹ئ)

(ماہنامہ الحدیث حضرو، شمارہ نمبر ۶۸ ص ۴۵ تا ۴۷، جنوری ۲۰۱۰ئ)

ظظظظظ

قربانی کے احکام و مسائل

....

۲۸) قول راجح میں قربانی کے تین دن ہیں۔ دیکھئے الحدیث: ۴۴ ص ۶ تا ۱۱۔

(ماہنامہ الحدیث حضرو، شمارہ ۵۵ ص ۵۷، دسمبر ۲۰۰۸ئ)

ظظظظظ

وہابیوں کا ایک اور دھماکہ

قربانی کی فضیلت

بسند صحیح رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں

وہابی مذہب شرانگیزی، فتنہ سامانی اور دھماکہ خیزی کا مرقع ہے، آئے دن نت نئے مسائل کھڑے کرنا وہابیوں کا شیوہ اور محبوب مشغلہ ہے، شریعت میں من مانی اور دین میں سینہ زوری ان کا ورثہ ہے، موجودہ حالات میں جہاں وہابیوں کے دیگر کئی دھماکے اور ہلاکت خیزیاں ہیں، وہاں ایک کدال انہوں نے ان احادیث پر بھی چلا دیا ہے جن میں قربانی کی فضیلت کو بیان کیا گیا ہے...... ملاحظہ ہو!

وہابیوں کے ''قابل فخر محقق'' عبدالمنان نور پوری نے اپنی انوکھی اور نرالی تحقیق بیان کرتے ہوئے کہا ہے:

''سنۃ ابیکم ابراہیم'' والی روایت ضعیف ہے۔ آپ یہ روایت سن کر

خوش تو بہت ہوئے لیکن یہ روایت صحیح نہیں...... قربانی کی فضیلت میں اکثر روائتیں کمزور ہی ہیں...... بات قربانی کی فضیلت کی آگئی ہے تو قربانی کی فضیلت کی روائتیں سماعت فرمائیں، ایک روایت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا والی قربانی کی فضیلت میں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

یوم النحر میں قربانی سے بڑھ کر اور کوئی فضیلت والا عمل نہیں، خون کا قطرہ، زمین پر گرنے سے پہلے اللہ کے ہاں اس کا بہت درجہ بن جاتا ہے...... یہ روایت بھی کمزور ہے۔ ابن العربی عارضۃ الاحوذی کے مؤلف ترمذی کے شارح فرماتے ہیں:

لیس فی فضل الاضحیۃ حدیث گھروں میں جو قربانیاں کی جاتی ہیں ان کی فضیلت میں ایک روایت بھی رسول اللہ ﷺ سے صحیح ثابت نہیں۔ جتنی روائتیں بھی آتی ہیں۔ وہ سب کمزور ہیں...... خاص نام لے کر قربانی کی فضیلت والی روائتیں کمزور ہی ہیں۔ (قربانی کے احکام ومسائل ۹،۱۰)

چونکہ عام طور پر وہابیوں کی طرف سے یہ شوروغوغا کیا جاتا ہے کہ ضعیف اور کمزور روایت ہرگز قابل قبول نہیں ہے۔ لہٰذا ہمارا پرزور مطالبہ ہے کہ وہابی مولوی کے بقول جب قربانی کی فضیلت پر کوئی صحیح روایت نہیں ہے تو ان لوگوں کو چاہیئے کہ وہ اس عمل سے دستبردار ہو کر اہل اسلام کے اس متفق علیہ مؤقف سے الگ ہو جائیں۔

اور یہ عجوبہ بھی ملاحظہ ہو کہ ایک طرف ان کی تحقیق یہ ہے کہ دریں مسئلہ روایات صحیح اور صریح نہیں ہیں۔ تو دوسری طرف وہ اہل سنت وجماعت کو چوتھے روز قربانی کے جواز پر بحث ومباحثہ کے چیلنج دیتے پھرتے ہیں۔

عوام الناس اس مسئلہ میں وہابیوں سے ضرور رابطہ کریں۔

ناشر: مرکزی جمعیت اہلسنّت (حنفی بریلوی) گوجرانوالہ

(تاریخ اشاعت 2004ئ)

ظظظظظ